

ایک ہزار روپیہ کا نام

میرزا فی صاحبان کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ جس غرض اور درود سے یہ رقم سارا کہ
ہے۔ اُسکی کیفیت تمہیں کتاب صفحے ص ۱۰۰ سے واضح ہوگی۔ اللہ جانتا ہے۔ کہ ہمیں زمانہ گزارا
سے کوئی ذاتی بغض و عناد ہے۔ اور نہ ان کے مریدوں سے ایسی کوئی مخصوص
فرزندان اسلام میں باہمی تفرق اندازی و نفاق۔ عقائد و اصول میں اختلاف
اور عبادات و معاملات میں بیگانگی کو دیکھ کر امر حق کے اظہار کرنیکی کوشش
کی گئی ہے۔ تاکہ سعید طبعیتیں ٹھنڈے دل سے اس پر غور کریں۔ اور سمجھت
مہدویت کی اس مجہول بھلیاں سے نکل کر۔ اور قرآن و حدیث کو مشعل راہ
پھر صراط مستقیم اختیار کریں۔ ان اریدہ آلا اصلاح ما استطعت و ما توفی
آلا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

مجھے پورا پورا یقین ہے۔ کہ جس مومن کے دل میں اسلام کی سچی عزت ہے۔
حالات حاضرہ سے متاثر ہو کر وہ اسلام کی بہبودی کے لئے فکر مند ہے وہ کبھی
پیارے مذہب میں ان نئی نئی باتوں کی مداخلت ہرگز گوارا نہ کریگا۔ اور ارشد
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، اشجوا سواد اکا اعظم سے رُوگردان ہو کر اپنی ڈیڑھ
ایٹھ کی مسجد ہرگز علیحدہ نہیں بنائیگا۔ بقولیکہ
خلافت پیبر کے رہ گزیدہ کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید
لیکن ان لوگوں کے لئے جو محض دُورادکار تاویلات اور فلسفیانہ توجہیات

قَدَرُ

یوں اس ناچیز تالیف کو کمال ادب و عقیدت
کے ساتھ بحضور عمدۃ الکاملین زبدۃ العارفین
فخر المحدثین راس المناظرین مخزنِ علم و حکمت
واقفِ ہر ارشادِ شریعت حضرت اقدس مولانا
الحاج مولوی خلیل احمد صاحب مدظلہم و
زادِ مجدہم ناظمِ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور
کی خدمتِ بابرکت میں پیش کر چکی ہجراتِ گرامیہوں
عِ گریبوں اُفتد زبے عز و شرف

ریت کے بے حقیقت ذرے آفتابِ عالمات کی ضیا باری سے کیسے چمک اُٹھتے ہیں! یقین
کال ہے کہ میری یہ دینی خدمت بھی حضورِ پر نور کی ذاتِ گرامی سے معنون ہو کر عوام کے لئے مفید
اور میرے لئے فلاح دارین کا باعث ہوگی۔

آنا نکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشہ چشمی بمانند

بندۂ ناچیز محمد یعقوب پٹیالی

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	نمبر فصل	صفحہ	مضمون	نمبر شمار	نمبر فصل
۳۱	بھی	۶	فصل	۱	دیباچہ سبب تالیف	۰	-
۳۲	خدا کا بیٹا	۷	۷	۱۲	دس کی دین نبوت وغیرہ	۱۲	فصل
۳۳	خدا کی بیوی اور اولاد	۸	۸	۱۲	تہبید	۰	۰
۳۴	خود خدا ہونے کا دعویٰ	۹	۹	۱۲	ابو منصور پانچو فرقہ منصور	۱	۰
۳۵	خدا کے باپ پنہا کا دعویٰ	۱۰	۱۰	۱۵	محمد بن زمرت	۲	۰
۳۶	جس کے دل غلط الہام	۱۱	فصل	۱۸	عبد المؤمن	۳	۰
۳۷	تہبید	۰	۰	۱۸	طریف ابو بیح و صالح	۴	۰
۳۸	اپنی عمر کے متعلق	۱	۱	۱۸	بن طریف	۵	۰
۳۹	زر زور کے متعلق	۲	۲	۱۹	عسید مہدی صاحب الزلیقہ	۵	۰
۴۰	ہلاکت و نشتن	۳	۳	۲۰	منیرہ ابن سعید علی	۶	۰
۴۱	ریاست کابل میں ۸ ہزار اموات	۴	۴	۲۲	بنان ابن سمعان یحییٰ	۷	۰
۴۲	مولوی فناء الدین صاحب	۵	۵	۲۳	مقنع	۸	۰
۴۳	کے قادیان کے متعلق	۶	۶	۲۷	ابو الخطاب سدی	۹	۰
۴۴	مکہ یا مدینہ میں سرکار الہام	۷	۷	۲۷	احمد کیال	۱۰	۰
۴۵	خود جوانی کا الہام	۸	۸	۳۰	مرزا صاحب کی روحانی و جسمانی ترقی و ترقی و ترقی	۳۰	فصل
۴۶	خواتین مبارک اور اولاد کی بابت	۹	۹	۳۰	مورخہ دالت	۱	۰
۴۷	شفائے عزا و مبارک احمد	۱۰	۱۰	۳۰	محمد	۲	۰
۴۸	ایک رشتہ کی پیش گوشتی	۱۱	۱۱	۳۰	محمد ث	۳	۰
۴۹	پانچ اور غلط الہام	۱۲	۱۲	۳۰	سیح دہدی	۴	۰
۵۰	شرع کشوف الہام	۱۳	۱۳	۳۱	اقام الزمان	۵	۰
۵۱	تہبید	۰	۰				

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	نمبر فصل	صفحہ	مضمون	نمبر شمار	نمبر فصل
۵۹	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر	۴	پانچویں فصل	۴۷	مرزا جی السہ تہائی	۱	پہلی فصل
۶۰	میتا عیسیٰ علیہ السلام	۵	"	"	کی اولاد ہیں	"	"
۶۱	نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۶	"	۴۵	مرزا جی کرشن جی	۲	"
۶۲	دیکھ کر عید کیم غائب کی تعلیم	۷	"	"	کے اوتا ہیں	"	"
۶۲	حضرت عیسیٰ علیہ السلام نفیلت	۸	"	۴۴	اللہ مرزا جی کی حد کتاب	۳	"
۶۳	مرضی اعوان کے متعلق	۹	"	"	زمین آسمان مرزا جی	۴	"
۶۳	دجال کے متعلق	۱۰	"	۴۴	کے ساتھ ہیں	"	"
۶۵	دس افتراء		پانچویں فصل	۴۸	خدا مرزا جی کے	۵	"
۶۵	تہید نہایت پچھڑی		"	"	ساتھ ساتھ ہے	"	"
۶۵	منفردی فوراً ہلاک	۱	"	۴۸	سب کچھ مرزا جی کے	۶	"
۷۳	کیا جاتا ہے	۲	"	"	لئے ہے	"	"
"	منفردی جلد مارا جاتا ہے	۳	"	۴۸	مرزا جی خدا سے اور خدا	۷	"
"	خدا پر اعتراض کرنا	۴	"	"	مرزا جی سے ہے	"	"
"	جلد ہلاک کئے گئے	۵	"	۴۸	مرزا جی اللہ کی تفسیر	۸	"
۷۵	محمدی بیگم کے نکاح کا بیانیہ	۶	"	۵۰	تقریر کی دلائل ہیں	۹	"
"	بجھم الہی دیا گیا	۷	"	۵۱	خدا کی کائنات پر کشف	۱۰	"
"	خدا تعالیٰ محمدی بیگم کے نکاح	۸	"	"	اللہ دیاں کی قلم کی روشنی	"	"
"	کے ہر ایک نئے کو دور کر گیا	۹	"	۵۱	مرزا جی کے کپڑوں پر	"	"
"	خدا کی قسم محمدی بیگم کا	۱۰	"	۵۷	دس اختلا بیانیاں		پانچویں فصل
"	خدا و مذہب و مریگی	۱	"	"	تمہید		"
۷۶	الہام۔ آسمان پر نکاح ہو گیا	۲	"	۵۵	دعوت محمدیت و نبوت کا		"
"	آیت قرآنی سے نکاح کی	۳	"	"	اقرار و انکار		"
۷۷	مرزا تقویت	۴	"	۵۶	تمام مسلمانوں پر فتوہ کفر	۲	"
۷۸	براہمن احمدی میں بی بی کا	۵	"	۵۹	ختم نبوت کا اقرار و انکار	۳	"

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	نمبر فصل	صفحہ	مضمون	نمبر شمار	نمبر فصل
۱۰۲	کبار احمدیہ سرور، صاحب کی صحت کے متعلق	۲	۸۹	۱۰	حدیث شریف میں بھی محمدی کے نکاح کی پیشگوئی ہے	۱۰	چوتھی فصل
۱۰۳	اپنے مریدوں کے ایمان کی نسبت سید امیر شاہ گلابادری کے	۳	۸۳	۱۱	ٹکٹ کے دس چھو اور دھو	۱۱	نہ فصل سولہویں
۱۰۴	بیٹا ہونے کی بابت نکاح منقطع کے اسلام لانا بابت	۴	۸۷	۱۲	تہبید مرزا صاحب کی پیشگوئی کے گواہ	۱۲	۱
۱۰۵	مولوی محمد حسین صاحب وغیرہ کے متعلق	۵	۸۷	۱۳	۶۰ لاکھ سے زیادہ ہیں	۱۳	۲
۱۰۶	نشان آسمانی کی بابت ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب	۶	۸۷	۱۴	بخاری میں براخلف اللہ کی	۱۴	۳
۱۰۷	ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب پٹنہ لوی کے متعلق	۷	۸۷	۱۵	دلی حدیث ہے	۱۵	۴
۱۰۸	ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کے متعلق	۸	۸۷	۱۶	مولانا صاحب کی تصدیق اور	۱۶	۵
۱۰۹	ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کے متعلق	۹	۸۷	۱۷	مولانا صاحب کی تصدیق اور	۱۷	۶
۱۱۰	مولوی خٹاوند صاحب ادب سری کی بابت	۱۰	۸۷	۱۸	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نسب	۱۸	۷
۱۱۱	تہبید توحید باری کے متعلق	۱۱	۸۷	۱۹	بہار از نزول	۱۹	۸
۱۱۲	عقیدہ بنیت عقیدہ تہلیث	۱۲	۸۷	۲۰	عقیدہ انتم کی توحید متعلق	۲۰	۹
۱۱۳	الہ کا جسم ناقص۔ پاؤں طول۔ عرض	۱۳	۸۷	۲۱	مولوی عبد الکریم کی صحت	۲۱	۱۰
			۸۷	۲۲	حضرت دینار علیہ السلام کے متعلق	۲۲	۱۱
			۸۷	۲۳	حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق	۲۳	۱۲
			۸۷	۲۴	انجیل کے متعلق ایک غلط بیانی	۲۴	۱۳
			۸۷	۲۵	کہ ۲۰۰ بیویاں کو چھو اہام ہوا	۲۵	۱۴
			۸۷	۲۶	قرآن کریم کی آیات میں پوری	۲۶	۱۵
			۸۷	۲۷	دس مرد و دس عاٹیں	۲۷	۱۶
			۸۷	۲۸	تہبید مرزا کی کو استجابت	۲۸	۱۷
			۸۷	۲۹	دعا کے معجزہ کا ذکر ہوا	۲۹	۱۸
			۸۷	۳۰	مولوی عبد الکریم صاحب کی صحت	۳۰	۱۹

نمبر فصل	نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر فصل	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
نمبر فصل		الہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں سے صلہ رکھتا کرتا ہے	۱۱۲	نمبر فصل	۷	قرآن و حدیث پر مرزا صاحب کا ایمان	۱۲۳
		الہ تعالیٰ کی تعویذ حضرت جبریل علیہ السلام کی ہوتا ہے	۱۱۳		۸	مرزا صاحب قرآن کی غلطیاں کیا کیلئے آئے ہیں۔	۱۲۴
		کا نور ہیں			۹	جو حدیث مرزا صاحب کا ایمان کے موافق نہ ہو وہ رد کی گئی	۱۲۵
	۲	نبوت کا دعوہ ختم نبوت کا انکار چار اور بی کاذب	۱۱۴		۱۰	حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی مرزا صاحب کا انکار	۱۲۶
	۳	عالم کے وجود سے انکار	۱۱۸		۱۱	حدیث کے متعلق	۱۲۷
		اسکی تردید قرآن حدیث اور عقلی دلائل سے			۱۲	حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انکے معجزات کی توہین	۱۲۸
	۴	قرآن و حدیث پر مرزا صاحب کا ایمان	۱۲۳		۱۳	مرزا صاحب کی اخلاقی حالت	۱۲۹
		مرزا صاحب قرآن کی غلطیاں کیا کیلئے آئے ہیں۔			۱۴	مرزا صاحب کی شرم و نظم نگاہ لیاں	۱۳۰
	۵	جو حدیث مرزا صاحب کا ایمان کے موافق نہ ہو وہ رد کی گئی	۱۲۴				
	۶	شریعہ پلیدی طعنوں کا رد	۱۸۳				
	۷	بیدین۔ خائن۔ مقلد۔ منافق	۱۸۴				
	۸	مبتلا اور چھوٹے دعوے	۱۸۵				
	۹	کاذب۔ کافر۔ بے دین اور خارج از اسلام	۱۸۸				
	۱۰	کاذب شریعت اور بی بی کی بیعت	۱۹۰				
		بغیر کذب۔ شریعت اور بی بی کی بیعت	۱۹۳				
		خاتمہ	۱۹۵				



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ : نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ

دیباچہ

اللَّهُمَّ إِنَّا الْحَقِّ حَقًّا وَارْتَقْنَا اتِّبَاعَهُ وَالْبَاطِلَ بِالْطَّلَا وَلَيَسِّرْنَا اجْتِنَابَهُ رَبَّنَا فَخُ بَيْنَنَا
وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْغَاثِينَ بِمُحَمَّدٍ سَيِّدِ الرُّسُلَيْنِ وَمَا سَأَلْنَاكَ إِلَّا بِحَقِّكَ
الَّذِي لَا يَبْقَى لَدُنَّا وَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَاتَّبَعِيهِ وَاتَّبَاعِيهِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّحِيمِينَ
حمد بے حد و شمار ہے۔ اس قادر و الجلال و ایز و متعال کچھ سزاوار ہے۔ کہ جس نے
اپنی قدرت کاملہ سے کائنات عالم کو پیدا کیا۔ اور اپنی حکمت بالغہ سے انسان ضعیف البنیان کو زیر و یسر و
عقل سے آراستہ کر کے قوت تیز و عطا فرمائی۔ اور اسے اشرف المخلوقات بنایا۔ ذات باری ایسی ہے چون
مبے چگون ہے۔ جس کی وجوہی و غیر حیثی کی شرکت کا امکان نہیں۔ نہ اس میں جزو کل جسم و روح
کو دخل ہے۔ تشبیہ و مثال سے پاک ہے۔ اور جو کچھ آدمی کے ذہن و حواس و خیال میں گندہ ہے اس
سے منزہ اور مقدس۔ ارفع اور اعلیٰ ہے۔ اور درود بے حد و شمار و نعمت ہے ہزاراں ہزار اس
کامل اور مکمل انسان پر کہ جسکی ذات و الاصفات کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ اللعالمین بنا کر اور اس کے اخلاق پر کہ
کی تعریف انکے خلق عظیم کے جامع الفاظ میں بیان فرما کر اس کے اتباع اور اسوۂ حسنہ

۱۔ یا اللہ ہم کو حق بات دکھا۔ اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ اور جہت کو صفائی سے ظاہر فرما۔ اور اس سے بچنے
کی جہت دے۔ یا اللہ! اہل کرام اور ہماری قوم کے درمیان حق بات کا انکشاف فرما۔ بظہیل سرور انبیاء و رسولین حضرت
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور درود جو۔ ان پر اور انکی آل و اصحاب و اتباع پر پڑے

۱۵۱	دعا نمبر
۲۵	قرآن نمبر

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ بِمِائَةِ أَلْفِ مَرَّةٍ

بلند و لغت۔ ارباب علم و دانش و اصحابِ قلم و کلمت سے محض نہیں بلکہ ہر

اہل اسلام کا اتفاق اس امر پر ہے کہ دین اسلام بذریعہ ذات ستودہ صفات حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم کامل اور اکمل صورت میں دنیا کو عطا ہو چکا۔ اور جیسا کہ قرآن کریم کی آیات اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح الوصاف ارشادات سے واضح ہے۔ سلسلہ نبوت آپ کی ذات مبارک پر ختم ہو چکا۔ چنانچہ صحیح بخاری۔ باب خاتم النبیین۔ کتاب المناقب میں یہ واضح اور روشن حدیث موجود ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّمَا مَثَلُ الْإِنْسَانِ مِثْلُ قَتْلِ رَجُلٍ بَنِيًّا فَاحْسَنَهُ وَاجْمَلَهُ إِلَّا مُوَضِّعُ لَبَتِهِ مِنْ نَمْلِهِ فَعَجَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَتَعَجَّبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ هَلَا وَفُيَعَتْ هَلْ هَذَا الْبَشَرَةُ قَالَ فَأَتَا الْبَشَرَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ - (یعنی) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور انبیائے گذشتہ کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص نے ایک عمدہ اور خوبصورت گھر بنایا۔ مگر اس کے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی۔ پس لوگ اس گھر کے گرد پھرنے لگے اور تعجب کرنے لگے کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی۔ فرمایا کہ میں وہ اینٹ ہوں۔ اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔

مطلب صاف ہے کہ قمر نبوت میں صرف ایک اینٹ کے ٹکڑے جانے کی کسر باقی تھی جو گلی چکی

۱۵ آج ہم نے تمہارا دین کامل کر دیا۔ اور اپنی نعمت تم پر نوی کر دی۔ اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔

اور نبوت کا عمل مکمل ہو چکا۔ اسلئے آئندہ کوئی نئی ہدایت نہ ہو گا۔

باوجود اس صاف و صریح ہدایت کے، فقیر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے خبر لیا کہ یہ بھی ارشاد فرمایا۔ کہ لَوْ تَقَوُّرُ الْمَسَاعِدُ حَتَّى يَخْرُجَتْ تِلْكَ الْأَبْجَاةُ كَلْهَمٌ يَرْتَعِدُهُ النَّبِيُّ (راوا الاطبرانی عن نعيم بن مسعود) یعنی طبرانی نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قیامت قائم نہ ہو گی۔ جب تک تیس کاذب نہ نکل لیں۔ جو سب ہی گمان کرینگے کہ ہم نبی ہیں۔

چنانچہ اس ارشاد کے مصداق بہت سے کاذب مدعی پیدا ہوئے جن میں سے کوئی مدعی جہد ویت تھا۔ اور کوئی مدعی نبوت و رسالت اور کوئی مدعی مسیحیت۔ ایسے جھوٹے دعوے کرنے والوں میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔

سیلہ کذاب۔ اسو عیسیٰ۔ زکریا۔ منیرہ۔ ابن میاد۔ طلیحہ۔ عبداللہ بن مداویہ
احمد بن محمد۔ سلیمان قرطبی۔ صالح بن طریف یحییٰ بن جبرویہ۔ ابو جعفر محمد بن سلیمان
عبداللہ بن احمد۔ محمد نفیس زکیہ۔ محمد بن قاسم۔ قاسم بن مرقہ۔ عباس۔ محمد بن قمریت
استاذ بیس۔ عطا عثمان جس عسکری۔ محمد بن حسن۔ محمد ہمدی۔ احمد بن کیاں۔ ابوالفضل
شیخ محمد خراسانی۔ محمد احمد سوؤانی۔ پوشیا۔ وامیہ۔ بہبود۔ ابراہیم ہذیل۔ علی محمد باب
محمد سحوانی وغیرہ وغیرہ (ان میں زیادہ تعداد مدعیان جہد ویت کی ہے)

ملک ہندوستان میں بھی بعض ایسے لوگ پیدا ہوئے جیسے سید محمد جوہوری وغیرہ۔ آخری مئی ۱۸۵۷ء میں جنہیں اس دنیا کو چھوڑے ابھی سولہ برس گزرے ہیں۔ اور جن کی امت اگرچہ دو تین فرقلوں میں متفرق ہی ہو چکی ہے۔ مگر ان کے کارناموں کے چرچے ابھی جاری ہیں۔ ملہری ملہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی انجہانی سے ہے جو قادیان ضلع گورداسپور پنجاب کے رہنے والے تھے۔ اپنی اکی تلحیم و حالت کا نمونہ ان اوراق میں دکھایا گیا ہے۔

پہلے آپ نے محمدؐ ہونے کا دعوے کیا۔ ہمدی آخر الزمان بنے۔ مسیح موعود ہونے کے مدعی

ہوئے کبھی محدث و امام الزمان کہلائے۔ نبوت و رسالت کے دعویدار ہوئے۔ اس سے زیادہ ترقی کی۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جزوی فضیلت جتلائی کچھ عرصہ بعد ہر لحاظ سے اُن سے افضل بن گئے اس سے آگے بڑھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ناقص الفہم اور خالعی قرار دیا۔ (مناذ اللہ منہا) اب کیا تھا۔ خدا بننا باقی رہ گیا تھا۔ سو پہلے ابن السد بنے اور خدا کی اولاد ہونے کے دعویدار ہوئے۔ بعد ازاں اللہ کی بیوی بنکر ایسے فانی اللہ ہوئے کہ خدائی کا ہی دعوے کر نیٹے۔ اور کشف کے ذریعہ آسمان وزمین کو بھی پیدا کر لیا۔ اس پر بھی صبر نہ آیا۔ تو اپنے ایک آئینہ پیدا ہوئیوالے بیٹے کی مثال اللہ تعالیٰ سے دی۔ بیٹا کہ کہل ہے۔ کانت اللہ نزل من السماء کو یاد کا بیٹا بنتے بنتے خدا کو ہی بیٹا بنا لیا۔ (مناذ اللہ من ہذہ الحقوت)

اتنے عظیم الشان اور اتنے مختلف اقسام کے دعوے کسی گذشتہ کاذب مدعی نے نہیں کیے تھے اسلئے کہا جاسکتا ہے۔ کہ آپ جملہ کذابوں کا عطر مجموعہ یا گذشتہ تمام مدعیان کے گور و گشتل ہے۔ آپ مسلمانوں کے لئے مہدی۔ عیسائیوں کیلئے یسوع۔ اور ہندوؤں کیلئے کرشن و کلغی اور تار ہونے کے مدعی تھے۔ ان سب دعووں کی تائید میں ہزار ہا الہام سنائے۔ اور لاکھوں نشان پیش کرنے کا دعوئے کیا۔ اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے تین ہزار ہیں۔ لیکن میرے معجزے تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔ جن سے ہزاروں نبیوں کی نبوت کی تصدیق ہو سکتی ہے۔ آپ کے الہاموں میں سینکڑوں وعدے تھے۔ اور سینکڑوں وعیدیں۔ لیکن الہام محض و مبہم بھی ہوتے تھے۔ جو

۱۔ مرزا صاحب کے بیٹے میاں محمود احمد کے زمان کو مکمل انبیاء علیہم السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی افضل قرار دیا۔ (حقیقۃ النبوة مشک) و افراط طائفہ ۳۲ جس میں الخواریف کی بحث کر کے حقیقت ثانی کو بشت اول و افضل قرار کیا ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جستہ ثانی ہونے کے ۔ جی تھے۔ دیکھو اشتہار ایک غلطی کا زرا اذی

۲۔ کہتے ہیں۔ کہ ابن مریم۔ تعال۔ مابہ الارض وغیرہ کی حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مبنی کشف نبوی ہوا کہ تعجب نہیں۔ اور حدیسیہ کی پیشگوئی وقت مقررہ پر پوری نہیں ہوئی۔ (دکما سیاتی)

مضمون شعر در بطن شاعر کے مصداق رہ کر مرزا صاحب کے ساتھ ہی ان کی قبر میں چلے گئے۔ الہام آپ کو ماشاء اللہ ہر زبان میں ہوتے تھے۔ اردو۔ فارسی۔ عربی۔ انگریزی۔ پنجابی کوئی زبان اس شرف سے خالی نہ رہی۔

بے شمار تحریاں کیں۔ پیشگوئیوں کا جال پھیلایا۔ نئی نئی باتیں بنائیں سینکڑوں بنائی باتوں کے بگاڑنے کی کوشش کی۔ ماشاء اللہ علم و فضل کے مدعی ہے۔ مناظرے کے میدانوں میں بھی قدم مارے جیتے یا مارے یہ قسمت کا کھیل تھا۔ مگر ص

مقابلہ تولی ناٹواں نے خوب کیا

لیکن مناظرے کے میدانوں میں آپ عموماً مارتے خاں کی اگاڑی اور بھلگتے خاں کی پچھاڑی کا اچھا بچتے تھے۔ اور شائد آپ اپنی کوہی اپنی فتح خیال کیا کرتے تھے۔ بلکہ بعض دفعہ تو تاریخ مقرر کر کے میدان میں آئے بغیر گھڑیٹے جملے ہی الہام کے ذریعہ فتحیاب ہو جایا کرتے تھے۔ جم کر مقابلہ کرنا کسر شان سمجھتے تھے۔ اس پر بھی دعوے ان کے یہ تھے کہ

وان ناضلتی فتری سہامی و مثلی لا یفر من النضال

فان قاتلتی فایک الی مقیم فی میا دین القتال

الا الی اقادم کل سہم وافی الاکتان عن النبال (دیگرہ وغیرہ)

لیکن کل اہل اسلام اس بات کو جانتے ہیں کہ مرزا صاحب اول تو علماء کے روبرو آتے ہی نہ تھے۔ اگر کسی آہی گئے تو سر پر پاؤں رکھ کر ایسے بھاگے ہیں کہ پیچھے پھر کر نہیں دیکھا۔ اسکی بیسیوں نظائیر موجود ہیں۔ ہاں ان کی لمبی چوڑی تحریروں سے ایک دو نہیں۔ ہزاروں سادہ روح متاثر ہوئے۔

۱ اگر میر سے مقابلہ پراؤنگے۔ تو میر سے تیر دیکھ لوگے اور میر سے آوی مقابلہ سے بھاگنا نہیں کرے

۲ سو تم اگر مجھ سے مقابلہ کرو گے تو میں تمہیں دکھا دوں گا کہ میں لڑائی کے میدان میں ڈیرا نہ اٹھاؤں

۳ سن لو کہ میں ہر ایک تیر کا ڈٹ کر مقابلہ کیا کرتا ہوں۔ اور شیروں کی چھینچھپ کا تو میں دشمن ہوں۔

اور مجھ دباؤ بڑھ کر سکے پھندوں میں کئی عقیدت شمار پھنسے۔ جہاں محکمانت کو تشاہیات کروا دیا
وہاں خود ایسی سیکیڑوں تشاہیات سے ارادت مندوں کو مسحور کیا کہ وہ خصوصیات احمدیہ و مروجہ
ہندوئیہ کے عقیدوں سے تاقیامت کسی اور طرف آنکھ نہ پھیریں۔ پیر پرستوں کے لئے اکبر کا بڑا نشانہ
ثابت ہوئے۔ انٹظار ہندی کے مرثیوں کے لئے نہ صرف ہندی بلکہ مسیحائی بنے۔ سائنس انوں کی خاطر
ہجرات کو سمریہ بتایا۔ ہجرت کے طالبکاروں کے لئے پیشگوئیوں کا طومار باندھ دیا۔ علماء کی تواضع
تفسیر و اجتہاد سے کی۔ گویا ہر عقل کے صدر رہے۔ اور ہر رنگ پر پناہ رنگ جمانے کی سعی کی۔ جس خیال
کا کوئی دیکھا اسی خیال کے پڑاؤ میں اپنا خیال چھپا کر اس کے پیش کش کر دیا۔ پھر کون نہا۔ جو اس کرشمہ کا شہید
نہ ہوتا۔ اور اس دعوت کو قبول نہ کرتا۔

بیک کرشمہ کہ نرس بخود فروشی کرو فریستم تو صدفتنہ در جہاں انداخت

جنگی قسٹ مار گئی تھی۔ چھپس گئے۔ اور بعض خوش نصیب چھپس کر نکل گئے۔ اور جو اس فتنہ اسلام
آشوب کے بچ گئے وہ اپنے سقدہ کو دعا میں دیں۔ اور حافظ حقیقی کا شکر ادا کریں۔

کایں سعادت بزر و بار و نیست تا نہ بخشد خداے بخشندہ

ان کے متبعین کی تعداد بیان کیا جاتا ہے کہ لاکھوں ہے۔ ہمارے بھائی ہیں۔ دل نہیں چاہتا
کہ جو لوگ ایک بار پشتہ اسلام میں ہمارے ساتھ نہ لگ جو چکے تھے۔ پھر کبھی ہم سے الگ ہوتے مگر
کیا کریں۔ قطع و برید کی مشین جس پر وہ بزور قائم ہیں۔ خود ان کی اپنی ہی ایجاد ہے۔ نہ کہ ہماری۔
ایک وقت تھا۔ جبکہ مرزا صاحب کہا کرتے تھے کہ میرے اسکار سے کوئی کافر نہیں ہو جاتا حالانکہ
ان کے ایمانی عقیدے میں ایسے الہامات موجود تھے جن کو بعد میں سمجھ چکا کہ مخالفین کے خلاف

۱۰ براہین احمدیہ مرزا صاحب کی سب سے پہلی تعریف ہے اس میں انہوں نے سیکڑوں آیات قرآنی اور عربی مبارک علی الحساب
لکھ دی ہیں۔ مگر بعد میں اپنی صداقت کیلئے وقتاً فوقتاً بطور اہام پیش کرتے رہے۔ اسلئے اہل اسلام بجا طور پر انکی اس
کتاب کو الہامی عقیدہ کہا کرتے ہیں۔

استعمال کیا گیا ہے۔ اور جن میں اپنے دعوے سے انکار کر نیا لوں کو کاڑھا ہے۔ اور بعد میں تو
 کلام کھلا کہہ دیا۔ کہ جو بچے نہیں مانتا خواہ منکر نہ بھی ہو۔ سترودہی ہو۔ وہ بھی کافر ہے۔ کذبین
 و مکفرین کا تو کہاں ٹھکانا ہے۔ ہمارے ان بھائیوں نے مرزا صاحب میں کوئی خوبی دیکھی ہوگی
 جسے دیکھ کر وہ امت خیر الرسل علیہ افضل التحیات والسلام سے ظہور ہوئے۔ لیکن خدا کا
 شاہد ہے۔ کہ ہمیں تو مرزا صاحب کی تصانیف و دعاوی میں بجز زبانی اور عارضی جاتا دلیلات یہودیہ نہ مل سکی
 اور خود ستائیوں کے اور کچھ نظر نہیں آیا۔ ہم اپنے گم کردہ راہ بہانوں کی دل آزاری منظور نہیں۔ لکھتے ہو
 دل دکھتا ہے۔ مگر مذہب کا معاملہ ہے۔ یہاں کتنا حقیقت سخت گناہ ہے۔ اور ساکت عن الحق رہنا
 شیطانِ آخرس بنانا ہے۔ مرزا صاحب کی کوئی ظاہری خوبی اگر ان کے سر میں دل کی آنکھوں میں ہے بھی
 تو وہ یاد رکھیں کہ ایسی ظاہری خوبی کے ساتھ ہر جگہ کوئی نہ کوئی بلا بچھی ہوئی ضرور ہوتی ہے۔ جو اس
 خوبی پر فریفتہ ہوتے ہیں وہ اس بلا میں بھی بری طرح گرفتار ہوتے ہیں۔

دل خال تو دیدہ است و ندیدہ خم زلفت
 اے مرغِ مرو در پے ایں دامنہ دام است

یہ بہتان نہیں جو ہم لکھ رہے ہیں۔ یہ کوئی بیجا حملہ نہیں جو کیا جا رہا ہے۔ یہ ایسا دعوے نہیں
 جسکا نمایاں ثبوت نہ ہو۔ یہ ایک حقیقت ہے اور حقیقت ظاہرہ۔ یہ ایک صداقت ہے اور صداقت باہرہ۔
 اسی حقیقت اور صداقت کے انکشاف اور اصلیت و واقعیت کے اظہار کے لئے یہ چند اوراق لکھے گئے ہیں
 (السی منی والہ تمامہ من اللہ)

مرزا صاحب کے کلام میں مددِ رجہ کی نیز نیکیاں اور خفیہ چال بازیاں پائی جاتی ہیں۔ وہ اپنے مخالفین
 کو کافر کہتے بھی ہیں اور انہیں بھی کہتے۔ وہ نبوت کا دعوے کرتے بھی ہیں اور نہیں بھی۔ وہ انبیاء کے کرام کی عزت
 و تعظیم بھی کرتے ہیں۔ مگر ان سے افضلیت کے بھی مدعی ہیں۔ وہ معجزات انبیاء سے سابقین کو ملتے بھی ہیں
 مگر انہیں سمریزم اور مکروہ و قابل نفرت افعال سے بھی ناخر و کرتے ہیں۔ وہ خشن گوئی اور غصہ و غضب کا
 بڑا ہی کہتے ہیں۔ مگر خود ہیشیا ریوں کی طرح گالیاں بھی دیتے ہیں۔ وہ خدا کا بھی بنتے ہیں۔ خدا کے بیٹے

بھی۔ خدا کی عورت بھی اور خدا کے باپ بھی۔ وہ تارک الدنیا ہونے کے بھی مدعی ہیں۔ مگر خود لاکھوں روپیہ جمع کر گئے ہیں۔

غرض مرزا صاحب کا کلام ایک طرف ترمیم ہے۔ جس میں ہر قسم کا سرور موجود ہے۔ مرزا صاحب کی تعلیم کی مثال اس دو فروش دو کا مزار کی سی ہے جس کے پاس ایک بون میں سادہ شربت ڈالا ہوا ہو۔ اور دوسرے شربت کی کسی کو ضرورت ہو۔ اسی بون سے نکال دیتا ہو۔ یا مرزا صاحب کی تعلیم کی مثال ایک شاہد بازاری کی سی ہے جس کا ظاہری رنگ دروغن لباس اور آرائش و لغو ہے لیکن اندر فی طور پر نہاروں اخلاقی بدیاں بیسیوں تباہ کن بیماریاں اور سینکڑوں مالی و جسمانی نقصانات ہیں پوشیدہ ہیں۔ یا مرزا صاحب کی تعلیم کی مثال شربت کے اس گلاس کی سی ہے جس میں عرق کیوڑہ بید مشک اور قند ڈالا گیا ہے۔ مگر چند قطرے زہر ہلال کے بھی اس میں ملے ہوئے ہیں۔ اگر وہ مکار و دو کا مزار قابل تباہ ہو سکتا ہے؟ اگر وہ شاہد بازاری قابل اتعات ہے؟ اگر وہ شربت کا گلاس بلا مائل پیا جاسکتا ہے؟ تو بیشک مرزا صاحب کی تعلیم بھی جس میں صریح اور دامنغ طور پر ظاہری آرائش کے ساتھ قسم قسم کی اخلاقی برائیاں اور خلاف شریعت حقہ باتیں موجود ہیں۔ قابل قبولیت ہے۔ اور اگر وہ تینوں باتیں ناقابل تسلیم اور رد کر دینے کے لائق ہیں۔ تو مرزا صاحب کی تعلیم ان سے بھی پہلے ناقابل اتعات اور مردود ہے کیونکہ وہ ہر سہ ایسے امور ہیں جن کا اثر انسان کے مال۔ اخلاق یا جسم پر پڑتا ہے۔ مگر مرزا صاحب کی تعلیم جنس ایمان کا سودا ہے۔ اور دین و ایمان کے خسارہ کو ہرگز قبول نہیں کیا جاسکتا۔

مرزا صاحب کے ہر ایک دعوے کی بارگاہ تردیدیں پہنچی ہیں۔ ان کی کتابوں کے جواب اور ان کی پیشگوئیوں کا غلط ہونا علمائے اسلام نے ابھی طبع و دماغ کر دیا ہے۔ سید و فرخ نعیم طبعیت ان سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔ اور مذہبی لوگ انکی طرف ملتفت نہیں ہوتے۔ ان میں جو نیک بعض کتابیں ضخیم اور متفرق ہیں۔ عوام ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اس لئے ان ہی تصانیف علمائے کرام و تحریرات و تقریرات و ملامتوں سے اقتباس کر کے یہ ایک خاص طرز کار سالہ پیش کیا جاتا ہے۔ جس میں مرزا صاحب کی تعلیم۔ ان کے معتقدات و سنتات اور ان کے الہامات و کثوف کی حالت کا غور و

دکھلایا گیا ہے ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا تقوئے اور اسلام کی غیرت و حرمت دل میں رکھتے ہوئے کوئی شخص ان اوراق کو پڑھ کر مرزا صاحب کے دعووں کو تسلیم کر سکے۔ یا اگر پہلے اس جال میں پھنس چکا ہو تو آئندہ کیلئے پھنسا رہنا پسند کرے۔ ہاں! مذکورہ قصب کی بات جدا ہے جب انسان کسی چیز سے محبت کرنے لگتا ہے۔ تو اسکی برائیاں بھی اُسے خوبیاں ہی نظر آتی ہیں۔ اور وہ اپنے خیالات کے برخلاف ایک بات بھی سننا نہیں چاہتا۔ بلکہ کافروں میں انگلیاں دے دیتا ہے۔ ایسا کام کو رد نہ قلبی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری اس خالص دینی خدمت کو قبول فرمائے۔ اور مرزا صاحب کے موافق و مخالف دونوں فریق اس سے مستفید و مستفیض ہوں۔ آمین!

اس کتاب میں ناظرین بعض جگہ ایسے الفاظ بھی دیکھیں گے جو سنجیدگی و متانت کی رُو سے قابل اعتراض اور غیر مانوس معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے متعلق میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایسے الفاظ کا استعمال الزامی طور پر مرزا صاحب کی تعانیف و تقاریب سے ہی کیا گیا ہے۔ اور اپنی طرف سے کسی جگہ زیادتی و سبقت نہیں کی گئی۔ مرزا صاحب کی تہذیب و متانت اور سنجیدگی کا نظم و نشر نمونہ اس کتاب کی نوں فصل کے نمبر ۶ و ۷ میں دکھایا گیا ہے۔ اسے پڑھ کر پھر اس کتاب کی کسی عبارت کی نسبت رائے قائم کرنی چاہیے۔ بعض اصحاب جنہیں مرزا صاحب کی ایسی تحریروں کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ ہمارے ایسے خیالات کو دیکھ کر اعتراض فرما دیا کرتے ہیں۔ اُس وقت ہماری حالت اس شبیر کی مصداق ہوتی ہے۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں سوا

وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

بالآخر گذارش ہے۔ کہ مجھے علم و فضل کا دعویٰ نہیں۔ ایک معمولی اردو خواں ہوں۔ ہاں! علماء

کی محبت و خدمت کا کسی قدر شرف ضرور حاصل ہے۔ اسی نسبت کو طالع دارین کے لئے کافی سمجھتا ہوں۔ اور چونکہ کم علم ہوں۔ اس لئے ناظرین سے اتنا سہ ہے کہ اگر کوئی غلطی پائیں۔ تو اس سے چشم پوشی اور درگزر

۱۷ مرزا صاحب کے دعووں اور انکی تعلیم کو دیکھتے سے ایک خدا ترن مسلمان پر خود بخود انکا کذب آشکار ہوتا ہے۔

۱۸ کسی اہمیت کی ضرورت نہیں۔ ان کے رنگ و رنگ کے دعوے اپنی ترویج و پھیل ہی کر رہے ہیں۔

نمائیں۔ مطلب اہل مقصود سے ہے۔ ۵

مرو باید کہ گیر و اندر گوش در نوشت است پند برویوار

ایده ہے کہ بقوائے منظور ما قال ولا تنظر إلی من قال ذہبی ہولاء بات کو دیکھو۔
خیال نہ کرو کہ کہنے والا کون ہے (ناظرین اس سے فائدہ اٹھائیگے میں نے ایک باغبان کی حیثیت سے
مختلف پھولوں اور کلیوں کو اکٹھا کر کے ایک گلہ سہ بنا دیا ہے۔ آپ پھولوں کی خوبصورتی اور خوشبو
سے بہرہ اندوز ہوں۔ ہاں اگر ترتیب کا فرق ہے۔ تو یہ باغبان کا قصور ہے۔ اس سے درگزر فرمائیں
جن جن کتابوں اور رسالوں سے اس مختصر کتاب کے مختلف مضامین اخذ کئے گئے ہیں۔ انکی فہرست
منسلک ہے۔

نمبر شمار	نام کتاب یا رسالہ	اسم مبارک حضرت معترف
۱	افادۃ الاقسام	مولانا انوار اللہ خان صاحب حیدر آباد وکن
۲	غائت المرام و تائید الاسلام . . .	حاجی قاضی محمد سلیمان جیسلمعترف رحمۃ اللہ علیہ
۳	سیح الدجال وغیرہ	ڈاکٹر محمد حکیم خان صاحب مرحوم پٹیل۔
۴	مرتبہ قادیانی وغیرہ	مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل امرتسر
۵	رسالہ تائید الاسلام ماہوری وغیرہ	مولوی پیر بخش صاحب سکریٹری انجمن تائید الاسلام لاہور
۶	کاشف مغالطہ قادیانی۔	چوہدری محمد حسین صاحب ایم۔ اے۔
۷	عصائے موسیٰ۔	مولوی الہی بخش صاحب مرحوم
۸	انجمن الشاقب۔	مولوی عبد المعز صاحب مونگیر۔
۹	فیصلہ آسمانی وغیرہ۔	مولانا مولوی سید ابو احمد صاحب رحمانی مونگیر۔
۱۰	اشاعت السنۃ	حضرت مولانا مولوی محمد حسین صاحب پٹالوی۔
جزاہم اللہ حسن الجحذا		

جو اصحاب اس کتاب کو ملاحظہ فرمائیں۔ وہ پہلے ان بزرگان کو اور ان کے بعد اس خاکسار کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں۔

وَأَجْرُ دُعَائِنَا مِنَ الْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ه

پیشانیہ
یکم ذوالحجہ ۱۳۴۶ھ

خاتمہ

محمد یعقوب خلیف مولوی محمد علی صاحب مرحوم متوطن قصبہ بنور
حال پیشانیہ۔ ریاست اعلیٰہ پیشانیہ

شکر

اس کتاب کا مسودہ پہلے مخدومی مکرمی منشی فاضل مولانا حاجی قاضی

محمد سلیمان صاحب مصنف رحمتہ اللعالمین نے پھر میرے استا و

معظم منشی فاضل مولانا مولوی محمد حشمت احمد صاحب مفتی ریاست

پیشانیہ نے ملاحظہ فرمایا۔ اور اپنے عالمانہ

اور قیمتی مشوروں سے میری حوصلہ

افزائی فرمائی۔ جس کے لئے میں ہر

دو بزرگان کا ذلی شکر یہ

ادا کرتا ہوں۔ حق

تعالیٰ انہیں اجر

جزیل عطا فرمائیں

(خاکسار مؤلف)

آمین

پہلی فصل

نہایت کاذب مدعیانِ نبوت والہام مہدوت

دعوے سے نہیں ہوتی ہے تصدیقِ نبوت
پہلے بھی بہت گزرے ہیں ثقلِ محمدؐ

(حدیث شریف) سَيَكُونُ فِيَّ اُمَّتِي كَذَابُونَ ثَلَاثُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمَانَنِي بَنِيَّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ

کاتبی بعدی - داسلم - ترمذی - ابوداؤد وغیرہ ائمہ الحدیث (ترجمہ - سیری اُمت میں تیس
جھوٹے مدعی پیدا ہونگے۔ جو نبوت کا دعوئے کریں گے۔ ملائکہ میں نبیوں کے ختم کرنے والا ہوں۔ اور
میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

مرزائی لٹریچر میں یہ دعوے پایا جاتا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے ایک مدت تک غلو ت نشین رہ کر تصفیہ
باطل حاصل کیا چنانچہ کئی تصانیف میں آپ فتاویٰ امداد و فتاویٰ الرسول ہونے کے مدعی ہیں۔ لیکن اس
غلو ت نشینی میں انہوں نے جو کام کیلئے اسکی تفصیل براہین احمدیہ کے صفحہ ۹۵ پر خود ہی اسطرح
لکھتے ہیں۔

شنیدم بلّٰہِ حجت ہر کے

بہر مذہبے تور کدوم بے

بدیم زہر قوم دانشوے

بخاندم زہر ملتے دفترے

دریں شغل خود را، میندا ختم

ہم از کدو کی سوا میں تا ختم

دل از غیر اس کا پر دا ختم

جوانی ہمہ اندر میں با ختم

ہیں اس امر سے کوئی بحث و غرض نہیں کہ مرزا صاحب کے مذکورہ بالا اشغال کا زمانہ انکی عمر کا
کوئی نہ تھکا۔ کیونکہ انہوں نے معمولی تعلیم کے بعد سرکاری ملازمت بھی کچھ عرصہ کی ہے۔ اور اس کے
ساتھ ہی مختاری کا قانونی امتحان بھی دیا تھا۔ جس میں آپ فیل ہو گئے تھے۔ یہ ملازمت اور تیاری امتحان
کا زمانہ بھی کوئی سے پہلا زمانہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ جوانی سے بعد کا۔ مگر ان اشعار میں کوئی سے خاتمہ
جوانی تک کا پر و گرام پیش کر دیا ہے۔ ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو۔ اور ابتدائے عمر سے دوسرے امور کے
ساتھ یہ شغل اور شوق بھی رہا ہو۔ بہر حال وہ بڑی صفائی سے اقرار کرتے ہیں۔ کہ میں نے ہر ایک کچھ اور
جھوٹے مذہب پر غور کیا۔ اور ان مذاہب مختلفہ کے بائبل اور ان کے موجد عقلا کی دلائل اور حجتیں
سنیں۔ اور ان کے دفاتر کہنگال ڈالے۔ اور لڑکپن سے لیکر جوانی کے خاتمہ تک میں نے اس
کے سوائے کوئی اور کام نہیں کیا۔

اس سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب نے تمام باطل مذاہب کا ذب و بیان نبوت و الہام کے حالات
پر غور و خوض کرنے میں ایک بھاری مجاہدہ کیا۔ اور کامل غور و فکر کے بعد عقلا کی تدابیر و اختراعات و
استدلال میں ایک خاص ملکہ ہم پہنچا یا۔ لیکن یہ شب و روز کی شغولیت ان کے ایمان حقیقی کے لئے بلا
بے دریاں ثابت ہوئی۔ اور دین حنیف کے سید سے سادے اصولوں کے بجائے کذبوں اور جالوں کے
فلسفیانہ اور منطقیانہ دلائل اور دعاوی ان کے قلب پر مستول ہو گئے۔ اور تصنیف باطل کی جگہ اپنے
دین و ایمان کا ہی صفایا کر بیٹھ۔

چنانچہ مرزا علی تسلیم کی رنگ آمیزیاں۔ تو علمونیاں اور عبارت آرائیاں دیکھنی ہوں۔ تو انکی تصنیف
کو ملاحظہ کرنا چاہیے۔ مختصر طور پر اس رسالہ میں بھی ذکر آئیگا۔ اس فصل میں بطور نمونہ ایسے دس کاذب
دعیان کا کچھ حال لکھا جاتا ہے۔ جن کے دلائل اور دعویوں پر مرزا صاحب نے اپنے مشن کی بنیاد رکھی ہے
(۱) منہلج السنہ میں ابو مشہور بانی فرقہ منصورہ کا حال لکھا ہے۔ انکی تعلیم یہ تھی۔
کہ رسالت کسی منقطع نہیں ہوتی۔ رسول ہمیشہ مبعوث ہوتے رہیں گے۔ قرآن و حدیث میں جو سنت
و نثار کا ذکر ہے۔ وہ دو شخصوں کے نام ہیں۔ اور اسید طرح صیتر۔ دم۔ لجم خنزیر اور مسیحی جم

نہیں ہیں پھر کہتا ہے کہ "تو چند آدمیوں کے نام ہیں جنکی محبت حرام کی گئی ہے۔ موم و صلوات حج و زکوٰۃ بھی چند آدمیوں کے نام تھے جن کی محبت واجب ہے۔ ورنہ یہ کسی عبادت کے نام نہیں ہیں" غرض کل تکلیفات شرعی کو ساقط کر دیا تھا۔ اس کے ہزاروں لاکھوں مرید ہو گئے تھے۔ اور ایک مستقل فرقہ کی اس نے بنیاد رکھی تھی۔ سٹائٹس برس تک نبوت کا دعویٰ اور سلطنت کر کے ۳۶۵ میں مارا گیا۔ اور اس کی اولاد میں پانچویں صدی کے اخیر تک سلطنت رہی۔

مرزا صاحب نے بھی تاویلات کے اس مجرب نسخہ سے خوب فائدہ اٹھایا۔ نبوت و رسالت کے خود مدعی ہوئے۔ اور جیسا کہ قادیانی مرزا سیت سے ظاہر ہو رہا ہے۔ آئینہ کے لئے بھی نبوت کے داغ بیل ڈال گئے۔ قسم قسم کے چندوں سے پیٹ نہ بھرا۔ تو زکوٰۃ کے مال کے درپے ہوئے۔ اور دین اسلام کو غیب یتیم اور بیکس ظاہر کر کے اس طرح زکوٰۃ کے مال کا مستحق ٹھہرایا۔ کہ ہماری کتاب میں مال زکوٰۃ سے خرید کر منت تقسیم کی جاویں۔ اور ان کتابوں کی قیمت لاگت سے کٹی گنا زیادہ رکھی۔ اور خوب ملے کما۔ ابو منصور کی طرح قسراں کریم اور احادیث شریفہ کے منہ بدلنے کی ترکیب خوب ہی کارگر ہوئی۔ چنانچہ از الدواہم کے صفحہ ۵۵۶ میں کہتے ہیں کہ:-

”سیح ابن مریم کی پیشگوئی اول درجہ کی پیشگوئی ہے جسکو سب بالاتفاق قبول کر لیا اور اکتب صحاح میں کوئی پیشگوئی اس کے ہم پہلو نہیں۔ تو اثر کا اول درجہ اسکو حاصل ہے انجیل کی معدق ہے“

غرضیکہ اس معاملہ پر خوب زور دیا۔ مگر قسراں و حدیث میں حضرت مسیح علی نبینا وعلیہ السلام کے جتنے نام آئے ہیں۔ وہ سب اپنے پر رکھیئے۔ کیونکہ خود مسیح بننا مطلوب تھا۔ اور اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ آدم۔ نوح۔ ابرہیم۔ موسیٰ۔ عیسیٰ۔ مہدی۔ عارف۔ تراث۔ محمد شفیع۔ مجدد۔ امام الزمان

۱۵ چنانچہ مرزا صاحب کے کئی مریدوں نے ان کے بعد نبوت کے دعوے کئے ہیں۔ جیسے سیدی

چراغ الدین جموی۔ عبدالمدتیمایا پوری۔ بنی بخش مہاراجیکے۔ عبد اللطیف ناچوری

خلیفۃ اللہ - کرشن - کلغی اوتار وغیرہ وغیرہ اپنے نام اسلئے رکھ لئے۔ کہ داشتہ تہ بکار۔ اس طرح قادیان سے مراد مشق۔ علماء کا نام دابۃ الارض اور کہیں مرض طاعون کا نام دابۃ الارض۔ پادریوں کا نام دجال رکھا۔ اور کہیں دجال سے باقبال توہیں مراد لی۔ اور ریل کو خرد دجال بتایا۔ اور خود کو رایدیکر اس گدھے پر چڑھتے رہے۔ فنع من قال۔ ۵

خرد دجال یہ کیسا۔ کہ جس پر شانئے عیسیٰ بایں شان و بایں شوکت کرایہ دیکھ چاہو

(۲) فتوحات اسلامیہ میں بحوالہ تاریخ کامل وغیرہ لکھا ہے۔ کہ پانچویں صدی کے شروع میں محمد بن قوہمرت ساکن جبل سوس نے دعویٰ کیا۔ کہ میں سادات نبی ہوں۔ اور مہدی ہوں۔ اس کے حالات میں مذکور ہے۔ کہ اس نے امام غزالیؒ وغیرہ اکابر علمائے تحصیل علوم کے بعد رمل دہخوم میں بھی جہارت بہم پہنچائی۔ اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ اس کا علم و فضل اور زہد و تقویٰ دیکھ کر اور اس کی جادو بہری تقریریں سن کر لاکھوں آدمی اس کے شاگرد و مرید بن گئے۔ اور ایک لشکر لٹنے مرنے والا تیار ہو گیا۔ بادشاہ وقت کو بھی اس نے شکست دی۔ جسکی پہلے سربیشگوئی کر دی تھی۔

مناسبت منوی و طبعی کے لحاظ سے عبداللہ و نشریسی اور عبدالمومن وغیرہ اسکے معتمد علیہ قرار پائے۔ عبداللہ ایک بڑا فاضل شخص تھا۔ اس کے علوم و فنون کو ابن قوہمرت نے کچھ عرصہ ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ اس کو ایک مجذوب کی مانند نہایت پیٹلے اور گندے خال میں گونگا بنائے رکھا۔ جب لوگوں میں اس مدعی جہد ویت کا خوب چرچا ہو گیا۔ تو اپنی پہلے سے سوچی ہوئی چال چلا۔ لینے فاضل عبداللہ و نشریسی کو کہا۔ کہ اب اپنا کمال علم و فضل ظاہر کرے۔ چنانچہ اس کی بتائی ہوئی تدبیر کے موافق ایک صبح کے وقت عبداللہ نہایت مکلف لباس پہنے اور خوشبو میں لگائے مسجد کی محراب میں دیکھا گیا لوگوں کے دریافت کرنے پر اس نے بتلایا۔ کہ فرشتہ مے آسمان سے آکر میرا سینہ شق کیا۔ اور دھوم کر قرآن اور موطا وغیرہ کتب آسمانی و احادیث و علوم سے بھر دیا۔ لہذا مہدی موعود اس بات

کو سنکر رونے لگا کہ سیری جماعت میں اللہ تعالیٰ نے ایسے آدمی بھی پیدا کئے ہیں جن پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح فرشتے اترتے ہیں۔ اور بطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ شق کیا گیا تھا۔ اسی طرح اس عاجز کی جماعت کا ایک ذلیل شخص کا سینہ فرشتوں نے شق کر کے قرآن و حدیث اور علوم لدنیہ سے مبرور کیا ہے۔ غرضیکہ اس حکیم الامتہ و شریسی کے طفیل اسکو بہت کچھ فروغ حاصل ہوا۔

بعض لوگ اس پوٹے ہمدی کے دعووں کو شک و شبہ کی نظر سے دیکھتے تھے۔ جنگی فہرست اسمہ اور اس نے عبد اللہ مذکور کو دیدی تھی۔ جب عبد اللہ کا سینہ شق ہونے اور علوم لدنی انکو عطا ہونے کا معجزہ تسلیم کر لیا۔ تو اس عبد اللہ سے ہی کہلوادیا۔ کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے دوزخیوں کی شناخت کا بھی نور عطا کیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ ایسی تبرک جماعت میں دوزخیوں کا رہنا ٹھیک نہیں۔ لہذا ان دوزخیوں کو قتل کر دینا چاہیے۔ میرے اس بیان کی تصدیق کے لئے تین فرشتے آسمان سے نازل ہوئے ہیں۔ جو ظاں چاہ میں موجود ہیں۔ (اور غنیہ طریق سے تین مخلص مرید ایک سنسان مقام پر ایک چاہ میں اتار دیئے۔) حسب الحکم ہمدی کا ذب ساری جماعت اس چاہ پر پہنچی۔ جہاں مکار ہمدی نے اول دور کثت نماز پڑھی۔ بعد ازاں کوٹیں میں آواز دی کہ۔
 ”عبد اللہ و شریسی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے دوزخیوں کی شناخت کا علم دیکر حکم دیا ہے۔ کہ دوزخی قتل کر دیئے جاویں۔ کیا یہ سچ ہے؟ چاہ میں سے آواز آئی۔

سچ ہے! سچ ہے! سچ ہے!!!

اس تصدیق کے بعد بدیں خیال کہ یہ عالم تھانی کے فرشتے اوپر آکر افشائے راز نہ کر دیں۔ ان کو عالم بالا پر ہی پہنچا دیا جائے تو مناسب ہے۔ ہمدی موعود نے و شریسی وغیرہ سے موعود ہو کر کہا کہ یہ چاہ اب نزول ملائکہ سے تبرک ہو گیا ہے۔ اسیں نجاست وغیرہ گرنے اور اس سے قہر الہی نازل ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے اسکو بند کر دینا مناسب ہے۔ چنانچہ سب کی رائے سے فوراً اس چاہ کو بند کر دیا گیا۔

اور نوشہرہ کے بتلانے کے موافق سب مخالف چن چن کر قتل کر دیئے گئے۔ اور یہ کام کئی دن میں سرانجام ہوا۔ اس طرح مہدی کا ذب اپنے مخالفین کا قلع قمع کر کے فتنہ و فساد و ملک گیری میں مشغول ہوا اور ۲۴ سال تک مدعی جہد و ملت رہا کہ عبدالملوک کو جانشین کر کے مر گیا۔
اس قصہ پر غور کرنے سے کئی امور کا پتہ لگتا ہے۔

(الف) ایسے کاذب مدعیوں کو چند علماء و آدمی اپنے ساتھ ملانے فروری ہوتے ہیں۔ جس کا عہدہ پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ محمد ابن قورمٹ کو عبدالملوک اور عبداللہ و نوشہرہ جیسے علم فاضل مل گئے تھے۔ تو مرزا صاحب کو بھی مولوی نور الدین۔ مولوی محمد آحسن اور مولوی عبدالکیم سے بڑی مروی۔ بن کو ان دو فرشتوں سے مشابہت دی۔ جن کے نمونہ ہوں پر کاتبہ رکھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا حدیث میں مذکور ہے۔

(ب) محمد ابن قورمٹ کو اپنے معتقدوں پر اتنا عرف تھا۔ کہ انہوں نے اپنے جمائی بندوں کو جو اس مہدی کے دعوت سے منکر یا متروک تھے۔ اپنے کاتھوں سے قتل کر ڈالا۔ مرزا صاحب کے معتقد ہی تمام مسلمانوں کو جن میں ان کے عزیز اقارب۔ دوست۔ آشنا اور بڑے بڑے علماء و فضلاء صلحا شامل ہیں۔ خارج از اسلام سمجھتے ہیں۔ ان کے ساتھ مل کر نماز نہیں پڑھتے۔ رشتے نسل طے بند کر دیئے ہیں۔ اور کئی مثالیں موجود ہیں۔
گو مرزائی بیٹوں نے مسلمان باپ کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی۔

(ج) اس مہدی موعود نے مخالفین کو قتل کر کے اپنی طاقت ممتاز بنائی تھی۔ مرزا صاحب نے تمام غیر مرزائی مسلمانوں کے اسلام کو مردہ کہہ کر اپنے مریدوں کو ان کے ساتھ نماز پڑھنے اور دیگر معاشرتی امور میں شرکت سے روک دیا۔

مرزا صاحب۔ بیت لوقول علینا البقی الا قاول ... الخ سے یہ نتیجہ لیتے ہیں۔ کہ اگر میں جوتا ہوتا۔ تو ۳۳ سال تک جہت نہ پاسکتا جو زمانہ نبوت حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہے۔ لیکن اس آیت سے ان کا یہ استدلال باطل ہے۔ کیونکہ کئی کاذب عیان کا ۳۳ سال کی مدت سے زیادہ ہے جیسے ابو منصور ۴۷ سال۔ محمد بن قورمٹ ۶۴ سال جس بن صباہ ۳۵ سال۔ ملک بن طریف ۴۴ سال۔ اکبر بادشاہ ہند ۴۲ سال وغیرہ۔ اور ایسے ہی کئی صادق نبیوں کا زمانہ نبوت ۳۳ سال سے بہت کم ہے۔ شمس حضرت زکریا حضرت یحییٰ علیہ السلام۔ بغرض حال اگر مرزا صاحب کا استقلال مان ہی لیا جاوے۔ تو انہوں نے ۱۹۰۱ء سے پہلے حکومت کرنا شروع کر دیا تھا تھا۔ سنہ مذکور میں دعوت کی۔ اور سات برس بعد ۱۹۰۸ء میں مر گئے۔ ۳۳ سال نبی کہاں رہے؟ یہ آیت یہی کہی ہے۔ جمالی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد دعوت نبوت ۳۳ سال تشہد لیا فرما رہے۔ پھر ۳۳ سال کی محنت کفار مکہ پر کس طرح پیش ہو سکتی تھی؟

(۳) **عبد المومن** - محمد بن قمرت نے مرنے سے پیشتر اسکو امیر المومنین کا لقب دیکر اپنا بایں کر دیا تھا اور اس کے حق میں پیشگوئی کی تھی کہ یہ بہت سے ملک فتح کرے گا۔ عبد المومن ۴ برس تک لوگوں کے ساتھ سخاوت و احسان کے سلوک کرتا رہا۔ اور چونکہ جو انہو اور بہادر تھا۔ اسلئے ملک فتح کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔ چنانچہ جس طرف کو گیا۔ اسکی فتح ہوئی۔ اندلس اور عرب کو بھی اس نے فتح کر لیا تھا۔ ۵۷ھ میں اپنے بیٹے محمد کو ولیعہد کر کے اپنے مریدوں سے بیعت کرائی۔ آخر ۳۳ سال تک مہدی کا خلیفہ اور امیر المومنین کہلا کر اور بڑی شان و شوکت سے بادشاہت کر کے ۵۷ھ میں مر گیا۔ اور اپنی اولاد کو بادشاہت دے گیا۔ بے شمار ممالک کو قتل کیا۔ اور مدت العمر محمد بن قمرت کی تعلیم مہدویت پھیلا تا رہا۔

محمد بن قمرت کی دو پیشگوئیاں بھی بائبل کی ثابت ہوئیں۔ ایک تو شاہی فوج پر فتحیابی کی۔ دوسری عبد المومن کی ملک گیری کی۔ لیکن وہ اپنے دعوے میں کاذب تھا۔ اسلئے کسی پیشگوئی کا پورا ہونا معیار صداقت نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ مرزا صاحب کے مرید انکی بعض پیشگوئیوں کو مدار صدق ٹھہراتے ہیں۔

محمد بن قمرت۔ شروع میں بڑا۔ زاہد۔ متقی۔ آمر بالعرف اور ناہی من الشکر تھا۔ مگر بعد میں دنیاوی کامیابی نے اس کے عقائد بگاڑ دیئے۔ منفصل حال تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ میں مذکور ہے یہی حال مرزا صاحب کا ہوا۔ ابتداءً براہین احمدیہ میں تقریر متعلق حقانیت اسلام وغیرہ دیکھ کر علماء نے ان سے حسن ظن کیا۔ مگر بعد میں انہوں نے جو جو کھیل کھیلے وہ الم نشرح ہیں۔

(۴) **طریف البوصیح و صالح بن طریف**۔ دوسری صدی کے شروع میں اس نے حکومت کی بنیاد قائم کی۔ اور نبوت کا دعوے کر کے نیا مذہب اپنی قوم میں رائج کیا۔ اور پانچویں صدی کے آخر تک اسکی اولاد میں سلطنت رہی چنانچہ صالح بن طریف ۱۲۷ھ میں اپنے باپ کا ولیعہد ہوا۔ یہ شخص اپنی قوم میں عالم و دین دار تھا۔ نبوت کا باپ کی طرح اس نے ہی دعوے کیا۔ اور کہا کہ میں مہدی اکبر بھی ہوں عیسیٰ بن مریم میرے ہی وقت میں نازل ہونگے۔ اور میرے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اپنا نام خاتم الانبیاء رکھا۔ (مقتل دیکھو ابن خلدون)

ایک جدید قرآن کے اپنے اوپر نازل ہونے کا دعویدار تھا۔ جسکی سورتیں اس کے مرید نماز میں پڑھتے تھے۔ چند سورتوں کے نام یہ ہیں۔ سورۃ الہیلک۔ سورۃ الحجر۔ سورۃ الفیل۔ سورۃ ادر۔ سورۃ ذبح۔ سورۃ ہاروت وماروت۔ سورۃ ابلیس۔ سورۃ عزاب الہیاء وغیرہ۔ ۱۱ سال تک نہایت استقلال اور کامیابی سے اپنے مذہب کی اشاعت اور بادشاہت کرتا رہا۔ اس کے بعد اس کے خاندان میں حسب ذیل مشہور بادشاہ ہوئے۔

نام بادشاہ	مدت سلطنت	نام بادشاہ	مدت سلطنت
------------	-----------	------------	-----------

الیاس بن سلج	۵۰ سال	یونس بن الیاس	۴۴ سال
--------------	--------	---------------	--------

ابو غفر محمد بن کھڑکا	۲۹ سال	ابو غفر محمد بن ابو غفر محمد	۴۴ سال
-----------------------	--------	------------------------------	--------

ان لوگوں نے بڑی شان و شوکت سے حکومت کی۔ اور ایسے صاحب اقبال و شوکت و جلال تھے کہ بڑے بڑے بادشاہ اور خلفاء بھی ان سے ڈرتے تھے۔

مرزا صاحب نے بھی خاتم الانبیاء مہدی موعود مسیح ابن مریم۔ اور کرشن اوتار اور کلغی اوتار ہونے کا دعوے کیا۔ براہین احمدیہ توفیح مرام وغیرہ کتب کو الہامی بتایا۔ اور بات بات میں الہام نازل ہوتا بیان کیا کرتے تھے۔ اُن کے مرید ان کی کس قدر مالی ترقی اور لاکھوں آدمیوں کے مرید ہونے کو ان کی صداقت کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ اور خود مرزا صاحب بھی ایسا ہی کہا کرتے تھے لیکن طرف ابو صبیح اور اس کے خاندان کی ترقی و عظمت کے مقابل میں مرزا صاحب کی مہر فی سنی کامیابی بالکل ہیچ ہے۔ جو وجہ صداقت نہیں ہو سکتی۔

(۵) عبید اللہ مہدی صاحب افریقہ۔ ۲۹۶ھ میں ہمدویت کا مدعی ہوا۔ اگلے سال افریقہ میں جا کر دہاں کا فرمانروا ہو گیا۔ اور ہمدویت کا زور شور سے اعلان کیا۔ ۳۰۶ھ کی عمر پائی۔ اور ۳۲۳ھ میں اپنے بیٹے ابو القاسم کو ولیعہد کو کے اپنی موت سے مر گیا۔ گویا ۱۱ سال دعوائے ہمدویت کے ساتھ زندہ رہا۔ اسکی اولاد میں ۶۳ھ تک سلطنت رہی۔ اور ۱۳ فرمانروا اس کے خاندان میں ہوئے۔ (مفصل دیکھو ابن خلدون جلد چہارم اور تاریخ کامل ابن اثیر جلد ہشتم)

(۶) مغیرہ ابن سعید غلبی۔ منہاج السنۃ اور طیل و نخل میں لکھا ہے کہ اس کو آدم عظیم

جاننے کا دعویٰ تھا۔ اور مردوں کو زندہ کرنے کا بھی مدعی تھا۔ کئی قسم کے شعبدان و طلسمات دکھا کر

لوگوں کو مستعد بنالیا تھا۔ کناستہ خدا کو دیکھنے کا بھی دعویٰ کرتا تھا۔ قرآن کریم کے حقائق و معارف

بیان کرنے پر بڑا نازاں تھا۔ چنانچہ وہ کہا کرتا تھا کہ آیت **اِنَّا عِصْفَاۤاَ الْاَلَمَانَةِ عَلٰی الْعِلْمِ وَ الْاَرَضِ**

وَ الْاَیْمَانِ اَنْ یَّجِیْزَہَا وَ یَشْفَقَہَا وَ یُحْمِلَہَا الْاِنْسَانُ **وَ اِنَّہٗ کَانَ ظَلَمًا جَہُولًا** کا یہ مطلب ہے کہ اللہ کی امانت تھی کہ علی ابن ابی طالب کو امام نہ ہونے دینا۔ یہ بات آسمان۔ زمین۔ اور جہاں

نے قبول نہ کی۔ مگر حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا کہ تم علی کو امام نہ بننے دو۔ میں مدد کروں گا۔ بشرطیکہ اپنے

بعد مجھے خلیفہ بناؤ۔ انہوں نے مان لیا۔ اور دونوں نے اس امانت کو اٹھالیا۔ اس آیت میں سی و اٹھ کا ذکر ہے۔

ایسے ایسے معارف و راز پر اس کے مریدوں کو بڑا غرور تھا۔ اور وہ کہا کرتے تھے کہ سب تفاسیر

اس قسم کے معارف سے خالی ہیں۔ اسکا یہ بھی قول تھا کہ حق تعالیٰ ایک نور کا پتلا آدمی کی شکل و صورت

پر ہے۔ جس کے سر پر تلخ چمکتا ہے۔ اور اس کے دل سے حکمت کے چشتے جاری ہیں۔ اس کے مستفیدین اس

پر اتنا اعتقاد رکھتے تھے کہ جب وہ خلافت نبو اسیمہ میں مارا گیا۔ تو وہ یقین رکھتے تھے کہ دوبارہ

زندہ ہو کر آئے گا۔

مرزا صاحب بھی معارف و حقائق قرآنی جاننے کے مدعی ہیں۔ چنانچہ از الہ و دام

۳۱۳ میں لکھتے ہیں کہ:-

ابن ابی حنیفہ سے جب قدرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت تک گزری

وہ تمام سورۃ و القصص کے اعداد و حروف میں بحساب قمری مندرج ہے۔ یعنی ۲۴ برس

اب بتاؤ کہ یہ دقائق و راز کس تفسیر میں لکھے ہیں؟

سچ اس آیت کا صحیح ترجمہ یوں ہے۔ اللہ قتلے فرماتے ہیں کہ:- ہم نے ذمہ داری کو (جو انسان پر ہے)

اساتوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے بزبان حال اس بوجہ کے اٹھانے سے انکار

کیا۔ اور اس سے ڈر گئے۔ اور آدمی نے اسے اٹھالیا۔ اس میں شک نہیں کہ وہ (اپنے حق میں) بڑا

ہی ظالم اور ماحدان تھا۔

یہی وہی آدمی ہے جس نے

ایسا ہی ازالہ اداہم کے مثلاً پر لیستہ القدر سے اپنا نائب رسول ہونا اور تمام جدید اختراعوں اور ایجادوں کو اپنی پہچانی کی دلیل گردانا ہے۔ اور اس کے اخیر میں بھی لکھتے ہیں۔ کہ فرماتے یہ معارف حقہ کس تفسیر میں موجود ہیں؟

غرض بیسیوں ایسے وقائع و معارف ہیں جن سے مرزا صاحب کی کتابیں بھری پڑی ہیں جن پر مرزائیوں کو بڑا ناز ہے۔ اور من فسر القرآن بہریدہ فلیجعل مقعد کافی الذکا کو بھلا کر ہر ایک مرزائی مرزا صاحب کی تقلید کرتا ہوتا ہے۔ ان شریف کے معنی اور مطلب اپنی من گھڑت بیان کرتا ہے۔

مشرع نے تو اللہ تعالیٰ کو آدمی کی شکل کا نورانی پتلا بتایا۔ مگر مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ۔

اس عظیم و عظیم الامداد تعالیٰ کے بیشمار عطف۔ بے شمار پیر ہیں۔ عرض اور طول بھی رکھتا ہے۔ اور تیندوے کی طرح اسکی تاریں بھی ہیں۔ (توضیح المرام ص ۵)

وہ مرزا جی! لیس کثیرہ تنبیہ کی کیا بھی تفسیر ہے۔ معارف و حقائق ایسے ہی تو ہوتے ہیں! میزہ کو اسم اعظم جاننے کا دعویٰ تھا۔ مگر مرزا صاحب نے اس کے مقابلہ میں استجابت دعا کا ایسا چلتا سوتا تجویز کیا کہ اسم اعظم اسم کی خامیتوں کی تو کوئی حد بھی ہو سکتی ہے۔ مگر اس قبولیت دعا کی کوئی حد ہی نہیں جب دل چاہے۔ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا۔ اور حکم جاری کرایا۔ چنانچہ ازالہ اداہم کے مسئلہ پر لکھتے ہیں کہ۔

”جو اس عاجز کو دیکھی۔ وہ استجابت دعا بھی ہے۔ لیکن یہ قبولیت کی برکتیں صرف ان لوگوں

پر اثر ڈالتی ہیں۔ جو غایت درجہ کے دوست یا غایت درجہ کے دشمن ہوں۔ جو شخص پورے

اخلاص سے رجوع کرتا ہے۔ لینے لیے اخلاص سے جسے کسی قسم کا کھوٹ پوشیدہ نہیں جس

کا انجام بدظنی اور بد اعتقاد ہی نہیں۔ وہ بے شک ان برکتوں کو دیکھ سکتا ہے۔

اس کا مفصل ذکر میں آتا ہے۔ سچے جو شخص قرآن کے مطالب بیان کرنے میں اپنے عقلی و فکری سلوں سے کام لے۔ اسے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنانا چاہیے۔ اللہ کی مثال کسی شے سے نہیں دی جاسکتی۔ اللہ غایت درجہ کے دوست مرزا صاحب کا الہامی بیٹا مبارک احمد اور مولوی عبدالکریم تھے۔ اور غایت درجہ کے دشمن ڈاکٹر عبدالحکیم اور مولوی شہناز احمد صاحبان۔ پھر ان سب کے حق میں کیوں دعائیں قبول نہیں ہوئیں؟ اللہ کیا دشمن پر بھی قبولیت دعا کا اثر برکت کی صورت میں ہوتا ہے؟ عبارت تو ایسا ہی کہتی ہے۔

اور ان سے حصہ پاسکتا ہے۔ اور وہ بلا شک اس پر پسند کو اپنی استعداد کے موافق شناخت کر سکیگا۔
جو غلوں کے ساتھ نہیں ڈھونڈ لیگا وہ اپنے قصور کی وجہ سے محروم رہے گا۔

مذکورہ بالا عبارت میں جو دائوں پر بیج ہیں۔ وہ ایک اونٹنے غطر سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ تاہم کسی عقل کے اندر ہے اور کانٹھ کے پورے کو پھنسانے کیلئے یہ جال بظاہر بہت خوشنما اور مضبوط معلوم ہوتا ہے جو اب منعقد اور متغیر عمل کے عقلی معجزہ کی کم نہیں۔ دنیا میں کون بشر ہے جسکو کوئی نہ کوئی احتیاج نہیں۔ مرنے کا صاحب دعا بھی سب کے لئے کر دیتے ہونگے۔ جہاں مشیت ایزدی سے کام پورا ہو گیا۔ وہاں تو پاؤں بارہ ہیں لیکن جہاں کامی ہوئی تو جھٹ عام اخلاص۔ بدظنی اور بد اعتقادی کا بتا بنایا سرٹیکٹ موجود۔ اور اگر بظاہر کسی اخلاص پورا ہی نظر آتا ہو۔ تو اسکا انجام کار۔ بدظنی اور بد اعتقادی الہامی آنکھوں سے معلوم ہو جانا مسلمہ۔ اس اخلاص کے استحکام کے اظہار اور نیت اور اعتقاد کی صفائی کا عملی ثبوت اس طرح پر لیا گیا کہ پانچ قسم کے چندے کہو لے گئے۔

(۱) شلخ تالیف و تعنیف۔ (۲) شلخ اشاعت اشتہارات۔ (۳) لشکر خانہ (۴) خط و کتابت
(۵) بیعت کرنے والوں کا سلسلہ۔ (۶) دیکھو فتح الاسلام وغیرہ)

علاوہ ازیں تعمیر مدرسہ و خرید اخراجات وغیرہ کا علیحدہ مطالبہ۔ ان سب میں نقدی داخل کرو۔ تو با اخلاص! ورنہ بارہ پتھر باہر! چنانچہ ایک جگہ اخبار بدر میں لکھتے ہیں کہ جس مرید کا چندہ تین ماہ تک نہیں آئیگا۔ وہ بیعت سے خارج سمجھا جائیگا۔

باقی رہ معاملہ استیجاب دعا کا۔ سو یہ بھی ایک دھوکا۔ ڈھول کا پل اور عقلی معجزہ ہی تھا۔ ورنہ سینکڑوں دعائیں مردود ہوئیں۔ جسکا کچھ نمونہ فصل ہشتم میں لکھا گیا ہے۔ اسے غور سے دیکھنا چاہیے۔

(۶) بنان ابن سمدان تلمیذی۔ منہاج السنۃ میں لکھا ہے۔ کہ یہ نبوت کا دعویٰ تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ مجھے اسم اعظم معلوم ہے۔ فرقہ بنانیہ اس نے قائم کیا تھا۔ جو اسکو نبی مانتے ہیں۔ اسکا قول تھا۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے جسم میں اللہ تعالیٰ کا ایک جزو حلول کر

گیا تھا۔ اسکی قوت سے انہوں نے درخبر کو اکھاڑ ڈالا۔

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کو اس نے خط لکھا کہ تم میری نبوت پر ایمان لاؤ۔ تو سلامت رہو گے اور ترقی کرو گے۔ تم نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ کس طرح اور کس کو نبی بنا تا ہے۔ یہ خط عمر بن عقیفہ امام صاحب کی خدمت میں لایا۔ آپ نے خط پڑھ کر قاصد سے کہا کہ اسکو نکل جا۔ اسنے نکل لیا۔ اور اسی وقت مر گیا۔ کچھ عرصہ بعد بنان ہی خالد بن عبد اللہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور اسم اعظم سے اسے کوئی مدد نہ ملی زندگی میں ہمارا کارنامہ مرنے کے بعد کس نے پوچھا تھا۔

مرزا صاحب بھی اللہ تعالیٰ کا اپنے وجود میں داخل ہو جانا بتلاتے تھے۔ اور ایک کشف میں خود خدا بن گئے تھے۔ انہوں نے نبوت کا بھی دعوے کیا۔ تمام علما۔ فضلاء۔ فقہاء۔ حتیٰ کہ زاویہ نشین فقہاء کو بھی اپنے دعویٰ لکھ بیٹھے۔ اور ان کے ہمنے پر نجات اور نہ ماننے پر کفر و ضلالت کی تہدید پیش کی۔ بنان اسم اعظم جاننے کا دعویدار تھا۔ تو یہ مکالمہ الہی اور قبولیت دعوے کے مدعی تھے۔ لیکن جیسا کہ بنان کو اس کے اسم اعظم نے وقت پڑے پر کوئی کام نہ دیا۔ اسی طرح مرزا صاحب نے بھی قبضی دعائیں اپنی صداقت کے اظہار کے لئے کیں۔ سب نام قبول ثابت ہوئیں۔ اگر واقعی انہیں اللہ کی طرف سے استجاب و اعطا ہوئی ہتی۔ تو کوئی خارق عادت معجزہ دکھاتے یا دعا کر کے کسی بڑے مخالف کی زندگی کلاسی فیصلہ کر دیتے۔ جو آپ کے مرنے کے بعد بھی آپ کے خیالات کا خاکہ اڑاتے رہے۔ جیسے مولوی ثناء اللہ اور ڈاکٹر عبد الحکیم صاحبان۔ مزید بد قسمتی جس سے مرزا صاحب کا کذب روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا۔ یہ ہوئی کہ ان ہر دو مخالفین کے برخلاف جو دعائیں انہوں نے کی تھیں۔ اور جنکی قبولیت کی خبر بھی مل گئی تھی۔ قطعاً غلط اور مردود ثابت ہوئیں (دیکھو آخری فصل)۔

(۸) علی بنخل میں ایک مدعی کاذب مقنع کا حال لکھا ہے۔ اس نے چند مافوق العادت کرشمے دکھا کر لوگوں کو اپنی طرف مائل و متوجہ کیا۔ اور پھر الوہیت کا مدعی ہوا۔ جب لوگ اس سے مانوس ہو گئے۔ تو نکل فرائین ترک کر دیے کا حکم دیا۔ حسن نخل سے سب دام افتادوں نے اَمْتًا وَ صَدَقْنَا لِمُكْرَمَانِ لیا۔ اس کے گرد وہ کا عقیدہ تھا۔ کہ دین فقط امام الزمان کے پوچھان لینے

کا نام ہے۔

مرزا صاحب نے بھی امام الزمان کی شناخت کے مسئلہ پر بڑا بہاری زور دیا ہے۔ چنانچہ ایک مستقل رسالہ بنام ضرورت الامام اس کے متعلق تصنیف کیا۔ مرزا صاحب کا دعوے اور مرزا صاحب کا عقیدہ ہے۔ کہ بغیر مرزا صاحب کے ماننے کے نہ ایمان ہے۔ نہ نجات گویا ۱۳۰۰ برس کا اسلام بالکل نامکمل اور اس کے عقائد غلط تھے۔ نزول و حیات مسیح کے متعلق تمام احادیث آثار صحابہ اجماع امت سے جو کچھ ثابت ہے۔ وہ سب مرزا صاحب کے تشریف لانے پر غلط ثابت ہوا حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی مسئلہ حیات و نزول مسیح و خروج دجال وغیرہ کے متعلق غلط فہمی کا الزام لگایا۔ اور آج تک کے اسلام کو بقول

خشت اول چوں نہد معمار کج تا شریاے رود دیوار کج

مرتبہ اسلام قرار دیا۔ ان کے عقائد اور دعویٰ سے حسابی طور پر نتیجہ ذیل مستنبط ہوتا ہے۔

ایمان بر توحید و رسالت $\frac{1}{2}$ علی القرآن و حدیث $\frac{1}{2}$ اعمال صالحہ $\frac{1}{2}$ اقرار نبوت مرزا $\frac{1}{2}$ اسلام اور — ایمان بر توحید و رسالت $\frac{1}{2}$ علی بالقرآن و حدیث $\frac{1}{2}$ اعمال صالحہ $\frac{1}{2}$ قبول نبوت مرزا $\frac{1}{2}$ کفر اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ منقطع $\frac{1}{2}$ اور مرزا جی میں کیا فرق ہے۔ بروئے حساب ابجد تو منقطع سے مرزا جی کا ایک نمبر بڑا ہوا ہی ہے۔ جو ان کے دعووں سے ظاہر ہے۔

(۹) ابو الخطاب اسدی۔ مل دخل میں لکھا ہے۔ کہ اس نے اپنے آپ کو حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے منتسبین میں مشہور کر کے لوگوں کا اعتقاد امام کے ساتھ خوب متحکم کیا۔ اور ان کے دلوں میں یہ بات جمائی کہ امام الزمان پہلے انبیاء ہوتے ہیں۔ پھر آلہ ہوا جاتے ہیں۔ اور الہیت نبوت میں فور ہے۔ اور نبوت امامت میں فور ہے۔ امام جعفر صادق

مرزا جی حساب ابجد سے بہت استنباط کیا کرتے تھے۔ مجھے بھی بعد نماز فجر عین اس وقت جبکہ میں یہ سطریں لکھ رہا تھا۔ ان اعداد کی تفہیم ہوئی واللہ اعلم بالصواب

رحمۃ اللہ علیہ کہ وہ اس زمانہ کا الہ ہوتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ امام صاحب ظاہری ہم پر خیال کر کے انکو بشر نہ سمجھو۔ بلکہ یہ تو ایک لباس ہے۔ جو خدا نے اس عالم میں اترنے کے وقت پہن لیا ہے۔

حضرت امام صاحب کو جب ان کفریات پر اطلاع ہوئی۔ تو اسے نکال دیا اور اس پر لعنت کر کے ان باطل سے اپنی بیزاری ظاہر فرمائی۔ مگر وہ بدستور اپنا فرقہ بڑھانے میں مشغول رہا۔ یہاں تک کہ منصور کے زمانہ میں مارا گیا وہ اپنے بعض اصحاب کو جبرائیل اور میکائیل سے انفل کہتا تھا۔ اور ہر سال پروردگار کا نازل ہوا اس آیت سے ثابت کرتا تھا۔ **وَاَوْحٰی رَبُّنَا بِالْحَمْلِ الْفَخْلِ**۔

اس کے بعد اس کے متعین کے کئی فرقے بن گئے تھے۔ ایک کا نام معمریہ تھا جو ابو الخطاب کے بعد معمر کو امام الزمان مانتا تھا۔ انکا عقیدہ تھا کہ دنیا کو فنا نہیں۔ بہشت و دوزخ کوئی چیز نہیں۔ یہ اسی دنیاوی راحت و مصیبت کے نام ہیں جو ہمیشہ پیش آتی رہتی ہیں۔ زنا و غیرہ منہیات اور نوز و غیرہ عبادات سب فصول ہیں۔

ایک فرقہ انیس بزنہیہ تھا جو ابو الخطاب کے بعد بزنہیہ کو امام الزمان تسلیم کرتا تھا۔ ان کا دعویٰ تھا کہ ہم اپنے سب مردوں کو حج شام دیکھتے ہیں۔ ایسا ہی اور بھی کئی فرقے تھے۔ غور کی جگہ ہے کہ ابو الخطاب نے حضرت امام صاحب کی توفیق کر کے امام کو خدا کہلویا۔ دوزخ جنت کا انکار کر دیا۔ تکلیفات شرعیہ اٹھا دیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کے ان باطل عقیدوں اور کفریات سے بیزاری کا اظہار بھی کرتے رہے۔ مگر اس کے پیروؤں نے نہ مانا! باطل فرقوں کی علامت یہی ہے کہ ان کے متعین احکام خدا و رسول کی مطلق پرواہ نہیں کرتے بلکہ دوزخ کا تالیف کر کے نزدیک پرستعہ ہو جایا کرتے ہیں۔ اور اپنے پیر و مرشد کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا لگاتے رہتے ہیں۔

مرزائی تعلیم کا بھی یہی حال ہے۔ ان کی تمام تصانیف مرزا صاحب کی حمد و تعریف اور بڑائی کے بیان سے بھری ہوئی ہیں۔ اور مرزائیوں کو سوائے مرزا صاحب کے ذکر اور ان کی تعریف و توفیق کے کوئی مشغلہ نہیں۔ ابو الخطاب نے تو امام صاحب کو خدا بنایا تھا۔ مرزا صاحب کے دعووں کا کچھ کہنا

ہی نہیں۔ آپ اپنے اہلانات کی بنا پر کہیں۔ آدم۔ نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ عیسیٰ۔ محمد۔ احمد۔ جنت۔ عمارت۔ حرارت۔ محنت۔ مجتہد۔ امام الزمان۔ حلیفۃ اللہ۔ کرشن اور تار۔ کلنی اور تار بنے۔ تودور لطف کہیں ابن اللہ بنے۔ کہیں خدا کا اپنے جسم میں حلول کرنا بیان کیا۔ کہیں خدا کی بیوی بنے۔ اور خدا سے محبت کر کے حاملہ ہوئے۔ بچے بنے۔ اپنے بیٹے کو بٹل خدا بنایا۔ معاذ اللہ منہ ہذا اللغات۔
(اردیکو فصل آئینہ)

الہام آوردی کو ابوالخطاب کی طرح مرزا صاحب نے بھی ملے سپر کر دیا۔ چنانچہ اکثر مردوں کے الہام ان کے اعتباروں اور رسالوں میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ باب نبوت بھی کہو لیا گیا ہے۔ اور کئی مرید نبوت کے مدعی ہیں۔ مرزائیوں کے بھی کئی فرقے ہو گئے ہیں۔ جیسا کہ ابوالخطاب کے متفقین کے بن گئے تھے۔

(۱۰) احمد کیال نامی ایک مدعی کاذب کا حال مل و محل میں اس طرح مذکور ہے۔
کہ پہلے یہ محبت البیت کلمی تھا۔ بعد ازاں امام الزمان چوٹے کا دعویٰ دیا ہوا۔ اس سے ترقی کی۔ تو کہا میں القایم ہوں اور اس کی تشریح یوں کی۔ کہ جو شخص اس بات پر قادر ہو۔ کہ عالم علوی اور عالم سفلی کے بیچ بیان کرے اور انفس پر آفاق کی تطبیق کر سکے۔ وہ امام ہے۔ اور القایم وہ ہے۔ جو کل کو اپنی ذات میں ثابت کرے۔ اور ہر ایک کلمی کو اپنے معین جزئی شخص میں بیان کر سکے۔ اور یہ بات یاد رکھو۔ کہ اس قسم کا مسخر سدا نے احمد کیال کے کسی زمانہ میں نہیں پایا گیا۔

اسکی بہت سی تصانیف عربی فارسی میں موجود ہیں۔ جن میں اسی قسم کی پیچیدہ و گولیدہ تحریریں ہیں۔ اور اپنی پر زور تقریروں اور تفسیروں سے بہتوں کو اپنا ہم خیال بنایا۔
مرزا صاحب کو یہی معارف دانی کا بڑا دعویٰ اور اس پر بہت مان ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ بکثرت اسرار غیبی اہل باہات میرے سوائے اور کسی فرد است کو نہیں دیئے گئے۔ اس لئے خصومت سے صرف میرا ہی نام بنی رکھا گیا۔

احمد کیال کی یہ ہودہ اور پیچیدہ تحریروں سے مرزا صاحب کی تحریروں کی مطابقت کرنی ہو۔

تو نہ کے لئے ازالہ اودام کا ۱۵۰ دیکھو۔ جہاں آپ لکھتے ہیں کہ۔

”ہر نبی کے نزول کے وقت ایک لیلۃ القدر ہوتی ہے لیکن سب سے بڑی لیلۃ القدر ہماری
نبی صلی اللہ وسلم کو دیکھیں۔“

”اسکا دامن حضرت کے زمانہ سے قیامت تک پھیلا ہوا ہے۔ اور جو کچھ انسانوں کے دلی درد و غم
قوس کی جنبش حضرت کے زمانہ سے آج تک ہو رہی ہے۔ وہ لیلۃ القدر کی تاثرات ہیں؟
اور جس زمانہ میں حضرت کا کوئی نائب پیدا ہوتا ہے۔ تو یہ تحریکیں ایک بڑی تیزی سے اپنا کام
کرتی ہیں۔ بلکہ اس زمانہ سے۔“

”یہ کہ وہ نائب رحم میں آئے۔ انسان قوس کے کچھ کچھ جنبش شروع کرتی ہیں۔ اور اختیار ملنے کے
وقت تو وہ جنبش ”نہایت تیز ہو جاتی ہے۔“

”اور اس نائب کے نزول کے وقت جو لیلۃ القدر شروع ہو گئی ہے۔ وہی لیلۃ القدر کی ایک شاخ ہے۔ اس
”لیلۃ القدر کی بڑی شان ہے۔ جیسا کہ اس کے حق میں یہ آیت ہے۔ ”فَإِنَّهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ“
”یعنی اس لیلۃ القدر کے زمانہ میں جو قیامت تک مستند ہے۔ ہر ایک حکمت اور معرفت کی باتیں دنیا میں شائع
گردی جائیں گی۔ اور انواع و اقسام کے علوم غریبہ و فنونِ نادرہ و خامات عجیبہ مسفر عالم میں پھیلا دیئے
جائیں گے۔ اور انسانی قوس میں انکی مختلف استعدادوں اور مختلف قسم کے اسکاؤں۔ بسطت علم۔ اور
عقل پر لیاقتیں مفعی ہیں۔ سب کو مضبوط طور پر لایا جائیگا۔ لیکن یہ سب کچھ ان دنوں میں ہر زور و تحریکوں سے
ہوتا رہیگا۔ کہ جب کوئی نائب رسول صلی اللہ وسلم دنیا میں پیدا ہوگا۔“

”اور لیلۃ القدر میں بھی فرشتے اترتے ہیں۔ جن کے ذریعہ سے دنیا میں نیکی کی طرف تحریکیں پیدا
ہوتی ہیں۔ اور وہ خلالت کی پر ظلمت رات سے شروع کو کے طلوع مع صداقت تک اس کام میں لگے
رہتے ہیں۔ کہ مستعد دلوں کو سہائی کی طرف کھینچے رہیں۔ یہ آخری لیلۃ القدر کا نشان ہے جسکی بنا ابھی
ڈالی گئی ہے جسکی تکمیل کے لئے سب پہلے خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو بھیجا ہے۔ اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا
”انت اشد مناسبتہ لبیسی (انتہی محضاً)“

نامتعل اس لمبی چوڑی تقریر کا یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب نائب رسول ہیں۔ اور جتنی جدید قسم کی ایجادیں اور کلیں۔ موٹریں بے تار کی پیغام رسانی۔ ہوائی جہاز۔ زہریلی گیس۔ لمبی مار کی توہیں۔ وغیرہ غیب اس ملک یورپ میں بنکر زمانہ میں رائج ہوئیں۔ یہ سب مرزا صاحب کے وجود مبارک کی کین و برکات ہیں۔

عبارت مندرجہ بالا میں خط کشیدہ الفاظ خاص طور پر قابل غور ہیں۔ مرزا صاحب نے مولیٰ موٹی جدید ایجادوں پر ہر نہیں کیا۔ بلکہ اپنے زمانہ زعم مادہ تک پہنچ کر اس وقت کی ایجادوں کو بھی اپنی برکات کے دائرہ میں لینا چاہا ہے۔ مرزا صاحب کی پیدائش غالباً لاٹوگ لینڈ گورنر جنرل ہند کے عہد میں اس وقت ہوئی۔ جبکہ انگریزوں کی افغانستان سے لڑائیاں ہو رہی تھیں۔ اسی زمانہ میں انگریزی تعلیم ہندوستان میں رائج ہوئی۔ یہ دونوں باتیں اسلام کے لئے جو کچھ بابرکت ثابت ہوئیں۔ اہم من الشمس ہیں۔ یہی آخری زمانہ کی ایجادات۔ ہوائی جہاز۔ لمبی مار کی توہیں۔ زہریلی گیس وغیرہ یہی وہ متبرک اختراعات ہیں جن کے ذریعہ اسلامی سلطنت ٹٹکی۔ مراکو اور مصر کا زوال ہوا اور عین شریفین پر گولہ باری اور ان میں عیسائیوں کا دخل ہوا۔ امام رضا رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شہید ہوا۔

ہزاروں مسلمان شہید کئے گئے۔ اور لاکھوں ترک و عرب بے خانان و آوارہ وطن ہوئے۔ مدینہ شریف کے اوپر ہوائی جہاز اڑے جن میں عیسائی سوار تھے۔ یہ سب امر واقعہ ہیں۔ ہمیں ان کچھ جیسی نقطہ نگاہ سے غور کرنے کی ضرورت نہیں۔ مرزا صاحب کا دعوئے مذہبی ہے۔ اسلئے مذہبی آنکھ سے ان واقعات کو دیکھتے ہوئے کون مسلمان ہے۔ جو ان لعنتی ایجادات اور منحوس اختراعات کو ایک نائب رسول کی پیدائش کی کین و برکات اور ایک نبی کی صداقت کے نشانات سمجھ لے گا۔ اگر مرزا صاحب اسلام کی بربادی کو اپنی نبوت کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ تو اس نبوت کو ہمارا دور سے ہی سلام ہے !!!

یلتہ القدیم کے مذکورہ بالا معارف و اسرار بیان کرنے کے بعد مرزا صاحب کہتے ہیں۔ کہ۔ اب فرمائیے یہ معارف حقہ کس تفسیر میں موجود ہیں؟ مرزا صاحب کے بیان کردہ معارف کسی

دوسری فصل

مرزا اہلباک کی روحانی حیوانی ترقیوں کی مسائل

پیر یا امسال دعوائے نبوت کر وہ ست
سائل دیگر گر خدا خواہد۔ خدا خواہ شدن

۱) ابتداً مرزا صاحب ایک معمولی محرم کے طور پر عدالت قلع سیالکوٹ میں ملازم تھے۔ تنخواہ کی کمی کے باعث مختاری کے امتحان میں شامل ہوئے مگر قبول ہو گئے۔ غالباً اسکے بعد ان کو مذہبی راستہ میں بطور ایک پیر کے گامزن ہونے کا خیال سوچا۔ اس امر کے لئے کسی نبوت و حوالہ کی ضرورت نہیں۔ مخالف موافق سب جانتے ہیں۔

۲) محمد ۹۔ اشتہار کتاب براہین احمدیہ میں جو یہ تعداد (۲۰۰۰) چھپا۔ مجددیت کا دعوائے ان لفظوں میں ہے کہ: ”مستغف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے“ (۳) محدث۔ مرزا صاحب سے سوال ہوا کہ آپ نے فتح اسلام میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ جواب دیا کہ نبوت کا نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے۔ جو خدا کے حکم سے کیا گیا ہے۔ ازالہ اوہام ص ۲۷۱ و تحفہ غزنیہ ص ۲۰۷ و قیض مرام وغیرہ۔

۴) صبح و مہدی موعود۔ براہین احمدیہ۔ ص ۲۹ میں صاف صاف اقرار ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ اور ان کے ائمہ دین اسلام پھیلے گا۔ اس کتاب براہین کی نسبت دعوائے تہا کہ الہامی ہے۔ بعد میں خود مسیح بن گئے۔ اور کتاب ازالہ اوہام محض اس غرض کو ثابت کرنے کے لئے لکھی گئی ہے۔ اور ایک نقل

(رج) اللہ تعالیٰ سے ہم ہمیشہ رہے۔ زنا شوقی کے فعل کا وقوع۔ مرزا صاحب کے ایک خاص مرید قاضی یار محمد صاحب بی۔ اور اہل پلیدی مارا اپنے ٹریکٹ ۳۴ موسوم بہ اسلامی قربانی مطبوعہ ریاض ہند پریس امرت سرین لکھتے ہیں کہ:-

”جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے۔ کہ کشف کی حالت میں آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت تھیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا۔ سبھنے والے کے واسطے اشارہ کافی ہے۔“

(د) استقرار حمل۔ مرزا صاحب کشتی نوح کے مٹا پر کہتے ہیں کہ:-
”مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نکل گئی۔ اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔ اور کئی ماہ بعد جو ۱۰ ماہ سے زیادہ نہیں۔ بذریعہ الہام مجھے مریم سے عیسیٰ بنا دیا گیا۔“

مال بنے انچے بنے!! پھر باپ بچے کے بنے!!!
(دھردلہ کشتی نوح مٹا پر لکھتے ہیں کہ:-

”میر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے۔ درد زہ تہ کجور کی طرف لے آئی“

مرزا کی دوستو! یہی تقابلی و معارف ہیں۔ جن پر متکونان ہے؟ یہ تمہارا چہا عشق باز خدا ہے۔ کہی مرزا صاحب کو ادلا دیکے۔ اور کبھی بیوی بنا کر اس سے ہم محبت ہو۔ کہیں تو شرم چاہیے۔ کیا دینی رموز و نکات کی اسلام میں کمی تھی۔ جس کو مرزا صاحب نے آکر پورا کیا؟ اور یہی وہ باتیں ہیں جن سے شوکت اسلام بڑھ رہی ہے۔ اگر اسکو استعارہ و مجاز کہو۔ تو میں پوچھتا ہوں کہ الہامی اور کشتی طریق پر ایسے گندے استعاروں کی کوئی ضرورت آپڑی تھی۔

۱۔ وابدلی شاہ بن گئے۔
۲۔ خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ۔

(۹) خود را ہونے کا دعوے۔ کتاب البرید ص ۱۰۰ میں لکھتے ہیں کہ:-

۱۰۰ ایت انی عین اللہ دیکھو کہ میں بالکل خدا ہوں :-

اور آئینہ کمالات اسلام ص ۶۲ پر یوں رقمطراز ہیں کہ:-

۱۰۰ میں نے خواب میں دیکھا کہ ہوا اللہ ہوں۔ اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں :-

(۱۰) خدا کے باپ ہونے کا دعوے۔ الف (۱) انت منی وانا منک (حقیقۃ النبی ص ۶۲)

یعنی خدا کہتا ہے کہ اے مرزا تو مجھے ہے۔ اور میں تجھ سے ہوں۔ (عوض مساوئہ گلہ منادوں)

(ب) اشتہار۔ ۲۔ ضروری مسئلہ میں ایک لڑکے کے پیدا ہونے کی پیشگوئی کرتے ہوئے

لکھتے ہیں کہ:-

فرزند دلبند گرامی ارجند۔ منظر لائل والاخسر۔ منظر الحق والاعلا۔ کان اللہ نزل من

السماء۔ یعنی وہ لڑکا ایسا ہوگا۔ جیسا کہ خدا خود آسمان سے اتر آیا)

تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ

مرزائی دوستو! یہ ہیں آپ کے پیغمبر کی ترقی کے منازل۔ کہو کچھ کسر ہے؟

ان ایہامات وکشف کے ساتھ مرزا صاحب کے یہ شعر بھی پڑھو:-

آنجہ من بشتوم ز حکم خدا
بہنجو قرآن منزہ اش و انم
نجد اپاک و نمش ز خطا
از خطا ما ہمیں است ایمانم

کیا یہ خرافات قرآن کے ہم مرتبہ ہیں؟

یاد رکھو! وہ دن فریب ہے۔ جبکہ ہر شخص اپنے اعمال و اعتقادات کا جو ذریعہ ہوگا۔ مرزا صاحب:

اپنے مسلمات کی رو سے خود ہی اپنا کاذب اور خارج از اسلام ہونا ثابت کر گئے (کما سیاتی)

تم اپنی کہو! کہ ایسے شخص کے ہاتھ ایمان جیسی جنس بیکر اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھاؤ گے؟



تیسری فصل

مرزا صاحب کے دس غلط الہام

هَلْ اُنْبِئُكُمْ عَلٰی مَنْ تَنْزَلَ الشَّيْطٰنُ ۚ تَنْزَلَ عَلٰی كُلِّ اَفَّاكٍ اَشِيْمٍ
يُلَوِّنُ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كَاذِبُوْنَ ۝ الشعراء ۱۱ =

سرسبز قول ترا ہے بہت خود کو کام غلط بد دن غلط تر غلط صحیح غلط تمام غلط
قول جھوٹا ہو تو ہوشخیز نہیں کچھ پیر واہ بیاباں یہ ہر کہیں آپ کے الہام غلط

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک کاذب مدعی وحی والہام ابن صیاد تھا۔ جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بنی در رسول ماننا تھا۔ ابن صیاد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
مبارک میں اقرار کیا تھا کہ میرے پاس کچھ سچے اور کچھ جھوٹے خبر رساں آتے ہیں۔ اس کے اہل
الفاظ یہ ہیں۔ یا ربی صادق و کاذب دوسری حدیث میں یہ الفاظ ہیں۔ یا ربی صادقین
وکاذبنا وکاذبین صادقاً اس پر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خَلَطَ
عَلَيْكَ الْأَمْرُ (تجھ پر بات خلط ملط ہو گئی)

مرزا صاحب کے سینکڑوں ہزاروں الہاموں میں سے اگر بالفرض ایک دو فیصدی
صحیح نکلے ہیں۔ تو باقی سب غلط ہیں جیسا کہ معمولی رمالوں اور بانڈوں کا حال ہے۔ جو گلی کو چو

لہ کیا ہیں تجھے بتاؤں کہ شیطان کس پر اترا کرتے ہیں۔ وہ ہر جھوٹے بدکردار پر اترا کرتے ہیں۔
اور سنی سنائی بات ان پر القا کر دیتے ہیں۔ اور ان میں کثیر جھوٹے ہوتے ہیں (قرآن شریف سورہ شعراء
رکوع ۱۱) میرے پاس ایک سچا اور ایک جھوٹا خبر رساں آتا ہے۔ میرے پاس دو سچے
اور ایک جھوٹا خبر رساں آتے ہیں یا دو جھوٹے اور ایک سچا۔

میں لوگوں کے ہتھ دیکھ کر فال و شگون بتاتے پھر کرتے ہیں۔ اس فصل میں مرزا صاحب کے غلط الہاموں کا نمونہ دکھایا جاتا ہے۔ اور نہایت عظیم الشان اور متحدیانہ پیشگوئیوں کا جو انجام ہوا اس کے لئے دسویں فصل کتاب ہذا قابل ملاحظہ ہے۔

اس سے ناظرین اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب اور ابن صیاد میں کیسی صاف تمثیل ہے۔ اور قرآن شریف کی آیت مندرجہ عنوان کے معیار پر وہ کیسے اترتے ہیں۔ اور باوجود ان غلط الہاموں کے اگر مرزا صاحب نبی در رسول ہو سکتے ہیں۔ تو ابن صیاد کو اسی اصول پر مرزا صاحب کیوں سچا نبی نہیں مانتے۔

مرزا صاحب کو اپنے کل مکاشفات۔ الہامات اور پیشگوئیوں کے سچا ہونے پر بڑا ناز اور دعوے تھا۔ چنانچہ کہتے ہیں۔ کہ سچے الہام بعض دفعہ کجروں۔ ڈوموں اور زلیلوں کو بھی ہوجاتے ہیں مگر سچا وہی ہے جس کے سب الہام سچے ہوں۔ اور یہ کہ فاسقہ عورت کجبری یار بہر اور باوہ بہر حرامکاری کی حالت میں سچی خواب دیکھ لیتی ہے۔ (توضیح مرام) اور اپنے الہاموں کی نسبت یہ لکھتے ہیں کہ۔

”یہ مکالمہ الہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے۔ اگر میں ایک یوم کے لئے بھی اس میں شک کروں تو کافر ہوجاؤں۔ اور میری آخرت تباہ ہوجاوے۔ وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا قطعی اور یقینی ہے اور جیسا کہ آفتاب اور اسکی روشنی کوئی دیکھ کر کوئی شک نہیں کر سکتا۔ کہ یہ آفتاب اور اسکی روشنی ہے ایسا ہی میں اس کلام میں شک نہیں کر سکتا۔ جو خدا کی طرف سے میرے پر نازل ہوتا ہے اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں۔ جیسا کہ خدا کی کتاب پر۔ اور چونکہ میرے نزدیک نبی اسکو کہتے ہیں۔ جس پر خدا کا کلام یقینی و قطعی بکثرت نازل ہو۔ جو غیب پر مشتمل ہو۔ اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ مگر بغیر شریعت کے“ تجلیات الہیہ ۲۶ و ۲۷

۱۷ حاتمہ البشری ۱۷ میں لکھتے ہیں۔ کہ مسیح کی وفات عدم نزول اور اپنی سیاحت کے الہامات کو میں نے دس سال تک ملتوی رکھا۔ بلکہ رو کر دیا۔ گویا دس سال تک آپ حسب قول خود کافر بنے رہے۔

بہر حال مرزا صاحب کے قلعہ الہام میں کا نمونہ درج ذیل ہے۔

۱) مرزا صاحب کا الہام انکی عمر کے متعلق :- یہ الہام کئی رنگ میں بیان ہوا

ہے۔ ملاحظہ ہو۔

(الف) لَنْحَيَاتِكَ حَيَوَاتٌ طَيِّبَةٌ ثَمَانِينَ حَوْلًا أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ اِذَا

اودھم طبع ثانی ۱۸۰۳ ترجمہ خدا کہتا ہے کہ :- ہم تجھ کو اسی سال کی عمر دینگے یا اس کے قریب ۔

(ب) اس نے (خدا نے) مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں ابن کاموں کے لئے تجھے ۸۰ برس

یا کچھ تھوڑا کم یا چند سال ۸۰ برس سے زیادہ عمر دوں گا ۔ اشتہار لانا ۱۸۰۹ اکتوبر ۱۸۰۹ء مطبوعہ فیصلہ اسلام

پریس قادیان و تریاق (الغلب حاشیہ ۱۳)

(ج) خدا نے صریح لغفلوں میں مجھے اطلاع دی تھی ۔ کہ تیری عمر ۸۰ برس کی ہوگی اور یہ کہ

پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم (براہین احمدیہ جلد پنجم اور ساکفینہ ص ۹۱ سطر ۸)

(د) وَلَنْحَيَاتِكَ حَيَوَاتٌ طَيِّبَةٌ ثَمَانِينَ حَوْلًا أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ اِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ

الاربعین ۲ ص ۳ سطر ۱) اس کا ترجمہ مرزا صاحب نے الاربعین نمبر ۳ کے ص ۳ سطر ۱ میں اس طرح کیلئے کہ

خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ میں اسی برس یا دو تین برس کم یا زیادہ تیری عمر دوں گا۔

(ھ) اسی برس یا اس پر پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم ۔ حقیقتہً (دومی ص ۹)

اس نیک میں (پانچ مختلف) بیانات سے اصل الہام کی کیفیت ظاہر ہوتی ہے ۔ ان سب

خلاصہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کی عمر بقول ان کے ۷۴ سال سے کم اور ۷۸ سال سے زیادہ نہ

۱۰۰ بلکہ اس سے بھی زیادہ چنانچہ لکھتے ہیں کہ :- ایک روز کشتی حالت میں ایک بزرگ مسند کی قبر پر میں حاضر

ہوا ۔ (بزرگ) ایک دعا پڑھ کر آئین کہتے جاتے تھے اس وقت خیال ہوا کہ اپنی عمر میری بڑھو اور

تب میں نے دعا کی کہ میری عمر پندرہ سال (اسی برس سے) اور بڑھ جائے ۔ اس پر اس بزرگ نے آئین نہ

کہی ۔ تب میں صاحب فرمے بہت کشتہ کشتا ہوا ۔ تب اس نے کہا کہ کچھ چھوڑ دو ۔ میں آئین کہتا ہوں ۔ اس پر

نے اسکو چھوڑ دیا ۔ اور اٹھا مائیکہ میری عمر پندرہ سال اور بڑھ جائے ۔ تب اس بزرگ نے آئین کہی ۔ اب

میری عمر پانچ سو سال ہے ۔ (ملفوظات ج ۱۰ ص ۲۴ و ۲۵) اور ۱۸۰۹ء (کالم اول) سووی ملائی علی حدیثاً

مرزا صاحب کو مطلع کیا کہ ۷۴ سال میں اپنی عمر تک رسائی ہوگی اور بتایا کہ مرزا صاحب نے قبول کیا (اولاد عم طبع ثانی ص ۳۴)

ہونی چاہیے تھی۔ مرزا صاحب ۱۳۲۶ھ میں ۶۵ سال اور چند ماہ کی عمر میں فوت ہو گئے۔ اور ان سب
الہاموں کو جو ثناء ثابت کر گئے۔ ان کے مریدوں خصوصاً خلیفہ نور الدین اور ایڈیٹر اخبار بدر نے
اسکے پچو پچو بہتر ٹائٹل لکھ مارے۔ اور ان کی عمر کو ربڑ کے تسمہ کی طرح خوب بڑایا۔ پھر بھی
۴۷ تک نہ پہنچ سکے۔ حالانکہ ان کی تحریرات بمقابلہ تحریر مرزا صاحب بالکل غلط۔ پھر اور اکابر
ہیں۔ چنانچہ ذیل میں مرزا صاحب کے اقوال صحیح انکی عمر کے بابت درج کئے جاتے ہیں جس سے انہوں نے ایک خبری
نشان کو ہی تقویت دی تھی۔ لکھتے ہیں کہ:-

۱۔ جب میری عمر ۴۷ برس تک پہنچی۔ تو خدا تعالیٰ نے اپنے الہام اور کلام سے مجھے شرف کیا۔
اور عجیب اتفاق ہوا۔ کہ میری عمر کے ۴۷ سال پورے ہونے پر مری کا سر بھی آ پہنچا۔ تب
خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھ پر ظاہر کیا۔ کہ تو اس مری کا مجدد ہے۔ (ذریعہ القلوب ص ۱۷)
گویا چودھویں صدی کے شروع ہونے کے وقت (۱۳۲۶ھ میں) مرزا صاحب کی عمر پورے ۴۷ سال کی

۲۔ مفتی محمد صادق اور خلیفہ صاحب اول لکھتے ہیں۔ سب زیادہ صحیح قول مرزا سلطان احمد صاحب (میرکلاں
مرزا صاحب) کا معلوم ہوتا ہے۔ جو انہوں نے نماز خازنہ کے شامل ہونے کے واسطے تشریف لانے پر فرمایا تھا۔ کہ
میرے پاس جو اداداشت ہے۔ اس کے مطابق آپ کی پیدائش ۱۸۳۳ء یا ۱۸۳۴ء میں ہوئی تھی (مستدرک ص ۱۷)
مرزا صاحب تو لکھتے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی اداداشت نہیں۔ کیونکہ اس زمانہ میں بچوں کی عمر کے لکھنے کا کوئی
طریق نہ تھا۔ مگر ان کے پیٹھ کے پاس اداداشت نکل آئی۔ اور وہی سب سے صحیح ہی بتائی جاتی ہے۔

۳۔ صاحب جمل اور ابجد کے مرزا صاحب بڑے شائق تھے۔ چنانچہ اپنی عمر کے متعلق ایک لطیف لکھتے
ہیں کہ:- چند روز کا ذکر ہے۔ کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی۔ کہ کیا اس حدیث کا جو آیات بعد ازاں تین ہے
ایک یہ بھی منشا ہے۔ کہ تیرھویں صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہو گا۔ اور کیا اس حدیث کے مفہوم
میں یہ عاجز ہی داخل ہے۔ تو مجھے کشفی طور پر اس مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھو
یہی مسیح ہے۔ جو تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہوئیوالاتھا پہلے ہی تاریخ ہم نے نام میں سفر کر رکھی تھی۔
اور وہ نام یہ ہے۔ غلام احمد قادیانی اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں۔ اور اس عقیدہ قادیان

حاشیہ در حاشیہ مرزا صاحب کو مقابلہ ڈاکٹر عبد کیم خان صاحب الہام ہوا تھا۔ اور تیری عمر کو بڑا
دو ٹکا۔ تا معلوم ہوا کہ میں خدا ہوں دیکھو اشتہار تبصرہ) اس الہام کی رو سے مرزا صاحب کی عمر تین سو سال سے بھی زیادہ
ہونی چاہیے تھی لیکن ۶۵ سال عمر میں فوت ہوئے یہ الہام ہی باطل اور جھوٹ ثابت ہوا۔

تھی۔ یہاں تحقیقاً کالفاظ نہیں ہوئے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشابہت و کھلافی تھی۔ چونکہ یہ ایک خاص شرعی امر تھا۔ اس لئے اس میں شک و شبہ کو دخل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے الہام کا یہی حوالہ موجود ہے۔

پس جب حسب اقرار خود چودھویں صدی کے شروع میں آپ پورے ۴۰ سال کے تھے۔ تو بوقت انتقال ماہ ربیع الثانی ۱۲۶۶ھ میں پینیسٹھ سال چار ماہ کے ہوئے۔ جس سے نمبر کے متعلق الہامات کا مجموعہ اور کثرت کثافت و لاکشف اور مردان علی کا نذرانہ اور الہام مندرجہ تبصرہ بالکل غلط۔ جھوٹ اور ڈھکوسلہ ثابت ہوا۔ ایک اور نہایت صاف ثبوت ہے۔

(۲) ادیت لرزلة الساعة مریگزین ۱۶ اپریل ۱۲۶۶ھ (۱۶ اپریل ۱۸۵۰ء) میں جبکہ قیامت خیز زلزلہ دکھا دنگا۔ اس الہام کے بعد مرزا صاحب مکان چوڑ کر میدان میں جا بیٹھے۔ اور مریدوں کے لئے بھی اشتہار جاری کیا۔ کہ وہ بھی خمیوں میں رہیں۔ تھوڑے دنوں بعد جب زلزلہ نہ آیا تو مکان میں واپس آگئے۔

بقایا حاشیہ صفحہ نمبر ۳۳۔ نوٹ نمبر ۵۵ میں بحر اس عاجز کے اور کسی شخص کا نام غلام احمد نہیں ہے۔ بلکہ میرے دل میں ڈال گیا ہے۔ کہ اس وقت بحر اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں۔ ازالہ اوہم ص ۱۸۶ طبع اول و طبع ثانی ۱۲۶۶ھ۔ غلام احمد قادیانی سے ۱۳۰۰ کا وعدہ نکال کر اور اپنا نام مل کی عمر میں مبعوث ہونا ظاہر ہے کہ عمر زاد صاحب اپنی عمر ۶۵ سال ۴ ماہ کا مزید ثبوت دیدیا۔ جو ان کے الہامات ۸۰ سال کو باطل کرتا ہے۔ لیکن اس کشف یا الہام میں جو آپ نے دعوے کیا ہے۔ کہ۔

۱۔ اس وقت تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں ہے۔ یہ بھی محض باطل اور ڈھکوسلہ ثابت ہوا۔ مرزا صاحب کو کوئی نیر کے سینہ کی طرح اپنی قادیان کے سوا دنیا میں اور کوئی قادیانی نظر نہ آیا۔ حالانکہ ان کے قادیان کے علاوہ خاص شیعہ گوروں میں ہی دو گروں قادیان نام کے موجود ہیں۔ جن میں سے ایک میں غلام احمد قریشی مرزا صاحب کا ایک ہم عمر اس وقت موجود تھا۔ اس کے علاوہ ایک قادیان شیعہ کوہ سہا میں ہے۔ وہاں ہی غلام احمد ایک شخص اس وقت جو وہاں جو رہتا تھا۔ پس اس وقت مرزا صاحب کو یہ کشف یا الہام ہوا۔ میں نے کشف مذکور کو بال دو اشخاص غلام احمد قادیانی دینا پر دیکھ کر خفا میں ہی (موجود) دیکھ کر کشف رضائی اور مضمون کی مرزا قادیانی مسلمان بتایا۔ از قاضی فضل احمد صاحب (دہلی) (۱۲۶۶ھ) کہ جس کے سینہ کی طرح اپنی قادیان کے سوا دنیا میں اور کوئی قادیانی نہیں ہے اور آیت مندرجہ عنوان فضل ہذا کے فقرہ شریف علی کل اوقات آئندہ کے بھی ۱۳۰۰ امدادی تھے ہیں۔ کیا مرزا صاحب کے استدلال کے بموجب ہم نہیں کہہ سکتے کہ مرزا صاحب کے دعوے کا کذب مذکورہ بالا فقرہ اور آیت قرآنی میں پوشیدہ ہے۔ کیا گیا تھا۔

سال بیان کی ہے۔ اور مرزا صاحب کا انتقال اس سے ۱۳۱۵ھ (۱۹۰۰ء) میں ہوا۔ گویا اس وقت دنیا کی عمر ۴۰ سال

مذکورہ گوروں میں ایک شخص ۱۵۰۰ء پر بحر ایک کشف رضائی کے مرزا صاحب کے آواز سے دیکھا کہ اس وقت بحر اس عاجز کے اور کوئی قادیانی نہیں ہے۔ کیا مرزا صاحب کے دعوے کا کذب مذکورہ بالا فقرہ اور آیت قرآنی میں پوشیدہ ہے۔ کیا گیا تھا۔

سال بیان کی ہے۔ اور مرزا صاحب کا انتقال اس سے ۱۳۱۵ھ (۱۹۰۰ء) میں ہوا۔ گویا اس وقت دنیا کی عمر ۴۰ سال

الہام کے الفاظ اور مرزا صاحب کی تہنیم سے یہ تیامت خیز زلزلہ مرزا صاحب کی زندگی میں آنا چاہیے تھا۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ :-

باب ذرا کان کھول کر سنو کہ آئندہ زلزلہ کی نسبت جو میری پیشگوئی ہے۔ اسکو ایسا خیال کرنا کہ اس کے ظہور کی کوئی صورت نہیں کی گئی۔ یہ خیال سرسری غلط ہے۔ کیونکہ بار بار وحی الہی نے مجھے اطلاع دی ہے۔ کہ وہ پیشگوئی میری زندگی میں میرے ہی ملک میں اور میرے ہی فائدہ کیلئے ظہور میں آئے گی۔ کیونکہ ضروری ہے۔ کہ یہ حادثہ میری زندگی میں ہی ظہور میں آئے گا۔ مضمیمہ براہین احمدیہ میں چونکہ مرزا صاحب کے حیات میں کوئی زلزلہ ایسا نہیں آیا۔ لہذا یہ پیشگوئی اور الہام قطعاً غلط ثابت ہوا۔

(۳۸) میراث میں ہلاک ہو گیا۔ (سیگزین ۲۸ مارچ ۱۹۰۷ء) یہ بھی بالکل غلط نکلا۔ کیونکہ ان ایام میں مرزا جی کے بڑے دشمن ڈاکٹر عبدالحکیم خاں اور مولوی ثناء اللہ صاحبان سے جنگی زندگی میں خود مرزا صاحب ہی ہلاک ہو گئے۔

(۴۱) ریاست کابل میں ۸۵ ہزار آدمی مر گئے۔ (سیگزین ۲۸ مارچ ۱۹۰۷ء) کابل میں اتنی اموات نہیں ہوئیں۔ نہ یہ پتہ ہے کہ کتنے سال کے اندر۔ اور کتنے دنوں تک کسی لڑائی میں یہ اموات ہونگی؟ یا وہ بات ہے؟ خوف غیب گول مول الہام ہے۔ جو اب تک تو غلط ثابت ہوا ہے۔ (۵) مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے قادیان آنے کی بابت۔ رسالہ اعجاز احمدی صفحہ ۳ میں لکھا کہ یہ وہ مرکز قادیان نہیں آئیں گے۔ مگر مولوی صاحب نے ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو قادیان پہنچ کر یہ پیشگوئی غلط ثابت کر دی۔

(۶) ہم مکہ میں مر گئے یا مدینہ میں۔ (سیگزین ۱۴ جنوری ۱۹۰۶ء)

۱۔ مسلمانوں نے تو کان کھول کر سن لیا۔ اور اس معیار کی روش سے بھی مرزا صاحب کو دروغ گو سمجھ لیا۔ مگر انہیں اس آیت کے مرید صمیم حکیم فتحی کے مصداق ہو رہے ہیں۔ ۲۔ ضیاء اللہ والدین امیر صاحب کابل نے مرزا صاحب کے ایک مرید عبداللطیف کو اس کے خلاف شریعت حقہ عقاید کی وجہ سے ٹکسار کر دیاتھا۔ اسلئے مریدوں کے خوش کرنے کو۔ الہام دے مارا جو محض جھوٹ نکلا۔

یہ الہام بھی سرسری غلط ثابت ہوا۔ مرزا صاحب کی مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کی ہوا بھی نصیب نہ ہوئی۔ لاہور میں مرے۔ اور خرد و بال پر بار ہو کر قادیاں لے جائے گئے۔ اور وہیں دفن ہوئے (۱) تود علیہ السلام اور الشباب۔ سیاتی علیہ السلام۔ الشباب۔ وان کنتم فی مریب مما نزلنا علی عبدنا فاذا بالشفاعہ من مثله۔ سر علیہا ہوا و مایحانہا۔

”یعنی تیری طرف نور جوانی کی قوتیں رو کی جاؤ گی۔ اور تیرے پر زمانہ جوانی کا تسکے گا۔ یعنی جوانی کی قوتیں دیجائیں گی۔ تا خدمت دین میں ہرگز نہ ہو۔ اور اگر تم اسے لوگو ہمارے اس نشان سے شک میں ہو تو اسکی نظیر پیش کرو۔ اور تیری بیوی کی طرف بھی تیرا تازگی واپس کی جاوے گی (الہام ۲۲ مئی ۱۹۰۶ء مذہبہ بدر ۲۲۷۔ مئی ۱۹۰۶ء)

اسکی تشریح میں کہتے ہیں۔ کہ۔

لامیری صحت تین چار ماہ سے بہت بگڑ گئی ہے۔ صرف دو وقت ظہر و عصر کی نماز کے لئے جا سکتا ہوں۔ اور نماز بھی بیٹھ کر پڑھتا ہوں۔ ایک سطر لکھنے سے دوران سر شروع ہو جاتا ہے۔ اور دل ڈوبنے لگتا ہے۔ حالت خطرناک اور مہلک القوت ہے ہوں۔ الیہی میری بیوی دائم المریض امراض جسم و جگر میں مبتلا ہے۔ پس میں نے اپنی اور اپنی بیوی کی صحت کے لئے دعا کی تھی جس پر یہ الہام ہوا۔ ان کے لئے خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ صرف اس قدر معلوم ہو رہا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں صحت عطا فرمائے گا۔ اور تجھے قوتیں عطا کرے گا۔ جن سے میں خدمت دین کر سکوں۔ مرزا صاحب کی یہ حالت ان کی موت کا ہمیشہ خیمہ تھی۔ مگر وہ تو سو سال کی امید باندہ ہے بیٹھے تھے۔ ابھی محمدی بیگم کے نکاح کی کو لگی ہوئی تھی۔ اس لئے بڑا بے میں جوانی کے خواب

صلیہ مولانا قاضی محمد سلیمان صاحب پشاور نے اپنے رسالہ الفت الہام مطبوعہ ۱۹۰۶ء میں پیشگوئی کی تھی کہ زیارت بیت المقدس و اماب کے نصیب نہیں ہوگی۔ ان کی یہ پیشگوئی بالکل صحیح نکلی۔ ۱۹۰۶ء مرزا صاحب اپنی کو خود جلال بنایا کرتے تھے جس پر زندگی میں بھی سوار ہوتے تھے اور مرے بھی باز نہ آئے۔ ۱۹۰۶ء کو اپنی اوقات میری شباب کی باتیں ایسی ہیں خواب کی باتیں۔ ۱۹۰۶ء میں اس میں شبہ ہے۔ البتہ محمدی بیگم کے نکاح کے لئے خود جوانی کے خوابوں ہو گئے۔

نظر آتے تھے۔ مگر اس الہام سے ٹھیک دو سال بعد چل بے - ۲

لے بسا آرزو کہ خاک شدہ!

(۸) اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس نصرت جہاں بیگم،

کے بعد پائیگا۔ تیری نسل بہت ہوگی، اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء۔ اس الہام کو بعد
نہ کوئی نکاح ہوا۔ نہ خواتین مبارکہ یا نامبارکہ حاصل ہوئیں۔ اور نہ اولاد ہوئی۔ محمدی بیگم والا نکاح
شائد اس الہام کو سچ کر دیتا۔ مگر اللہ نے نہ چاہا کہ جھوٹ کہ سچ کر دکھائے۔

(۹) ڈائری ۲۴ اگست ۱۸۹۷ء۔ صاحبزادہ مبارک احمد صاحب سخت تب سے بیمار ہیں اور

بعض دفعہ بیہوشی تک ذہن پر پہنچ جاتی ہے۔ انکی نسبت آج الہام ہوا۔ قبول ہوگئی۔ نو

دن کا بخار ٹوٹ گیا، یعنی دعا قبول ہوگئی۔ کہ اللہ تعالیٰ میاں موصوف کو شفا دے۔ (ریگزن

ستمبر ۱۸۹۷ء) یہ لڑکا ۱۶ ستمبر کو صبح کے وقت فوت ہو گیا اور دیو میگزین (اکتوبر ۱۸۹۷ء) اسلئے صحت کا الہام غلط

(۱۰) آپ کے لڑکا ہوا ہے۔ بینزل منزل المبارک (۱۸۹۷ء) (ریگزن اکتوبر ۱۸۹۷ء)

ایک حلیم لڑکے کی ہم تجھ کو خوشخبری دیتے ہیں جو بمنزل مبارک احمد کے

ہوگا۔ اور اس کا قایم مقام اور اس کا شہید ہوگا (اشہار تبصرہ ۵۔ نومبر ۱۸۹۷ء) ان

الہامات کے بعد کوئی لڑکا نہ ہوا۔ اور مرزا صاحب حل دیئے۔ اسلئے یہ دونوں الہام بھی غلط ثابت ہوئے۔

عَشْرَةَ كَامٍ لَّهِ

ناظرین! یہ دس الہام بطور نمونہ درج کئے گئے ہیں۔ جو قطعاً غلط ثابت ہوئے۔ بہت سے

الہام فٹ بال کی طرح گول مول ہوتے تھے۔ جن کا سر نہ پیر۔ جہاں چاہو چپان کرو۔ اور

جو چاہو منعی لگا دو۔ مثلاً

مریبادوں کی حالت عموماً ایسی ہر ایسی کرتی ہے یہاں الہام کی کیا بات

نتیجہ نامعلوم۔

(۱۱) پہلے غشی پھر بیہوشی پھر موت۔

(۱۲) پچیس دن یا پچیس دن تک۔

نتیجہ تہذیب

(۳) ایک ہفتہ تک کوئی باقی نہ رہیگا۔

(۴) ایسی کسی ایشیہ

(۵) موت ۱۳ مارچ ۱۸۷۵ء کو

کچھ پتہ نہیں الہام گولائی میں مزرور کیا ہے۔

ماہی کی نسبت کیا۔ "نہیں معلوم ہی شعبان مراد ہے

یا کوئی اور شعبان۔ ۳۰ شعبان کو صاحب نے کما استحال

ہو گیا۔ ذہبت کھدیا۔ کہ الہام میں ۳۰ تہا یا ۳۱ یا

۳۰ ٹھیک یا دو تہیں۔

ان غلط اور چھوٹے الہاموں کا مرزا صاحب کی عبارت درتجلیات الہیہ ص ۲۶۰۲۵ مندرجہ بالا

سے مقابلہ کر کے مرزا صاحب کا احساس ہے کیا وہ ان الہاموں کو صحیح مانتے ہیں۔ اگر صحیح مانتے ہیں۔ تو یہ

غلط کیوں نکلے؟ اور اگر غلط مانتے ہیں۔ تو مرزا صاحب پر ان کا ایمان کیوں ہے؟ اور کیوں

بحکم آیت مندرجہ عنوان یہ چھوٹے الہامات القائے شیطانی نہیں سمجھ جاتے؟۔ اور ابن مسعود

کی طرح مرزا صاحب کو کیوں مدعی کا ذب تصور نہیں کیا جاتا؟

دوستو! ان الہامات کو دل کی آنکھوں سے دیکھو۔ اسیں کچھ شک نہیں۔ کہ جلت الیشی

یعنی ولیم۔ یعنی کسی چیز کی محبت آدمی کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔ جو اسکی برائیوں کو دیکھ اندھ

سن نہیں سکتا۔ لیکن سمجھہ کا مادہ اور قتل کا نور انسان کو اسی لئے عطا ہوتا ہے۔ کہ اندھا دھند

کام نہ کرے۔ خصوصاً دینی معاملات میں مولانا روم فرماتے ہیں

لے بسا ابلیس آدم روے ہست

پس بہر دستے نباید داد دست



چوتھی فصل

دس خفلا شریعہ کشف الہام

اصل دین آمد کلام اللہ معظم و اشتن
پس حدیث مصطفیٰ بر جاں کلام و اشتن

تمام سلف صالحین۔ اولیائے کرام و صلحائے عظام کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ الہام و کشف
حجت شرعی نہیں ہے۔ لینے الہام و کشف کو قرآن و حدیث پر پیش کرنا چاہیے۔ اگر موافق
شرعی ہو تو درست ہے ورنہ اسے رد کر دینا چاہیے۔ کیونکہ وہ وسوسہ شیطانی ہے۔ چنانچہ۔۔۔۔۔

(۱) ایک بار غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو شیطان نے
دھوکا دیا۔ اور ایک نورانی شکل میں متشکل ہو کر نظر آیا۔ اور آپ سے کہا۔ کہ تیری عبادت قبول
کیگئی۔ تکلیفات شرعی تجھ پر سے اٹھائی گئیں۔ اور بعض حرام چیزیں تیرے لئے حلال کی گئیں۔ نماز
سے ہی اب تجھے فراغت ہے۔ آپ نے فوراً سمجھ لیا۔ کہ یہ شیطان ہے۔ اور لا حول و پڑ کر اسے دفع
کیا۔ (طبقات کبریٰ امام شعرانی ص ۹۰) اہل مرزا صاحب نے بھی رسالہ فروزۃ الامام مثلاً پر اسکو نقل کیا ہے۔

(۲) علامہ سید محمد بن اہلیل فرماتے ہیں۔ کہ کشف و الہام احکام میں لائق استدلال نہیں۔

(۳) شیخ الاسلام ابن تیمیہ منہاج الاعتدال میں فرماتے ہیں۔ کہ کشف و الہام کا دین و احکام

میں کچھ اعتبار نہیں اور نہ لائق التفات ہے۔

(۴) محاسن الابراہیم لکھا ہے۔ کہ جو شخص یہ گمان کرے۔ کہ جو اہامات دل میں پیدا ہوں۔ ان

سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے استغنا کی جاتی ہے۔ وہ اشد کافروں میں سے ہے

غرض مطلب یہ ہے۔ کہ الہام و کشف جب تک کتاب و سنت کے موافق نہ ہو۔ لائق اعتبار نہیں۔

خو مرزا صاحب نے بھی اس اصول کو تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ آئینہ کمالات اسلام ص ۲۱ پر لکھتے ہیں کہ:-
 وَمَنْ تَقَوَّاهُ بِكَلِمَةٍ لَيْسَ لَهُ أَقْبَلُ مِنْهُ فِي الشَّرْعِ مُلْهِمًا كَانَ أَوْ مُجْتَهِدًا
 فِيهِ الشَّيْطَانُ مُسْتَلًا عِبْتَةً۔ یعنی جو شخص ایسی بات کہے جسکی شرع میں کوئی اہل نہ خواہ
 وہ شخص مہم یا مجتہد ہی کیوں نہ ہو۔ سمجھ لینا چاہیے۔ کہ شیطان اس سے کھیلتا ہے۔ آگے چلکر اس
 صفحہ پر لکھتے ہیں کہ:-

”اس پر علمائے اسلام۔ ہونیائے کرام۔ اور اولیائے عظام کا اتفاق ہے۔ کہ جو الہام و کشف
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق کے برخلاف ہو۔ وہ شیطانی القاف ہے۔“ لیکن مرزا صاحب کو اپنے
 الہامات و کشف کی محنت پر اتنا اعتبار اور دعوئے تھا۔ کہ ان میں شک و شبہ کی بالکل گنجائش
 نہیں دیکھتے تھے۔ چنانچہ عبارت مملوہ بالا سے آگے اسی صوفی پر لکھتے ہیں کہ:-

وَقَدْ كُشِفَ عَلَيَّ أَنَّهُ صَحِيحٌ خَالِصٌ مُوَافِقٌ الشَّرْعِ لَا مَرِيبَ فِيهِ وَلَا لَبْسَ لَا
 شَكَّ وَلَا شُبْهَ۔ یعنی مجھ پر یہ امر منکشف ہوا ہے۔ کہ میرے تمام الہام صحیح خالص اور موافق
 شریعت ہیں جن میں کسی شک و شبہ کو دخل نہیں ہے۔“

آپ کے الہام و کشف جیسے کچھ ہوتے تھے۔ اسے سب جانتے ہیں۔ کچھ نمونہ یہاں دیا جاتا ہے
 اس سے معلوم ہوا جائیگا کہ مرزا صاحب شریعت کو کیا سمجھتے تھے۔

۱) قرآن کریم میں عقیدہ انبیت (اللہ تعالیٰ کی اولاد) کی پورے دورے
 تردید فرمائی گئی ہے۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ اس زمانہ میں اس باطل اعتقاد کے معتقد تھے۔
 چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَخَفَتْنَ مِنْهُ تَتَشَقَّقُ الْأَرْضُ وَخَرَّتْ الْجِبَالُ هَذَا أَنْ
 دَعَوْا لِلْجَمَلِ وَلَهُ آءُ لِيْنِ قَرِيبٌ هِـ۔ کہ آسمان پھٹ جائیگی۔ زمین شق ہو جائے۔ اور پہاڑوں
 کے ٹکڑے اڑ جائیں جب کہ اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹا پکارا جاوے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ لَمْ يَخْجِ
 وَلَدًا سُبْحَانَهُ۔ یعنی اللہ تعالیٰ پاک ہے کسی کو بیٹا نہیں بناتا۔ البیہمی پڑھو سورہ اعراف

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الْقَدَمُ لَا يَلِدُ وَلَا يُولَدُ وَلَمْ يَلِكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ
 اللہ ایک ہے۔ پاک ہے۔ اس سے کسی کو نہیں جنم۔ اور نہ اسکو کسی نے جنم۔ اور نہ اسکا کوئی کفو ہونا ممکن
 ہے۔ وغیرہ۔ ان سب آیات میں توحید الہی کو نہ صرف اہمیت و ولایت سے بلکہ ابن اور ولد کو
 لفظ سہمی کا صاف کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ پہلی آیت میں لفظ دَعْوَا فرمایا ہے جس کے معنی صرف
 پکارنے اور کہنے کے ہیں۔ اعتقاد رکھنا شرط نہیں۔ اس سے ہی زیادہ تشریح اللہ تعالیٰ نے
 یوں فرمادی۔ کہ حضرت رسالتنا علیہ وسلم سے کفار کو کہلو اویا۔ کہ:-

قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَنِ وَكَذَّ فَاَنَا أَوَّلُ الْكَافِرِينَ۔ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم،
 ان کفار سے کہہ دو کہ اگر اللہ تعالیٰ کے بیٹا ہوتا تو پہلے میں اسکی عبادت کرتا۔

لیکن اس صاف اور مصفاً تسلیم کے خلاف مرزا صاحب کو حسب ذیل الہام ہوتے ہیں۔
 انت منی بمنزلہ ولدی (حقیقۃ الوحی ص ۸۶) انت منی بمنزلہ اولادی (الحکم اور میرزا صاحب ص ۱۲۱)
 اسمع ولدی (البشری جلد ۱ ص ۲۹)

ان ہر سہ الہامات میں مرزا صاحب نے ظاہر کیا ہے۔ کہ اللہ نے ان کو ولد و بیٹا (بکبر خواہ) نہیں
 کیا ہے لیکن نص قرآنی اس لفظ کے قطعاً خلاف ہے۔ اگر مرزائی اسکو استعارہ و مجاز سمجھتے ہیں۔ تو
 مرزا صاحب کم از کم سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے استعاری یا مجازی معبود تو
 ثابت ہوتے ہیں۔ جیسا کہ آیت قرآنی محول بالا سے واضح ہے۔ ایسا ہی مرزا صاحب توفیق مرام ص ۲۱
 پر لکھتے ہیں کہ:-

مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے۔ کہ اسکو استعارہ کے طور پر انبیت کے لفظ سے تعبیر
 کر سکتے ہیں۔ مرزا صاحب نے ابجد عیسائیوں کے باطل عقیدہ کی کیسی صاف تائید کی ہے۔ جو قرآن
 کریم کے بالکل خلاف ہے۔

(۲) الہام ہے۔ روڈرگو پال تیری ہما گیتا میں لکھی گئی ہے۔ اس
 الہام کی تشریح مرزا صاحب لیکچر سیکلٹ ۱۷ دسمبر ۱۹۰۱ء میں اسطرح کرتے ہیں کہ:-

ایسا ہی میں اسلام احمد، راہِ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں۔ جو ہندو مذہب کے تمام اولادوں میں بڑا تھا۔ یاوں کہنا چاہیے کہ حقیقت روحانی کی رُو سے میں وہی ہوں۔ یہ میرے قیاس سے نہیں بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے۔ اس نے یہ میرے پر ظاہر کیا۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخر زمانہ میں اسکا بیٹے کرشن کا بر وز لینے اوتار پیدا کرے۔ سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔

جب مرزا صاحب حقیقت روحانی کی رُو سے کرشن تھے۔ تو فروری اور لائی ہے۔ کہ ان کے عقائد بھی کرشنیہ ہی تھے۔ بروز کا مسئلہ بھی انہوں نے کرشن جی کی تسلیم سے ہی لیا ہے۔ کہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز بنتے ہیں۔ (حقیقت ادوی ص ۱۷) اور اپنا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود بتلاتے ہیں۔ (اشہار ایک غلطی کا ازالہ) کہیں حضرت مسیح علیہ السلام کے جسم کا اپنے جسم کے اندر حلول کر جانا بیان کرتے ہیں۔ (التبلیغ ص ۱۷۰) یہاں کرشن کہنا جی بن بیٹھے ہیں۔ یہ شلک متعلق بالاشلک اسلام کے سید ہے سادے اصولوں کی رُو کا قابل تسلیم ہے۔ کرشن جی جہاں راج ہندوؤں کے اعتقاد میں پریشور کا اوتار تھے۔ چنانچہ ان کو کرشن بھگوان کہا جاتا ہے۔ وہ تناخ کے قائل۔ قیامت کے منکر اور بہشت و دوزخ سے انکاری تھے۔ چنانچہ ان کی کتاب گیتا میں لکھا ہے۔

(الف) بقید تناخ کند داورش باو زع قالب در دل آردش
بتن آئے مہود در میر و ند بحسب سنگ خوک در میر و ند گیتا ترغیبی ص ۱۳۲

(ب) ایک قالب دوسرے قالب میں جانا کی گیتا۔ اشلوک ۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-۱۵۱۷-۱۵۱۸-۱۵۱۹-۱۵۲۰-۱۵۲۱-۱۵۲۲-۱۵۲۳-۱۵۲۴-۱۵۲۵-۱۵۲۶-۱۵۲۷-۱۵۲۸-۱۵۲۹-۱۵۳۰-۱۵۳۱-۱۵۳۲-۱۵۳۳-۱۵۳۴-۱۵۳۵-۱۵۳۶-۱۵۳۷-۱۵۳۸-۱۵۳۹-۱۵۴۰-۱۵۴۱-۱۵۴۲-۱۵۴۳-۱۵۴۴-۱۵۴۵-۱۵۴۶-۱۵۴۷-۱۵۴۸-۱۵۴۹-

میرے وجود میں سوائے نور محمد کے کچھ نہیں۔ حقیقتہً الٰہی مکتبہ ایسے ہی ان کے یہ الہام ہیں
 تو ہے آریوں کا بادشاہ۔ حقیقتہً الٰہی مکتبہ ۱۸ برہمن اوتار سے مقابلہ اچھا نہیں۔
 حقیقتہً الٰہی مکتبہ ۱۹ کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کے لئے شایاں ہے کہ قرآن وحدیث
 کو چھوڑ کر اور اسلام کے چشمہ صافی سے منہ موڑ کر مشرکوں اور بت پرستوں کے پیچھے چھ
 جوتیاں چٹختا پھرے۔ اور مگر شریف کو چھوڑ کر مستحق جی کا رخ کرے۔

ترسم نہ زسی بلعجبہ اسے تا تار سی
 کایں راہ۔ کہ تو میری کفرستان است

ان باطل الہاموں سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مرزا صاحب اسلام اور اسکی تعلیم پر کامل ایمان نہیں رکھتے
 (۳) اے محمد ﷺ اللہ من۔ عرشہ و مہشی الیہ۔ ترجمہ۔ خدا عرش
 پر ہے تیری حمد کرتا ہے۔ اور تیری طرف آتا ہے۔ (الہام مندرجہ انجام آتھم مکتبہ)

قرآن مجید کی پہلی آیت ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ (مب تریفیں اللہ
 کے ہی لئے سزاوار ہیں۔ جو جہانوں کو پالنے والا ہے) اور سرساز انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے۔ فَتَبَّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ لَیْسَ (اپنے خدا کی حمد کر،

کیا مرزا صاحب کے الہام سے بموجب آیات قرآنی اللہ تعالیٰ کا مقابلہ اور اشرف المخلوقات
 وخیر البشر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک تصور نہیں؟ اور کیا خدا سے اپنی حمد
 کر اگر مرزا صاحب نے مرتج طور پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی فضیلت کا
 اظہار نہیں کیا؟

(۴) اَخْتَرْتُكَ لِنَفْسِی الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ مَعًا کَمَا هُوَ مَعِی۔ (الہام مندرجہ حقیقتہً
 ۱۵) یعنی میں نے تجھے اپنے نفس کیلئے پسند کیا۔ زمین واسماں تیرے ساتھ ہیں جیسا کہ وہ میرے ساتھ ہیں۔

۱۶ مرزا صاحب اپنے آپ کو تاتاری نسل بتاتے ہیں۔

۱۷ مرزا صاحب کے علم کی غلطی والی لفظ حق سے ظاہر ہوتی ہے۔ یہاں ہما چاہیے۔

مرزائی ایسے الہامات کو مشابہات کہہ کر چھٹا چھڑا جاتا کرتے ہیں۔ مگر ہم دہشتے ہیں کہ مشابہات کے یہ معنی کس سے کئے ہیں کہ وہ اصول اسلام کے مخالف ہوتے ہیں۔ مرزا صاحب تو قرآن شریف کو شریعت سے دوبارہ لاکر اس کے اسرار و رموز منکشف کرنے کے مدعی تھے مگر بجائے انکشاف کے لوگوں کو اور بھی مکر میں ڈال دیا۔ اور یہ چند الہام تو بطور نمونہ ازخود اسے درج کئے گئے ہیں۔ ورنہ اس قسم کے اور بیسیوں الہام ہیں۔ مثلاً:-

میں منشی کستوری نے اسے مرزا (میرا بہید میرا بھید ہے) ظہور مانت ظہور رہی
(میرا ظہور میرا ظہور ہے) لولاک لما خلقت الافلاک (اگر تو نہ ہوتا۔ تو میں آسمانوں کو پیدا کرتا)

جس سے تو راضی اس سے خدا راضی۔ جس سے تو ناخوش اس سے خدا ناخوش۔ رہا سلطان علی اللہ
(اے اللہ مجھے دوزخ کا اختیار دیدے) وغیرہ وغیرہ۔

یہ معمولی تعلیمات۔ یہ بیہودہ شینیاں اور یہ نفول بڑائیاں۔ نبی مسموم حضرت محمد مصطفیٰ
احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی سچے متبع کے منہ سے ہرگز نہیں نکل سکتیں۔ جنکو اللہ شد
تعالیٰ نے حکم دیکر ان سے کہلوایا تھا۔

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ وَاحِدٌ كَلِمَةً
کہہ دے کہ میں تو تمہارے ہی جیسا ایک بشر ہوں۔ ہاں! بھپور وحی نازل ہوئی ہے کہ تمہارا
معبود ایک ہی ہے اگر

اس مضمون کو سولانا حالی مرحوم نے اس طرح نظم کیا ہے۔
نصارت نے منہ جی طرح کھلایا ہو ہو کا کہ سمجھ ہیں عینی کو بیٹا خدا کا
مجھے تم سمجھنا نہ زہبہ را ایسا میری حد سے رتبہ بڑھانا نہ میسر
مجھے تم پہ ہے مرف اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہوں اسکا اور اپنی بھی
اسی مضمون کو ایک اور صاحب اس طرح ادا کرتے ہیں۔

مری قبر کو تم نہ مسجد بنانا نہ تربت پہ میرے کبھی سر جھکانا
مری منزلت سے نہ جھکو بڑانا خدا سے نہ ہرگز کہیں جا بھڑانا
کہ حجبہ میں نہیں کوئی شانِ خدائی
بشر ہوں تمہاری طرح ایک میں بھی

مجھے تمپ ہے صرف اتنی عزیت کہ بخشی خدائے ہے جھکو رالت
دکھاتا ہوں لوگوں کو شیعہ ہدایت مٹاتا ہوں دنیا سے آثارِ ظلمت

عرب اور ہم کو میں سمجھا رہا ہوں ؟

پیامِ خدا سب کو پہنچا رہا ہوں ؟

منہاجِ نبوت کی رُو سے مرزا صاحب کو صادق ماننے والے مرزا ایوب !

ذرا ایمان سے کہنا۔ کہ کسی نبی کو اس قسم کے الہام ہوئے ہیں۔ ہاں جوابِ قرآن و حدیث سے ہو۔ کہیں کرشن جی کی گیتا کو نہ لے بیٹھنا !۔

(۹) مرزا صاحب حقیقتِ روحانی کی رُو سے چونکہ کرشن ہونے کے مدعی تھے

جیسا کہ صفحہ ہذا میں مذکور ہوا۔ اور کرشن جی کی گیتا میں لکھا ہے کہ۔

من از ہر سہ عالم جدا گشتہ ام

(گیتا نہ جونیف)

تہی گشتہ از خو و خدا گشتہ ام

اسلئے کرشن جی کی کرپا سے مرزا صاحب نے بھی خدائی کا دعوئے کر ہی دیا

چنانچہ لکھتے ہیں کہ۔

(الف) میں نے ایک کشف میں دیکھا۔ کہ خود خدا ہوں۔ اور یقین کیا۔ کہ وہی ہوں

(کتاب البریہ ص ۷۸)

(ب) خدا ازل سے میرے وجود میں داخل ہو گیا۔ اور میرا

غضب میرا علم اور تعجب و شیرینی و حرکت و سکون سب اُسی

اسی کا ہو گیا۔ اور اسی حالت میں ہیں یوں کہ رہتا تھا۔ کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب و تفریق نہ تھی۔ (خدا کے کاذب جو ہوئے! من مولف) پھر میں نے مشتائے حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی۔ اور میں دیکھتا تھا۔ کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا۔ اور کہا۔ انا زینا السماء الدنیا بمصابیح۔ پھر میں نے کہا۔ ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کرینگے یا آئینہ کمالات اسلام ۵۶۵-۵۶۵

معاذ اللہ من ہذا العذبات

عبارت مندرجہ بالا کسی شرح کی محتاج نہیں۔ اگر مرزا صاحب اس کشف کو شیطانی مان لیتے تو کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ مگر وہ تو اس کو روحانی مان کر متعدد کتابوں میں ذکر کرتے ہیں۔ اور باطل اور رکیک تاویلوں سے کام لیتے ہیں۔ فرعون نے بھی تو انا ربکم الاعلیٰ ہی کہا تھا جسکی جبر سے کافر اور مردود ہوا۔ پھر مرزا صاحب اور فرعون میں کیا تفاوت ہے۔

(۱) درخشن منۃ و حقیقتہ الوحی منۃ میں ایک کشف یا خواب کا یونہی ذکر کرتے ہیں۔ کہ اس ایک دفعہ تمثیلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی۔ اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی چیزیں لکھیں۔ جبکہ یہ مطلب تھا۔ کہ ایسے ایسے واقعات ہونے چاہییں۔ تب میں نے وہ کاغذات دستخط کرانے کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بنیر کسی تامل کے سرخی کے قلم سے اس پر دستخط کئے۔ اور دستخط کرتے وقت قلم کو چھڑکا جیسا کہ قلم پرز یا سیاہی آجاتی ہے۔ تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں۔ اور پھر دستخط کر دیتے۔ اور میرے پر اس

۱۵۔ جب مرزا صاحب اس طرح سے خدا میں فنا ہو چکے تھے۔ تو پھر بار بار میں کہاں آگئی۔ ۱۶۔ آپ تو خدا میں فنا ہو چکے تھے۔ اور علیحدہ وجود نہ تھے۔ پھر اپنی منشاء سے کیوں کام نہ کیا۔ اگر اللہ کی منشاء سے ترتیب و تفریق کی تو آپ اس وقت کون تھے۔ نائب خدا یا کچھ اور یہ اور خدا تو آپ کے وجود میں داخل ہو چکا تھا۔ اس لئے آپ کا اور اسکا منشاء ایک ہی ہونا چاہیے تھا۔ لہذا اس جگہ لفظ منشاء سے حق بے منی ظہر نہ ہے۔

وقت نہایت رقت کا عالم تھا۔ اس خیال سے کہ کس قدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل اور کرم ہے۔ کہ جو کچھ میں نے چاہا۔ بلا توقف اللہ تعالیٰ نے اس پر دستخط کر دیئے۔ اور اسی وقت میری آنکھ کھل گئی۔ اور اس وقت میاں عبداللہ سنودی مسجد کے حجرے میں میرے پیروں پر رہا تھا۔ کہ اس کے دوہر وغیب سے سرفی کے قطرے میرے کرتے اور انکی ٹوپی پر بھی گرے اور عجیب بات یہ ہے۔ کہ اس سرفی کے قطرے گرنے اور تسلیم کے جھاڑنے کا ایک ہی وقت تھا۔ ایک سپینڈ کا بھی فرق نہ تھا۔ ایک غیر آدمی اس راز کو نہیں سمجھ گا۔ اور شک کرے گا۔ کیونکہ اسکو ایک خواب کا معاملہ محسوس ہو گا۔ مگر جسکو روحانی امور کا علم ہو۔ وہ اس میں شک نہیں کر سکتا۔ اس بطرح خدا نیت سے ہمت کو سکنا ہے۔ غرض میں نے یہ سارا قصہ عبداللہ کو سنایا۔ اور اس وقت میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ عبداللہ جو ایک رویت کا گواہ ہے۔ اس پر بہت اثر ہوا۔ اور اس نے میرا کرتہ بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا۔ جواب تک اس کے پاس موجود رہے۔ اس کشف سے کئی باتیں ظاہر ہوئیں۔

الف: اللہ تعالیٰ کا جسم۔ جو میز۔ کرسی یا گاؤں کی گھڑی کی گھڑی کا کام کر رہا تھا
ب: اس طرح روشنائی کا وجود۔ جو کچھ دل پر گری ہوئی اب تک موجود ہے۔

ج: مرزا صاحب کی شیخی اور تعلیٰ۔ کہ خدا محض ایک کبھتہ تپکی کی طرح مرزا صاحب کے منشاء کے مطابق کام کرتا ہے۔ اور مرزا صاحب جو چاہیں۔ اس سے کر سکتے ہیں۔ اس سے مریدوں پر تو خوب رعب جا چکا ہے۔ مرزا صاحب کے خدا کا کسی ان ٹرینڈ (ناواقفکار) افسر کی طرح منشی کے کچے ہوئے حکم پر محض دستخط کر دینا۔

د: مرزا صاحب کے خدا کی کہنے کے طریقے سے ناواقفیت کہ قلم کو سیاہی بخانی بھی نہیں آئی۔ اور زیادہ سیاہی لگا کر ناحق خواب کی۔

ه: مرزا صاحب کے خدا کی مینائی کا فتور۔ کہ پاس بیٹھے آدمیوں کو سرفی سے رنگ دیا۔

سلمانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بوقت نزول فرما چادروں میں ملبوس ہو گئے۔ اس پر مرزا صاحب پستیال اڑایا کرتے تھے۔ (باقی صفحہ ۵۳ پر دیکھو)

لاحول ولا قوة الا بالله تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ

مرزا ایمو! اس فصل کو پھر پڑھو۔ اور آئینہ کمالات اسلام کی مٹا دالی
عبادت سے مقابہ کر کے عقل سلیم اور نور ایمان سے فتوے طلب کرو۔ کہ اگر یہ
الہامات و کشف شیطانی نہیں ہیں۔ تو پھر شیطانی الہام اور کشف کیسے ہوتے
ہیں؟ خدا آپ کو ہدایت نصیب کرے۔ آمین۔

ایک ہزار روپیہ انعام
اوس شخص کو دیا جائے گا

جو طبیب حاذق جناب حکیم ڈاکٹر و جرحی افغا صاحب بٹلی لکچ یونانی لیم بی۔ ہومیو ساقی معالج خاندانی
شاہی سرحدو بہار بنگال بڑودہ کی تصنیف کردہ کتاب الجبرات کو غلط یا اس کے نسخہ جات کو فغول ثابت
کرے۔ اس کتاب میں بہترین بحرات لکھے گئے ہیں۔ اور ہر مرض کی تشریح واضح طور پر کی گئی ہے۔ حجم تقریباً
ڈیڑھ سو صفحہ کی قیمت دو روپے پسند شانے پر واپسی کی شرط ہے۔

منگانی کا پتہ :- میجر شاہی مطب ٹیپالہ پنجاب

بقایا نوٹ صفحہ ۵۲ ملاحظہ ہو

کہ وہ چادریں کس کارخانہ میں بنی ہوئی ہیں؟ رنگ کہاں سے رنگا گیا ہوگا؟ وغیرہ وغیرہ۔ مگر ان کے
اس کشف نے ثابت کر دیا کہ اللہ میاں کے یہاں کوئی بساطی کی دوکان ہی ہے۔ جہاں سے کاغذ
قلم۔ دوات۔ سیاہی سرخی وغیرہ جمیا کی جاتی ہے۔ جو مرزائی اپنے پیر کی تقلید میں مسلمانوں پر عزائم
کرتے ہیں۔ انہیں واضح رہے۔ کہ جہاں سے مرزا صاحب سرخ روشنائی اور قلم دوات
دستخط کرنے کو لے گئے تھے۔ وہیں سے ان چادروں کے لئے رنگ بھی مل جائے
گا۔ انہیں ناواقف فکر ہے۔

پانچویں فصل

مثل اختلاف سائیل

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِیْهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا
 یعنی یہ کلام اگر اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت سے اختلاف پائے جاتے (قرآن شریف)
 ہے مگر سخن ساز بھی دنیا میں عجیب چیز ہے پاؤ گے کہ کسی فن میں کہیں بند نہ ہو
 موجود سخن گو ہیں جہاں ان میں طبعیت ہے اور جہاں ہے بن آپا ہیوں میں سخن کو
 دو نویں کوئی نہ تو آپس میں شب کچھ پیر پہنچ ہیں خبوت کہ موجود ہو دو

آیہ دانی ہدایہ مندرجہ عنوان میں اللہ تعالیٰ نے سچے اور جھوٹے مدعیان الہام کی شناخت
 کا ایک عظیم الشان معیار بتایا ہے۔ اور ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص مدعی الہام ہو
 اور اپنے کام اور اپنے کلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیان کرتا ہو۔ مگر دراصل وہ جھوٹا
 ہو۔ تو ضروری ہے کہ اس کے اقوال میں بہت کچھ اختلاف پائے جائیں گے۔ چنانچہ
 اس تیرہ سو برس کے عرصہ میں ایسے بہت لوگ گزرے ہیں جنہوں نے جھوٹے دعوے
 کئے۔ اور جھوٹے الہام سنائے۔ لیکن سنت الہی کے مطابق۔ بعض جلد اور بعض کچھ عارضی
 فروغ کے بعد انجام کار خائب و خاسر اس جہاں سے رخصت ہوئے۔ ایسے چند مدعیان
 کاذب کا حال فصل اول میں مذکور ہو چکا ہے۔

مترجم صاحب کی تصانیف کو دیکھو۔ اور ان کے اقوال پر ایک سطحی نظر ڈالو۔ تو بظاہر

کسی قدر خوشنام اور خوش آئند معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن جن لوگوں کو استدلال نے نور بصیرت سے بہرہ ور فرمایا ہے۔ انہوں نے اس مصنوعی سوئے کو حق کی کسوٹی پر رکھ کر صدق و کذب میں فرق دکھلادیا جس سے وہ نہ صرف خود ہی اس فتنہ سے بچے۔ بلکہ خلق اللہ کو ہدایت کا راستہ دکھا کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوئے۔ ﴿جزا اللہم للہ حسن الجواد﴾

مرزا صاحب کی تصانیف و تالیفات کا ایک خاص پہلو یہ ہے۔ کہ وہ ہمیشہ وقت اور موقع کی مناسبت دیکھ کر لکھتے اور کہتے رہتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں بہت اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اور اختلافات یہی معمولی نہیں۔ بلکہ اصولی۔ اس سخن آرائی کی بدولت مرزا صاحب کی حالت اس ضرب المثل کی مصداق بنتی ہے کہ۔

”پیش ملا طیب۔ پیش طیب ملا۔ پیش ہر دو بیچ۔ پیش بیچ ہر دو“

دجس کا اردو ترجمہ عنوان میں تحریر ہو چکا ہے۔

پس جب ان کی حالت یہ ہے۔ اور قرآنی کسوٹی ہمارے ہاتھ میں ہے۔ تو صبر کیا وجہ ہو کہ مرزا صاحب کی تسلیم کو بھی دوسرے کا ذی مدعیان الہام و رسالت کی طرح کذب نہ کہا جائے اس بارہ میں مرزا صاحب کے ساتھ اگر حسب قول ان کے حسن ظن وغیرہ کی بنیاد پر کوئی نرمی کا سلوک کیا جاسکتا ہے تو پھر گزشتہ کذابوں کو کیوں اس حسن ظن سے محروم رکھا جائے

بہر حال اسکا فیصلہ ہم ناظرین پر چھوڑتے ہیں۔ اور مرزا صاحب کی تصانیف و الہامات کے بے شمار اختلافات میں سے کتاب ہذا کی مناسبت کے لحاظ سے صرف دو اختلاف بیانیاں درج کرتے ہیں۔ اور میرزائی صاحبان کو چیلنج دیتے ہیں۔ کہ وہ ان اختلافات میں تطبیق کر کے دکھلادیں۔ اور اگر ایسا نہ کر سکیں۔ تو نص قرآنی کو مد نظر رکھ کر اور نور ایمان سے اس پر غور کر کے فیصلہ کریں۔ کہ ایسی حالت میں انہیں کیا کرنا چاہیے۔

(۱) **دعوائے محدثیت و نبوت کا نفی اثبات۔**

(الف) مرزا صاحب سے سوال ہوا۔ کہ آپ نے فتح اسلام میں دعوائے نبوت کیا ہی

جواب دیا کہ ثبوت کا دعویٰ نہیں۔ بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۴۲۱)

(ب) تو فیض مرام میں بھی جو اہل اہمی کتاب ہے۔ اپنا محدث ہونا ہی درج کیا ہے۔

برخلاف اس کے

جب بنی بننے کی ضرورت پڑی۔ تو مذکورہ بالا تحریروں کو بھلا کر لکھتے ہیں۔ کہ:-
(ج) اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا بنی کا نام نہیں رکھتا۔ تو پھر بتلاؤ کہ کس نام سے اسکو پکارا جاوے۔ اگر کہو کہ اسکا نام محدث رکھنا چاہیے تو میں کہتا ہوں۔ کہ محدث کے معنی لغت کی کسی کتاب میں اظہار غیب نہیں۔ (اشہار یک غلطی کا ازالہ)
حوالہ الف میں محدثیت کا اقرار ہے۔ اور نبوت کا انکار مگر حوالہ ج میں نبوت کا دعویٰ ہے۔ اور محدثیت سے انکار۔ پس بقول خود آپ محدث ہیں۔ نہ بنی۔

(۲) متعلق کفر و اسلام محمدیاں۔ عبارات ذیل قابل غور ہیں۔

(الف) یہ تکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے۔ کہ اپنے دعویٰ سے انکار کرنے والے کو

کا فر کہنا۔ ان نبیوں کی شان ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ کا ہیں لیکن صاحب شریعت کے سوائے جسقدر ملہم اور محدث ہیں۔ خواہ وہ کیسے ہی جبابہ الہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں۔ اور خلعت مکالمہ الہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار کو کوئی کافر نہیں بن جاتا۔ (لتریاق القلوب عاشیرہ ص ۱۳)

(ب) جو شخص ایک بنی علیہ السلام کا متبع ہے۔ اور اس کے فرمودہ اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے۔ اسکی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی سناہی ہے کیونکہ انبیاء اسلئے آتے ہیں۔ کہ تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں۔ اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کرائیں۔ بعض احکام کو منسوخ کریں۔ اور بعض نئے احکام لا دیں۔ لیکن اسجگہ تو ایسے انقلاب کا دعویٰ نہیں۔ وہی اسلام ہے۔ جو پہلے تھا۔ وہی نمازیں ہیں

جو پہلے تھیں۔ اس دین میں سے کوئی بات چھوڑنی نہیں پڑی جس سے استدرجیرانی ہو۔
 مسیح موعود کا دعویٰ اس حالت میں گراں اور قابل امتیاز ہوتا کہ جبکہ اس کے ساتھ
 نعوذ باللہ کوئی دین کے احکام کی کمی بیشی ہوتی۔ اور ہماری عملی حالت دوسرے مسلمانوں سے
 کچھ فرق رکھتی ہے (آئندہ کمالات اسلام ص ۳۲۹)

مذکورہ بالا زمیوں کو دیکھو۔ جو ایک نئے دوکاندار کیلئے لازمی
 ہوتی ہیں۔ بعد میں جب ذرا دوکان جمی اور خریداروں کی
 تعداد بڑھی۔ پھر تو وہ گرم مزاجیاں ہوئیں جو دیکھنے کا قابل
 ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ:-

(ج)۔ جو شخص تیری پیروی نہ کرے گا۔ اور بیعت میں داخل نہ ہوگا۔ اور تیرا مخالف
 رہیگا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور چھینٹی ہے (الہام مندرجہ مبارک لاخیر مٹ)
 (د)۔ خطاب یہ علمائے انجمن حمایت اسلام لاہور: تم میرے منکر ہو۔ تمہاری دعائیں
 طاعون کے بارہ میں قبول نہ ہونگی۔ کیونکہ تمہارے حسب حال استغاثی فرماتا ہے۔ وما
 دعاء الکافرین الا فی ضلال (دافع البلاء مطبوع اپریل ۱۹۰۲ء)

(ه)۔ لعنہ اللہ علی من تخلف عنا وابی (مذاکی لنت ہو اس پر جو ہمارا
 خلاف یا انکار کرے) (خطبہام پیر محمد عیشا ۲۰ جولائی ۱۹۰۶ء)

(و)۔ قطع دابر القوم الذین لا یؤمنون۔ لینے۔ جو قوم مرزا پر ایمان نہ
 لائے گی۔ اہل بڑ بیا دکاٹ دی جاوے گی (الہام مندرجہ بدر ۱۹ جنوری ۱۹۰۶ء)

(ز)۔ مرزا کا الہام نص مرتع ہے۔ اور نص مرتع کا منکر کافر ہے۔ (الحکم ۲۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء)
 آج جو دہویں صدی کے سر پر استغاثی کا رسول اسکی طرف سے خلعت کے لئے رحمت اور برکت
 ہے۔ ہاں جو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کو نہ مانے گا وہ جہنم میں اور جا کر لے گا۔ (احوال النبی)

لہٰذا یہ فرق ہی آگے بیان ہوتا ہے۔ جو اپنے خود ہی تجویز کیا۔

(رح) خدا نے میرے پر ایمان لانے کیلئے تاکید کی ہے۔ میرا دشمن جہنمی ہے اور انجیل کا نام ہے
(ط) تم پر حرام اور قطعی حرام ہے۔ کہ کسی کفر۔ کذب یا ترو کے پیچھے نماز پڑھو۔ (ابن
مسعود و سیرت ۱۹ ص ۲۸)

(دی) بہر حال خدا نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جب کو میری دعوت پہنچتی ہے۔ اور
اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں۔ اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔
مرزا صاحب کا خط مندرجہ الذکر الحکیم ص ۲۳)

(ک) اسم اوسم مبارک بن مریم ہے ہند آن غلام احمد امت و میرزا کے قادیان
گر کے آردشکے دشان آوآں کافر امت جائے ادا شد جہنم بے شک ریجے گماں
(خلیفہ اول مولوی نور الدین۔ الحکم، اراگست ۱۹۱۰ء)

(ل) مرزا صاحب یسح موعود ہیں۔ ان کا منکر کافر ہے۔ دینیز، مرزا صاحب رسول
ہیں۔ ان کا منکر کافر ہے۔ تقریر مولوی نور الدین مقام لاہور احمدیہ بلڈنگس،

تفسیر احوالہ جات الف و ب کو پھر پڑھیں۔ اور اس کے بعد ان میں
الہامات و اقوال پر غور کریں۔ کیا یہ دونوں باتیں ایک ہی شخص سے نکلی ہیں؟ ہرگز نہیں!
آخری دو حوالہ جات مرزا صاحب کی تعلیم کے نتائج کو ظاہر کرتے ہیں۔ جو ان کی امت نے
اختلاف کئے تھے۔ بلکہ مولوی نور الدین صاحب نے ایک جگہ تو بالکل ایک رخصہ فیصلہ کر دیا تھا۔
کہ۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اعلان کرتا ہوں۔ کہ میں مرزا صاحب کے تمام دعویٰ
کو دل سے مانتا اور یقین کرتا ہوں۔ اور ان کے مقصدات کو مدارجات ماننا میرا ایمان ہے
(دبر ۲۰۔ مئی ۱۹۱۰ء)

خلیفہ موجودہ مرزا محمود احمد صاحب خلف مرزا غلام احمد صاحب تو بمستقضاے پدید
اگر تو انداز پر تمام کند۔ بالکل صاف لفظوں میں فیصلہ کر دیا۔ کہ مرزائیوں کے سوائے
دنیا بھر کے سب مسلمان خواہ ان کو مرزا صاحب کی خبر ہوئی یا نہیں۔ سب کافر ہیں۔ دیکھو

تشخیص الاذیان اپریل ۱۹۱۱ء ۱۳۹۰ھ و انوار خلافت ص ۹

گویا قرآن شریف اور توحید و رسالت کو جو ۱۳۰۰ برس سے مسلمانوں نے مدارِ نبوات طہیرہ رکھا ہے۔ اور وہ اسلام جیسے سوادِ عظیم کا عمل و آمد ہے۔ کوئی چیز نہیں تا وقتیکہ اس کے ساتھ مرزا اور اس کی مہفوات کو نہ مانا جاوے۔ بہر حال مرزا صاحب کے پہلے اور پچھلے اقوال میں زمین آسمان کا اختلاف ہے۔

۳۱ ختم نبوت کے متعلق آپ کا پہلے جو عقیدہ تھا۔ وہ حوالہ جات ذیل سے ظاہر ہے (۱) بختم المرسلین میں کسی دوسرے مٹی رسالت و نبوت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ وہی رسالت حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوئی۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی (۲) اشتہار ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۰ء مقامِ مدنی

۳۲ مجھے کب جائز ہے۔ کہ نبوت کا دعوئے کر کے اسلام سے خارج ہو کر کافروں کی جماعت میں جا ملوں یہ (رحمۃ البشریٰ عربی و اردو مطبوعہ ۱۳۱۲ھ)

لیکن۔ بعد میں نبی بننے کے لئے عجیب عجیب رنگ نکل۔ بروز منظرِ پیش و غیرہ کے اختیار کئے۔ اور بالآخر صاف لکھ دیا۔ کہ۔

ہمارا مذہب تو یہ ہے۔ کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو۔ وہ مردہ ہے۔

یہودیوں۔ عیسائیوں۔ ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان میں کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا یہی یہی حال ہوتا تو پھر ہم ہی قصہ گو شاعر۔ کس لئے اسکو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں۔ ہم پر کئی سال سے وحی نازل ہو رہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں۔ اس لئے ہم نبی ہیں۔ امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہیئے۔ (بدوہ راج ۱۹۰۸ء)

۴۷ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ۔

(الف) اس بات کو عقل قبول کرتی ہے۔ کہ انہوں نے (جواریوں نے) فقط خداست مکتا

کلنک اپنے منہ پر سے اتارنے کی غرض سے فردر یہ جیلہ بازی کی ہوگی۔ کہ رات کے وقت جیسا کہ ان پر الزام لگاتا تھا۔ یسوع کی نعش کو اسکی قبر میں سے نکال کر کسی دوسری قبر میں رکھ دیا ہوگا اور پھر سب مثل مشہور کہ : خواجہ کا گواہ ڈوڈو۔ کہ دیا ہوگا۔ کہ جیسا تم درخواست کرتے تھے یسوع زندہ ہو گیا (ست بچن منٹ) (بقول مرزا صاحب) یہ قبر یروشلم میں ہے۔ جہاں حضرت یسوع مسیح کو صلیب ہوئی۔

(ب) یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا۔ پھر زندہ ہو گیا۔ (ازالہ اوہم مطبوعہ بارودم ۱۹۵۷ء)

(دج) ہاں بلا و شام میں حضرت عیسیٰ کی قبر کی پرستش ہوتی ہے۔ اور مقررہ تاریخوں پر ہزارہا عیسائی سال بہ سال اس قبر پر جمع ہوتے ہیں۔ ست بچن ماشیہ منٹ ۱۹۵۷ء

(د) اور حضرت مسیح اپنے ملک سے نکل گئے۔ اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ کشمیر میں جا کر وفات پائی۔ اور اب تک کشمیر میں ان کی قبر موجود ہے (ست بچن ماشیہ منٹ ۱۹۵۷ء) اب ناظرین ہر چار اقوال پر غور کر کے خود ہی نتیجہ نکال لیں۔ کہ مرزا صاحب کی کونسی بات کو سچ مانا جائے۔ پہلے مسیح کی قبر یروشلم میں بتلائے ہیں۔ پھر ان کے اپنے وطن گلیل میں۔ پھر بلا و شام میں۔ اور پھر ان تینوں مقامات کو چھوڑ کر سرینگر کشمیر میں۔

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام چار جگہ مرے؟ اور چار مقامات پر مدفون ہوئے؟ یہ مختلف باتیں الہامی دماغ سے منسوب ہو سکتی ہیں۔ یا عقل و دماغ سے؟

(۵) مدت صلیب حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

(الف) ازالہ اوہم ۱۹۵۷ء میں تین گھنٹہ لکھی ہے۔ مگر۔

(ب) ازالہ اوہم ۱۹۵۷ء میں دو گھنٹہ سے بھی کم۔ اور۔

(ج) ازالہ اوہم ۱۹۵۷ء پر چند منٹ ہی درج ہے۔

ایک ہی کتاب ہے جس میں یہ تین مختلف اوقات درج ہیں۔ اور کتاب بھی الہامی ہی

اور دعویٰ یہ ہے کہ مرزا صاحب سلطان القسم ہے۔

(۶) نزول حضرت مسیح علیہ السلام۔

الف) هُوَ الَّذِي اَنْزَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهَدٰى وَجِيْهِ اُنْحٰى لِیُظْهِرَ عَلٰی
الدِّیْنِ کَلِمَۃً۔

یہ آیت جہانی اور سیامت مکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ دین کاملہ اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ ظہور میں آئیگا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشہیف لائیں گے۔ تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقعات میں پھیل جاوے گی (براہین احمدیہ ص ۲۹۸)

(ب) مسیح کی وفات اس کے عدم نزول اور اپنے مسیح ہونے کے الہام کو میں نے دس سال تک ملتوی رکھا۔ بلکہ اسکو رد کر دیا۔ اور حکم واضح اور مزاح کا منتظر رہا۔ (احسانہ بشری ص ۱۸۷) (رج) میرا یہ دعویٰ نہیں کہ دمشق میں کوئی مثیل مسیح پیدا نہ ہوگا۔ ممکن ہے۔ کسی آئندہ زمانہ میں خاص کر دمشق میں ہی کوئی مثیل مسیح پیدا ہو جائے۔ میں نے صرف مثیل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ختم ہو گیا۔ بلکہ ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار مثیل مسیح آجائیں۔ (ازالہ مضلہ ص ۱۹۹-۲۰۰)

(ج) بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح ہی آجائے جس پر سرخیوں کے بغیر ہر الفاظ صادق آسکیں۔ کیونکہ یہ عاجز اس دنیا میں حکومت و بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا۔ اور نبی اور غربت کے لباس میں آیا ہے۔ اور جبکہ یہ حال ہے۔ تو علماء کے لئے اشکال ہی کیا ہے۔ ممکن ہے۔ کسی وقت ان کی مراد ہی پوری ہو جاوے (ازالہ اذہام صفحہ ۲)

جب یہ بات ہے تو پھر اپنے زمانے والوں پر جبکہ جگہ بے فائدہ زہر کیوں اگلا ہے (ملاحظہ ہو اسی فصل کا ۷ فقرہ ج ۱)۔ اور مولوی نور الدین کا فتویٰ کہ بطرح موسوی مسیح کا منکر کافر ہے اسی طرح محمدی مسیح کا منکر کافر ہے۔ اس کو سارا مرزائی گو کہ دھندلے ہو جاتا ہے

(۷) ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب نے ایک تفسیر لکھی تھی۔ جس کا نام تھا **تفسیر القرآن بالقرآن**۔ مرزا صاحب نے اس کی نسبت پہلے اپنی یہ رائے شائع کی کہ:-

”نہایت عمدہ ہے۔ شیریں بیان ہے۔ نکات قرآنی خوب بیان کئے ہیں۔ دل کو نکلی اور دلوں پر اثر کرنے والی ہے“

لیکن جب ڈاکٹر صاحب نے مرزا صاحب کو جھوٹا سمجھ کر سلسلہ ابرادت توڑ دیا۔ تو اس تفسیر کی نسبت اخبار بدرمختصر، مارجون ۱۹۱۸ء میں لکھا کہ:-

ڈاکٹر عبدالحکیم کا قلوبے معجم ہوتا۔ تو وہ کبھی تفسیر لکھنے کا نام نہ لیتا۔ کیونکہ وہ اسکا اہل نہیں ہے۔ اسکی تفسیر میں ایک ذرہ روحانیت نہیں۔ اور نہ ظاہری علم کا کچھ حصہ ہے۔

اس اخبار کے صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں کہ:- میں نے اسکی تفسیر کو کبھی نہیں پڑھا۔ اگر کبھی نہیں پڑھا۔ تو پہلی اور پچھلی رائے کس طرح قائم کر دی۔ غرض تینوں باتیں ایک دوسری کے خلاف ہیں۔

(۸) **حضرت یح علیہ السلام کے متعلق**۔ مرزا صاحب کی جو روش تھی وہ ان کے حسب ذیل متضاد اقوال سے ظاہر ہے۔

(الف) ”اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں۔ کہ ابن مریم آخری خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ اور میں آخری خلیفہ اس بنی کا ہوں۔ جو خیر الرسل ہے۔ اس لئے خدا نے چاہا کہ مجھے اس سے کم نہ رکھے“ (حقیقتہ الہی صفحہ ۱۵)

(ب) ”ابھگ کسی کو یہ وہم نہ گذرے۔ کہ اس تقریر میں بے نفس کو حضرت یح پر فضیلت دی ہے۔ کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے۔ جو ایک غیر بنی کو بنی پر پہنچتی ہے (تریاق القلوب صفحہ ۱۵)

لے یہ تقریریں اسلئے کی گئیں تھیں۔ کہ پہلے اس تفسیر میں مرزا صاحب کا یح ہونا ہی ثابت کیا گیا تھا۔ بعد میں ڈاکٹر صاحب نے مرزا صاحب کا ذکر اس میں سے نکال دیا۔ تو اب جو کوئی شروع کر دی۔

(ج) خدا نے اس اُمت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔“ روپو آف ریلیجز صفحہ ۲۵۱ جلد اول۔

پہلے حوالہ میں آپ حضرت مسیح علیہ السلام کے برابر بنتے ہیں۔ دوسرے میں اُن پر جزئی فضیلت کے مدعی ہیں۔ اور تیسرے میں ہر طرح سے افضل بن گئے ہیں۔ اور جب ان اختلافات کی وجہ دریافت کی گئی۔ تو لکھ دیا۔ کہ ا۔ میں نے یہ سب کچھ خدا کے حکم سے کہا ہے اسکی وجہ خدا سے ہی پوچھو۔ کہ کیوں اس نے مجھے مسیح پر فضیلت دیدی..... الخ حقیقۃ الہی ص ۱۲۸ تا ۱۵۰

کیا اچھا جواب ہے۔ اکلام متناقض آپ کریں۔ اور اس کا جواب دہ ہو خدا تبارک و تعالیٰ !! خدا تبارک و تعالیٰ نے نغمہ مادی ہے۔ کہ۔ لو کان من عند غیر اللہ..... الخ (آیت منبر عنوان)

(د) مرض طاعون کے متعلق جو پہلا اشتہار شائع ہوا۔ اس میں طاعون کیچہ عام بدکاری اور بے ایمانی ظاہر کی گئی۔ اور ابھام ہی بتلایا گیا۔ (إِنَّ اللَّهَ لَا يُفِيضُ مَالَهُمْ حَتَّىٰ يَخِيرُوا أَمَّا يَا أَنْفُسَهُمْ۔ مگر۔

بعد میں بار بار اسکو اپنی تکذیب کا نتیجہ ظاہر کیا۔ چنانچہ اسی مضمون کو مولوی قاسم علی مرزا نے یوں نظم کیا ہے۔

زلزلہ آتش فشانی سیل اور طاعون کا
ہو گئے باعث غلام احمد کے عصمت کی دن
(۱۰) دجال کے متعلق مرزا صاحب کی تحقیقات۔

(الف) علماء (مخالفین مرزا) دجال ہیں۔ دفع الاسلام ص ۱۴۱

(ب) با اقبال تو میں دجال ہیں۔ د ازالہ ص ۱۴۶

(ج) پادری دجال ہیں۔ د ازالہ ص ۲۳۳

(د) ابن صیاد دجال تھا۔ د ازالہ ص ۲۲۲

چاروں اقوال جداگانہ ہیں۔ پھر اس انوکھی تحقیقات پر لکھتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے بموجب انکشاف نہ ہوئی ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔

آپ پر بموجب انکشاف ہوا۔ وہ ان چار مختلف حوالوں سے ظاہر ہے۔ اس لفظ انکشاف پر تین حرف جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاف و مخرج ارشادات کے متقابل پیش کیا جاتا ہے۔

لطیف۔ (مرزا صاحب کی روح سے سوال) کیوں جناب اذجال تو مسیح موعود کے زمانہ میں ہوتا تھا جس کے لئے آپ نے بھی پاوریوں اور باقبال (یورپین) قوموں کو دجال بنا کر خود مسیح بننا چاہا ہے۔ لیکن بقول آپ کے دجال تھا ابن صیاد تو پھر آپ مسیح کس طرح ہوئے۔ جبکہ آپ کا دجال ابن صیاد ۱۳۰۰ برس ہوئے گزر چکا۔

ثَلَاثَ عَشْرَةَ كَامِلَةً

یہ نمونہ ہے مرزا صاحب کی مختلف تحریرات کا۔ کیا اللہ کے مرسل اور پیغمبروں کی زبان اور اقوال ایسے ہی شہر زلزل ہوتے تھے۔ کہ گنگا گئے تو گنگا رام اور جمن گئے تو جمن داس۔

مرزائی صاحبان اس اصول نفس قرآنی مندرجہ عنہ ان فصل نہ اگم نظر لیکر غور کریں مگر ان کے دل میں نور ایمان کا ایک ذرہ ہی باقی ہے۔ تو وہ اپنے اسلام کو محفوظ کر سکتے ہیں ہاں اڈھیٹھ کا کوئی علاج نہیں۔

الاستند لالصحیح فی اثبات حیات المسیح

جس میں قرآن اعدادی آثار صحابہ اور اجماع امت حیات مسیح علیہ السلام کا ثبوت دیا گیا ہے اور تمام مرزائی دلائل متعلقہ ناثبات مسیح کا رد کیا گیا ہے۔ قیمت ایک پیڑہ مولوی پیر علی صاحب سیکر ڈی انجمن تائید اسلام لاہور صوبائی کالج سے طلب فرمائیں۔

حصہ فی فصل

دس افراء

يَوْمَ أَنْزَلْنَا مِصْرَ، أَنْتَرِي عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ
شَيْءٌ وَمَنْ قَالَ سَأُنْزِلَ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ طَوْفًا تَرَى إِذِ الظَّالِمُونَ فِي
غَمَارَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ حُجَّ آخِرُ جُودِ الْفُسْكَاهِ الْيَوْمِ
تُحْزَنُونَ عَذَابُ الْهَوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ آيَاتِهِ
تَسْتَكْبِرُونَ (سورہ النعام رکوع ۱۰)

(ترجمہ) اُس سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے۔ جس نے خدا پر جھوٹ باندھا۔ یا یہ کہا
کہ مجھ پر وحی آئی ہے۔ حالانکہ اس پر کوئی وحی نہیں آئی۔ یا کوئی اپنے کمال کے غرہ پر، یہ کہے۔ کہ
جیسی کتاب رسول پر اترتی ہے۔ ہم بھی ایسی کتاب بنا سکتے ہیں۔ (اے مخاطب! ایسے لوگ اپنی زندگی
میں جو چاہیں کہیں مگر، ان ظالموں کا مرتے وقت کا حال اگر تو دیکھے۔ کہ موت کی ان پر کسی سختی
ہو گی۔ اور فرشتے ان کی طرف ہاتھ بڑھا کر ریزی سے، کہیں گے۔ کہ اپنی جانوں کو نکالو۔ اب تک تو
تم نے اس مانی باتیں کہیں اور کیں مگر، آج وہ دن ہے۔ کہ تمہارے اعمال کی سزا میں تمہیں د
کا عذاب دیا جائیگا۔ تم خدا کی نشانیوں کو حقیر سمجھتے تھے۔ اور لالہ اور اس کے رسول کے
مقابلہ میں، اپنے آپ کو بڑا جانتے تھے؟

اس آیت شریف میں تین قسم کے لوگوں کو بہت بڑا ظالم فرمایا گیا ہے۔ اول جو خدا
پر اقرار کرے۔ دوم جو وحی کا جھوٹا دعویٰ کرے۔ سوم جو اپنے ہم و فضل
کے کمال پر غرور کر کے کلام الہی کے مثال بنانے کا دعویٰ ہو۔ آیت کے آخری حصہ میں ان لوگوں

کے انجام کا ذکر ہے۔

آیت اپنے معنی اور مطلب کے لحاظ سے بہت بڑے مضمون پر عادی ہے۔ جس کا بیان کتب تفسیر میں دیکھنا چاہیئے۔ ہم نے اس آیت کی رو سے بلحاظ عنوان فصل مرزائی تقسیم کا کچھ نمونہ دکھانا ہے۔

اس فصل میں مرزا صاحب کے مفتر یا اقوال دکھائے جائیں گے۔ گویا یہ بتایا جائیگا کہ آیت میں جن تین قسم کے مفتریوں۔ ظالموں اور کاذبوں کا ذکر ہے۔ مرزا صاحب اپنے اقوال کی رو سے ان میں سے پہلی قسم میں آتے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے یہ امر ظاہر کرنا بھی ضروری ہے۔ کہ مرزا صاحب نہ صرف یہ کہ مفتری علی الصمد ہیں۔ بلکہ وہ دوم اور سوم قسم کے ظالموں اور کاذبوں میں بھی داخل ہیں۔

مرزا صاحب کو قسم دوم میں داخل کرنے کے لئے اس کتاب کی تیسری اور آخری فصل دیکھ لینی کافی ہوگی۔ کتب آسمانی اس حقیقت پر متفق ہیں۔ کہ جو شخص ایسی باتیں الصمد کی طرف سے بیان کرے۔ جو غلط نکلیں اور پوری نہ اتریں۔ وہ جھوٹا اور مفتری ہے۔ عام طور پر عقلمند اور شائستہ لوگ میں اس شخص کی سچی باتوں کو بھی فروغ نہیں ہو سکتا۔ جو جھوٹ بولنے کا عادی ہو۔ قانون مروجہ عدالتہائے موجود الوقت کی رو سے بھی جس گواہ کے بیان میں کوئی بات غلط اور جھوٹ آجائے۔ اسکی گواہی محروم۔ ناقابل ادخال شہادت۔ اور پایہ اعتبار سے ساقط تصور ہوتی ہے۔

پس جب مرزا صاحب کے الہامات (دیکھ فصل ۱۲) خصوصاً وہ متحدی کی پیشگوئیاں جو ان کے صدق و کذب کا سیارہ تھیں۔ (دیکھ فصل ۱۰) غلط نکلیں اور جھوٹی ثابت ہوئیں۔ تو وہ صاف طور پر قسم دوم میں آتے ہیں۔ کیونکہ وہ ان باتوں کو دجی والہام کہتے تھے۔ جو دراصل اچھے دلی دساوس تھے۔

تیسری قسم کے متعلق بھی مرزا صاحب کو دعوئے تھا۔ جیسے ذرا تفصیل سے لکھنے کی

۱۹۰۱ء ۱۲ فروری
کے اندر باوجودیکہ چار جز کا وعدہ تھا۔ سارے بارہ جز پر شائع ہو گئی۔ اور ۱۲ فروری
کو پیر گوڑی کو بعینہ جربٹری بھیجی گئی۔ اور بالمقابل پیر صاحب کی طرف سے شہزادوں کے
اندر چار جز اور سارے بارہ جز تو کجا۔ ایک آدھ صفحہ بھی انگریزی عربی تفسیر کا شائع نہیں
ہوا۔ اور اس طرح پیر الہام منع مانع من السماء پیدا ہو گیا۔ پیر گوڑی کی علمیت عربی
دانی و فرانسیسی دانی کا راز طشت از بام ہو گیا۔

الحکم کی یہ تحریر حقیقتہً الوحی کی محولہ بالا تحریر سے بہت پہلے کی ہے۔ لیکن دونوں
میں بہاری اختلاف ہے۔ اور میں چھ مے سرایم و طنبورہ من چھ مے سراید کی مصدق
ملاحظہ ہو۔

(الف) الحکم کہتا ہے کہ اس مرزا صاحب کہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ سے الہام پاک
رسد کا مخاطب پیر گوڑی تھا۔
نئے شائع کر دیا تھا۔ کوئی مولوی انکی نظر میں نہیں آتا تھا۔
یہ کوئی مولوی والی شرط کہاں سے حقیقتہً
میں آگئی۔ کیا کوئی الہام۔ علی شام بیروت
وغیرہ کو مخاطب کرنے کا موجود ہے؟
ہرگز نہیں۔

۱۹۰۱ء ۱۲ فروری
۱۹۰۱ء کو اسکا جواب لکھنے کی میناؤ ختم ہو گئی۔ تو جواب پیر صاحب دیتے؟ جواب کی میناؤ پوری
ہو چکی تھی تو تفسیر ان کے ہاتھ میں پہنچی ہی نہیں تھی۔ اعجاز کا پھر ٹھکانا ہے !!!
اس تفسیر کو دیکھو تو معلوم ہو گا کہ یہ مسنون معمولی طریق پر لکھنے سے غایت درجہ
تین جز میں سما سکتا تھا۔ مگر بناوٹ کے لئے اسکو موٹے موٹے حروف میں پاشاں چھپا کر
سارے بارہ جز بنایا گیا ہے۔ گہرا روپیہ ہوتا۔ تو ایسا اسراف و تبذیر نہ کرتے۔
مگر یہاں تو مال مفت دل بے رحم والا معاملہ تھا۔

حقیقتہً الوحی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تفسیر لکھنے کے
ابو مرزا صاحب نے اعلان کیا۔ تب پیر گوڑی تفسیر
لکھنے کے لئے کمرے ہوئے۔

حقیقتہً الوحی کا بیان ہے۔ کہ جب پیر گوڑی
نے تفسیر لکھنے کا ارادہ کیا۔ تب اہام منع مانع
من السماء ہوا۔

دب) احکم کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے
کہ فریقین میں پہلے سے یہ قرار پایا تھا۔ کہ ستر
دن کے اندر چار چار جز کی تفسیر فریقین لکھیں
رج) احکم کی تحریر سے پایا جاتا ہے
کہ تفسیر شائع ہونے سے پہلے ہی اہام منع مانع
من السماء ہو چکا تھا۔ جو کتاب کی اشاعت کی
تاریخ ۲۳ فروری ۱۹۰۱ء کو پورا ہو گیا۔

یہ حالت تو مرزائی تحریرات کی ہے۔ اور ادھر قصہ یہ ہے۔ کہ نہ پیر صاحب گوڑی کی تفسیر
لکھنے کا مقابلہ قرار پایا۔ نہ انہوں نے اسے منظور کیا۔ نہ کوئی میعاد ان کے ساتھ مقرر ہوئی۔
نہ انہوں نے کہی اس تفسیر کا جواب لکھنے کا وعدہ کیا۔ نہ تفسیر لکھنے سے پہلے علمائے عرب و شام
و بیروت و مصر تو کجا۔ علمائے ہند کو ہی خبر دگئی۔ اور دعوے اٹھانے لگے!

اصلیت اسکی یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب نے پیر علی شاہ صاحب کو لکھا تھا۔ کہ میرے دعوے کو
تسلیم کرو۔ یا مجھ سے مناظرہ کرو۔ اور خود ہی صورت مناظرہ یہ تجویز کی تھی۔ کہ لاہور میں ایک
مسام جلسہ کے اندر قرآن شریف کی منتخبہ ۴۰ آیات کی تفسیر مرزا صاحب اور پیر صاحب دو دو کریں
جسکا فیصلہ تین عالموں سے کرایا جائے۔ جو پہلے سے حکم مقرر کر دیئے جائیں گے جبکی تفسیر کو
اچھا کہا جائے گا۔ وہی حق پر سمجھا جائیگا۔ پیر صاحب نے اس مناظرہ کو منظور کر لیا۔ اور ۲۵ اگست
۱۹۰۱ء تاریخ مقرر ہوئی۔ مرزا صاحب نے یہ بھی لکھا تھا۔ کہ اگر میں جلسہ میں نہ آیا۔ تو جو خطا
اور طعن ہوں۔ ۲۴ اگست کو پیر صاحب لاہور پہنچ گئے۔ اور ۲۹ اگست تک وہاں رہے۔
مگر مرزا صاحب نے نہ آنا تھا۔ اور نہ آئے۔ آخر سب علماء نے جو اس مناظرہ کو دیکھنے کے لئے جمع
ہو گئے تھے۔ متفق ہو کر قرار دیا۔ کہ اس قسم کے اشتہاروں سے مرزا کو سوائے اپنی شہرت

اور علماء کو تنگ کرنے کے اور کچھ مقصود نہیں۔ اسلئے آئندہ کوئی ذی علم ان سے خطاب نہ کرے۔

(دیکھو روٹراد جلسہ اسلامیہ لاہور)

اس شرمندگی اور بدنامی کو مٹانے کے لئے مرزا صاحب نے پیر صاحب کو لکھا۔ کہ سورہ فاتحہ کی تفسیر چار جزو شتر دن میں میں بھی لکھتا ہوں۔ تم بھی لکھو۔ مگر پیر صاحب جو بے اثر و جلسہ مذکور تھا۔ نہیں ہوئے۔ مرزا صاحب نے خود ہی تفسیر لکھ کر ان کے پاس بھیج دی۔ اور لفظ ایہ کہ ۲۳۴۔ فروری ۱۹۰۱ء کو تفسیر پیر صاحب کے نام رجسٹری کر لی گئی۔ اور اسی دن شتر دن کا میعاد بھی ختم ہو چکی کتنی زبردست چالاک ہے۔ جو خاص دو کاروں کا خاتمہ ہے۔

ایسا ہی ایک قصیدہ اعجازیہ مرزا صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے مقابل میں لکھ کر ۲۰ دن کے اندر اسکا مطبوعہ جواب مانگا۔ جو۔ و سغور کی کتاب نظم و نثر میں ہے چونکہ مرزا صاحب کو اعجاز کے باطل ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ اسلئے ۲۰ یوم کی قید لگائی۔

قصیدہ مذکور کا مولوی صاحب کے پاس پہنچا۔ اور مولوی صاحب کا اسکا جواب تعبیر کرنا اور پھر اسکو صاف کر کر مطبع میں بھیجنا۔ اور مطبع والے کا اس میعاد کے اندر اندر چھاپ کر ضعف کے پاس بھیج دینا۔ اور پھر مصنف کا اسے بعینہ رجسٹری مرزا صاحب کے نام روانہ کرنا۔ اور ڈاک والوں کا اسے مرزا صاحب کے ہاتھ میں پہنچانا۔ یہ سب مرحلے اس بیس دن میں ہی طے ہونے لازمی تھے۔ اب جاننے والے جانتے ہیں۔ کہ ان ساری باتوں کا اس تہہ پڑی سی میعاد میں پورا ہونا کس طرح ممکن تھا۔

اور پھر اگر یہ دوسرا اختیار کیا ہی جاتا۔ تو کیا مرزا اور مرزاٹیوں نے اپنی فن ترانیوں کے باز آ جانا تھا۔ بس میعاد کے اندر جواب نہ ملا۔ تو اعجاز کا غل بچا دیا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے پاس یہ قصیدہ پہنچا۔ تو انہوں نے مرزا صاحب کو لکھا۔ کہ قصیدہ کا فصیح و بلیغ ہونا تو بڑی بات ہے۔ اس کے اندر انواع و اقسام کی غلطیاں ہیں۔ آپ ان غلطیوں کو جو میں پیش کروں۔ پہلے صاف کر دیں۔ پھر میں آپ کے زانو بڑاؤ

بیٹھ کر عربی نویسی کرونگا۔ (یعنی جواب دوں گا) یہ کیا بات ہے۔ کہ آپ گھر سے سارا زور خرچ
 کر کے ایک مضمون ابھی خامی مدت میں لکھیں۔ جس کا مخاطب کو علم نہیں۔ مگر مخاطب کو محدود وقت
 کا پابند کریں؟ لیکن مرزا صاحب نے مولیٰ صاحب کی اس تحریر کا کوئی جواب نہیں دیا۔
 یہ قصہ ہے۔ مرزا صاحب کی اعجازی تصانیف کا جنہیں قرآنی تحدی کے ساتھ پیش
 کیا گیا ہے۔ اور اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ خداوند کریم نے جس طرح قرآن شریف کو بے مثل و بے
 نظیر بنایا ہے۔ ویسے ہی عجمی آیتیں اور قصیدہ اعجازیہ کو بھی بے مثل و بے نظیر ہونے کا
 مرتبہ بخشا ہے۔ اب غور طلب یہ بات ہے۔ کہ قرآن مجید تو افضل الرسل حضرت محمد مصطفیٰ
 صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اور ایسے وقت میں نازل ہوا۔ جبکہ بڑے بڑے فصحاء عرب
 عربی فصیح لکھ کر خانہ کعبہ پر چسپان کیا کرتے تھے۔ مگر قرآن مجید کے نزول پر حالانکہ وہ صرف
 عشر میں ہی نازل ہوا تھا۔ ان تمام فصحاء نے اپنے قصائد کو اس کلام پاک کے مقابلہ میں بیچ اور
 ذلیل سمجھ کر خانہ کعبہ سے علیحدہ کر لیا۔ اور اپنے آپ کو اس کلام بآنی کے روبرو عاجز مانا۔ مگر مرزا
 صاحب اپنی نبوت و رسالت ثابت کرنے کے زعم میں اپنی نظم و نشر کو بطور قرآنی تحدی
 کے پیش کر کے نہایت صاف طور سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی فضیلت ثابت
 کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ وہ کلام پاک صرف نثر تھا۔ اور مرزا صاحب کا کلام نظم و نشر دونوں
 اپنے اس فعل سے مرزا صاحب نے قرآن مجید کے اعجاز کو بھی باطل ثابت کرنا چاہا تھا۔ کیونکہ یہ بات
 غیر مذاہب دالوں کے لئے بڑے اعراض کی ہے کہ ۱۳ برس میں تو قرآن مجید کا مثل نہ ہو سکا۔
 آج مسلمانوں میں سے ہی ایک شخص اپنے ہی کلام کو قرآنی تحدی کے طور پر پیش کرتا ہے۔ گویا
 قرآن مجید کا نظیر ممکن ہو گیا۔ کیونکہ جب مرزا صاحب نے اپنے کلام کو ویسا ہی سمجھا۔ اور اُسے
 قرآن شریف کی طرح بے نظیر بنایا۔ تو بالفرد کمال درجہ فصیح و بلیغ اور بے نظیر ہونے میں اپنے کلام
 کو ویسا ہی سمجھا۔ اس لئے قرآن شریف بے نظیر نہ رہا۔ ان کے اس دعوے سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے
 کہ وہ اسلام کی تحریک کے درپے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے۔ کہ۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَنَافِعُونَ

اس لئے اگر ایسے دس ہزار مرزا صاحب بھی پیدا ہوں۔ تو بھی اس کلام مقدس کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ لا یضرہم من خالفہم ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔
 شاید مرزائی صاحبان مرزا صاحب کی اس تحدی کو جائز اور درست سمجھتے ہوں۔ اس لئے انکی تشفی کیلئے خود مرزا صاحب کا ہی فتوے پیش کیا جاتا ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ:-

جسکو ذرا بھی عقل ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ جس چیز کو قوائے بشریہ نے بنایا ہے۔ اسکا بنانا بشری طاقت سے باہر نہیں ہے۔ ورنہ کوئی بشر اس کے بنانے پر قادر نہ ہو سکتا۔ جب تم نے ایک کلام کو بشری کلام کہا۔ تو اس ضمن میں تم نے آپ ہی قبول کر لیا۔ کہ بشری طاقتیں اس کلام کو بنا سکتی ہیں اور جس صورت میں بشری طاقتیں اسکو بنا سکتی ہیں۔ تو پھر وہ بنیغیر کیونکر ہوا۔ پس یہ خیال سراسر سو و اٹیوں اور مخبوط الحواس کا سا ہے۔“

اس سے آگے ایسے خیال والوں کو متاوانا۔ عقل و ایمان کی بجگنی کرنے والا غافل عقل کا اندھا۔ مگس طینت۔ ناقص الفہم۔ مغرور۔ کور باطن۔ منکر وغیرہ وغیرہ کلمات سے یاد کیا ہے۔ (دیکھو براہین احمدیہ ص ۱۵۹ سے ص ۱۹۵ تک)

نیز ص ۳۹۵ بقیہ حاشیہ در حاشیہ ۳۳ میں یوں کہتے ہیں۔

”پھر خدا نہ کرے۔ کہ کسی پڑھے لکھے آدمی کو ایسی عقل ہو۔“

اب میرزائی صاحبان کو اختیار ہے کہ اپنے پیروں کے فتوے کو رد کر دیں۔ یا انکی تصانیف کے اعجاز سے انکار کریں۔ ایک جگہ مرزا صاحب کا جھوٹ ضرور ماننا پڑیگا۔

باوجود اس کے کہ مرزا صاحب کی ہر دو تصانیف اس قابل نہ تھیں۔ کہ علمائے کرام اوپر توجہ کرتے۔ تاہم بمقتضائے دروغ و فکور پہنچانہ بایر سانیہ مولانا محمد عصمت اللہ صاحب نے سو پول ضلع بھاگلپور سے ۲۲ نومبر ۱۸۱۳ء کو خلیفہ اول لینے حکیم نور الدین صاحب سے بذریعہ

لے لے لے ہمارا بھی اس پر صاد ہے۔

خط دریافت کیا۔ کہ اعجاز المسیح و تقصید و اعجازیہ کے جواب دینے کی مدت ختم ہو گئی۔ یا ابھی باقی ہے۔ تو انکی جانب میر محمد صادق صاحب نے ۲۴ دسمبر ۱۹۱۲ء کو جواب دیا۔ کہ اعجاز احمدی کا جواب لکھنے کی میعاد ۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ء تک تھی۔ اور اعجاز المسیح کی ۲۵ فروری ۱۹۰۱ء تک تھی۔ اس کے ظاہر ہے۔ کہ ان ہر دو اعجازی کتابوں کے جواب کی میعاد ۲۰ یوم اور ۷۰ یوم کے اندر ہی محدود تھی اس کے بعد اعجاز باطل ہو گیا۔

آب مرزا صاحب کے کلام سے اُن کی افترا پرداز یوں کے چند نمونے محض دو امور کے متعلق دیئے جاتے ہیں جب وہ باتوں میں استے افتراء موجود ہیں۔ تو باقی کا قیاس بھی اسی نمونہ سے کر لینا چاہیئے۔

قیاس کن ز گلستان من بہارِ مرزا

آول صاحب مرزا صاحب کو ان کے غلط الہامات اور جھوٹی پیشگوئیوں کی وجہ سے منفردی کہا گیا۔ تو آپ کہتے ہیں۔ کہ۔

(۱) قرآن یفشر کے نفوس قطعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا منفردی دنیا میں نہ بدست سزا لیتا ہے۔ خدائے قادر و غیور اسکو امن میں نہیں چھوڑتا۔ اسکی غیرت اسکو جلد ہلاک کرتی ہے۔ (انجامِ اتم ۴۹)

(۲) خدائے تعالیٰ پر افترا کرنے والا جلد مارا جاتا ہے۔ (انجامِ اتم صفحہ ۵)

(۳) ”ہم نہایت کامل تحقیقات سے کہتے ہیں کہ ایسا افترا کبھی کسی زمانہ میں چل نہیں سکا۔ اور خدا کی پاک کتاب صاف گواہی دیتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ پر افترا کرنے والے جلد ہلاک کئے گئے ہیں۔ (انجامِ اتم حاشیہ ۶۳)

یہ ہر قسم اقوال بالکل غلط اور بے بنیاد ہیں۔ قرآن شریف میں کہیں ذکر نہیں۔ کہ منفردی جلد ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ خدا پر افترا کرنے والے بعض جلد ہی مارے گئے۔ بعض پہلے نہایت غریب تھے۔ مگر افتراء سلی الہ کرنے کے بعد بادشاہ بن گئے۔ اور مرہ تک بادشاہت کے ساتھ اپنے افتراء کی ہی اثبات

کو دل میں ہی ایسا کر اس دنیا سے چل دیئے۔ اور محمدی بیگم بغفلتِ تعالیٰ اپنے خاوند کے گھر میں اب تک موجود ہے۔ اس پیشگوئی کے متعلق چند افراطی اہلِ افسوس اندیشیاں نقل کئے جاتے ہیں۔

۴۴۔ اس خدائے قادر و حکیم مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص (امید بیگ) کی دختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبا فی کرہ (اشتہار) (رجح لائی) ۱۸۸۸ء

چونکہ نکاح نہیں ہوا۔ اسلئے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب سے ایسا نہیں کہا تھا۔ اگر کہا ہوتا۔ تو پورا ہی کرتا۔ لہذا یہ افراط ہے۔

۴۵۔ ان دنوں جو زیادہ تفریح کیلئے بار بار توجہ کی گئی۔ تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی۔ ہر ایک مانع دور کرنے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لاویگا (اشتہار ذکر) یہیہ الہام بھی افراطی اہلِ افسوس اندیشی ثابت ہوا۔ خدا نے ہرگز ایسا مقرر نہیں کیا تھا۔ بلکہ یہ مرزا صاحب کی خواہش نفسانی کے اثرات تھے۔

۴۶۔ بلکہ اصل امر یہ حال خود قائم است و چپکس با حیلہ خود اور اردو متوال کر دے۔ و اس تقدیر از خدائے بزرگ لغت پذیر مبرم است و عنقریب وقت آن خواہد آمد۔ پس قسم اس خدائے کبریا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم را برائے ما مبعوث فرمود۔ و اورا بہترین مخلوقات گردانید۔ کہ اس حق است۔ و عنقریب خواہی دید۔ و من این را بر اصرار صدق خود یا کذب خود معیار مے گردانم۔ و من نگفتم الا بعد از آنکہ از رب خود خبر دادہ شدہ (انجام آیت ۲۲۳)

ترجمہ برکے شرع مرزا صاحب (اصل بات اپنے حال پر قائم ہے۔ یعنی امید بیگ کے داماد کا مرزا صاحب کے سامنے مرزا اور محمدی کا مرزا صاحب کے نکاح میں آنا) کوئی شخص کسی تدبیر سے اسے شائبہ نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ تقدیر مبرم ہے۔ جو بغیر پوری ہونے ٹل ہی نہیں سکتی۔ اور اس کے پورا ہونے کا وقت عنقریب ہے۔ اس خدا کی قسم ہی

جس نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارا بنی کیا۔ اور ساری مخلوقات سے انہیں بہتر بنایا
جو میں کہہ رہا ہوں۔ وہ حق ہے۔ عنقریب تو اسے دیکھ لیگا۔ یعنی احمد بیگ کے داماد کے مرنے میں
جو کچھ تاخیر ہوئی۔ وہ ایک وجہ سے ہوئی۔ مگر میرے سامنے اس کا مر جانا اس میں شبہ نہیں ہے۔
عنقریب تو دیکھ لیگا۔ کہ وہ میرے سامنے مر گیا۔ اور میں اپنے سچے یا جھوٹے بیٹے کی کسوٹی اسے
ٹہہ راتا ہوں۔ اگر وہ میرے سامنے مر گیا تو میں سچا ہوں۔ اور اگر ایسا نہ ہوا۔ اور میں اس کے
سامنے مر گیا تو میں جھوٹا ہوں۔ اور جس امر کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ وہی میں نے کہا
ہے۔ اس کے سوا نے کچھ نہیں کہا۔

مندرجہ بالا عبارت کی کسی تشریح کی ضرورت نہیں۔ مرزا صاحب کی یہ ساری الہامی عبارت
جس میں اللہ تعالیٰ کی قسم ہی شامل ہے۔ بالکل غلط نکلی۔ پس یہ محض افتراء علی الدنیا۔ اور اس کی کچھ
اصلیت نہ تھی۔ احمد بیگ کا داماد اب تک زندہ ہے۔ محض مرزا صاحب کا نفس اس کی موت
چاہتا تھا۔ جو مرزا صاحب پر ہی وارد ہوئی۔

۱۷۱، کَذَّبُوا أَبَائِي وَكَلَّوْهُمْ السَّاهُونَ فَبَيَّنَّا كَذِبَهُمُ اللَّهُ وَيُرْثُهُمُ الْيَتَامَى
أَمْرٌ مِّنْ لَّدُنَّا إِنَّا كَنَّا فَاذْعَلِينَ مَا وَجَّعْنَا لَهَا۔

ترجمہ :- انہوں نے میری نشانیاں کی تکذیب کی۔ اور ٹھٹھا کیا۔ سو خدا ان کو تیری
طرف سے کفایت کرے گا۔ اور اس عورت کو تیری طرف واپس لے لے گا۔ یہ امر واپس لانا ہماری طرف سے
ہے۔ اور ہم ہی اس کے کریموں ہیں۔ واپسی کے بعد ہم نے نکاح کر دیا۔ (الہام از انجام آہم ص ۶۱)
ان الہامات کی عبارت صاف ہے۔ جس کا مطلب ایک ہی ہے۔ کہ محمدی بیگم کا نکاح ضرور
مرزا صاحب ہو گا۔ بلکہ مرزا صاحب کا خدا کہتا ہے۔ کہ میں نے خود تیرا نکاح محمدی بیگم سے
کر دیا۔

۱۷۲ مرزا صاحب ان دیکھتے ہو کس صفائی سے میاں صدق کذب قائم ہوا تھا۔ فرمے۔ کون
مر گیا؟ اور کس کے سامنے اس بیان پر تو تصدیق بھی اللہ تعالیٰ کی ہے۔

چونکہ مرزا صاحب سے نکاح نہیں ہوا۔ اسلئے یہ سب الہامات بھی افتراء کے اندر ثابت ہوئے
 کس یہ امر دریافت طلب ہے کہ یہ آسمانی نکاح محمدی بیگم کے نکاح (مہراہ مرزا سلطان محمد بیگ)
 سے پہلے ہوا تھا۔ یا بعد۔ اگر پہلے ہوا تھا۔ تو مرزا صاحب کی وہ زوجہ مکرمہ مغلہ جس کا نکاح خود رب العزت
 نے پڑھایا۔ اور الہام میں صاف فرمادیا۔ کہ نہ تو جہنا لکھا۔ یعنی ہم نے نکاح کر کے محمدی بیگم
 کو تیری بیوی بنا دیا۔ وہ بیوی مرزا صاحب کی خدمت میں ایک دن بھی نہ آئی۔ تمام عمر دوسرا شخص
 ہی بقول مولانا شاد والد صاحب مرزا صاحب کی چہاٹی پر مونگ و قندارچ۔ یہ مرزا صاحب جیسے رسول
 اور کی امت کے لئے بڑی شرم اور غیرت کا مقام ہے۔ اور اگر محمدی بیگم کے نکاح سے بعد آئی
 نکاح پڑھایا گیا۔ تو کس شریعت و قانون کی رو سے کسی کی مشکوہ بیوی سے نکاح جائز ہو سکتا ہے۔
 کوئی مذہب ہی اسکی اجازت نہیں دیتا۔ پھر مرزا صاحب کا خدا ایک فضل عبت کا مرتکب ہوتا ہے
 جس کے نتیجے سے وہ لاعلم تھا۔ سچے خدا کے تو یہ افعال نہیں ہو سکتے۔ کہ اپنے رسول کو ساری عمر
 ایک عورت کے نکاح کا منتظر رکھ کر امیریں بے نیل مرام اسکا خاتمہ کر دے۔ اور وہ رسول
 یہ شعر پڑھتا ہوا دنیا سے بعد حست و پاس سد کرے۔

میں منتظر وصال وہ آغوش غیر میں قدرت خدا کی در کہیں اور دو اکہیں!

(۸) ازالہ اوہام ص ۳۹ میں اس پیشگوئی (نکاح والی) کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ۔
 جب یہ پیشگوئی معلوم ہوئی اور ابھی پوری نہیں ہوئی تھی۔ تو اسکے بعد اس عاجز کو ایک
 سخت بیماری آئی۔ یہاں تک کہ قریب موت کے ذبت پہنچ گئی۔ بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر موت
 ہی کو دیکھی۔ اسوقت گویا یہ پیشگوئی آنکھوں کے سامنے آگئی۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ اب آخری دم ہے
 اور کل جنازہ نکھنے والا ہے۔ تب میں نے اس پیشگوئی کی نسبت خیال کیا۔ کہ شاید اس کے اور سننے
 ہوں گے۔ جو میں سمجھ نہیں سکا۔ تب اسی حالت قریب الموت میں مجھے الہام ہوا۔

یہ محمدی بیگم کے نکاح کی خبر اب مرزا صاحب کو کئی قصہ نہیں۔ شخص اپنی مطلوبہ کا تئیں وقت اس طرح خیال کیا کرتا ہے

اَلْخَوَّفِيْنَ تَرَابًا ۚ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ لینے یہ بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے
 تو کیوں شک کرتا ہے؟ سو اسوقت مجھ پر یہ بھید کھلا۔ کہ کیوں خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کریم
 کو قرآن کریم میں کہا۔ کہ تو شک مت کر۔ سو میں نے سمجھ لیا۔ کہ حقیقت یہ آیت ہی
 نازک وقت سے خاص ہے۔ جیسے یہ وقت تنگی اور ناامیدی کا۔ میرے پر ہے؟ الخ۔
 اس واقعہ سے ثابت ہے۔ کہ مرزا صاحب کو اس نزع کے عالم میں ہی آیت قرآنی اہم
 ہو کر اس پیشگوئی کا ہی مطلب بتلایا گیا۔ جو مرزا صاحب پہلے بار بار لکھ چکے تھے۔ لیکن مرزا سلطان محمد
 بیگ کا مرزا اور اسکی بیوہ محمدی بیگم کا مرزا صاحب کے نکاح میں آنا۔

لیکن جب نکاح نہیں ہوا۔ تو یہ اہام بھی افتراء علی اللہ ثابت ہوا۔
 (۵) اسی نکاح کے متعلق منیہ انجام آہم ۵ میں لکھتے ہیں۔ کہ۔

براہین احمدیہ میں بھی اس وقت سے ۱۰ برس پہلے اس پیشگوئی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے
 جو اسوقت میرے پر کہو لایا۔ وہ اہام یہ ہے۔ یا احمد اسکن انت دنر و جلت الجنة
 یا مریہ اسکن انت دنر و جلت الجنة۔ یا احمد اسکن انت دنر و جلت الجنة
 امجدہ تین جگہ زوج کا لفظ آیا۔ اور تین نام اس عاجز کے رکھے گئے۔ پہلا نام آدم یہ وہ بدلی
 نام ہے جبکہ خدا تعالیٰ نے اپنے لائق سے اس عاجز کو روحانی وجود بخشا۔ اسوقت پہلی زوجہ کا ذکر فرمایا
 پھر دوسری زوجہ کے وقت میں ہر کم نام رکھا۔ کیونکہ اسوقت مبارک اولاد دیکھی۔ جسکو حضرت مسیح
 سے مشابہت ملی۔ تیسری زوجہ جسکا اشتقاق ہے۔ اسکے ساتھ احمد کا لفظ شامل کیا گیا۔ لفظ احمد
 اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ اسوقت حمد اور تریف ہوگی۔ یہ ایک چھٹی ہوئی پیشگوئی ہے جسکا
 سر اسوقت اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کہول دیا ۵

۱۰ مرزا ابی جو اس پیشگوئی میں مرزا صاحب کی اجتہادی غلطی مانتے ہیں۔ وہ اس آیت قرآنی
 کے اہام پر غور کریں۔ کہ اس کے بعد کو کسی کسر رہی۔ کیا اس اہام کی رُو سے مرزا صاحب
 کا اجتہاد صحیح نہیں ٹھہرتا؟
 ۱۱۔ پیشگوئی کا دعویٰ تو آپ نے خود کیا۔ یہاں اولاد کا پیشل مسیح بتاتے ہیں۔ یا للہب!

دیکھئے مرزا صاحب اپنے خیال خام اور خواہش نفس کو کن کن رنگ آمیز یوں اور عظمت و شوکت سے بیان کرتے ہیں۔ لیکن اصل حالت کیا ہے؟ پہلی بیوی جس کے ساتھ جنت میں رہنے کا الہام تھا۔ اس سے تو آپ نے قطع تعلق کر لیا۔ بلکہ اس کے بیٹوں مرزا سلطان احمد اور فضل احمد کو بھی عاق کر دیا۔ کیونکہ یہ لوگ محمدی بیگم کے حصول میں مرزا صاحب کے مدد و معاون نہ بنے۔ بلکہ سدا راہ ہو گئے۔ (دیکھو اشتہار نفرت دین و قطع تعلق از اقارب مخالف دین)۔ جب یہ بیوی بقول مرزا صاحب بے دینی کی وجہ سے مطلق ہو چکی۔ تو الہام اول غلط ہو گیا۔ کیونکہ اب مرزا صاحب سے اسکی معیت نہیں ہو سکتی۔ اسکی بیدینی کی وجہ سے رسول نے اسکو مطلق ٹھہرا کر علیحدہ کر دیا تو جنت میں وہ مرزا صاحب کے ساتھ کس طرح رہ سکتی ہے۔

تیسری منتظرہ بیوی تھے تو مرزا صاحب کو ایسا رسوا اور بدنام کیا۔ جسکی انتہا نہیں۔ دنیا کو معلوم ہے۔ کہ وہ اس بیوی کے غنے سے محروم ہے۔ پس اس الہام مسکی غلطی میں ہی کیا شبہ رہے اور اسکی تشریح میں جو الہام کی عظمت بڑھانے کو لکھ دیا تھا۔ کہ۔

” یہ ایک چھپی ہوئی پیشگوئی ہے۔ جسکا ستر اسوقت خدا تعالیٰ نے مجھ پر کھول دیا۔ یہ بھی غلط اور افتراء علی المد ثابت ہوا۔ گویا دو الہام اور ایک قول سراسر افتراء علی المد ثابت ہوئے۔ اور بجائے حدیث کے چاروں طرف سے وہ لے دے ہوئی۔ اور پوری ہے۔ کہ الاماں۔ اس پیشگوئی کا بیان سننے سے بھی مرزائی صاحبان کی روح پر صدمہ ہوتا ہے۔ جب نکاح نہ ہوا تو آپ احمد ہی نہ ہوئے جسکا دعویٰ تھا۔

۱۰۔ اس ایک ہی پیشگوئی کے متعلق اور یہی کئی چوتھے الہام اور افتراء علی اللہ ہیں

۱۱۔ جیسا کہ ۱۰ اور ۱۱ و ۱۲ مرزائی اشتہار میں بکری تاریخ ہی درج ہے کہ مقام پٹیاد بہر جلسہ میں مولوی غلام رسول آقہ راہیکے اور مولوی ابراہیم بقاودی سلفین مرزائیت اور ان کے حواریوں نے شور و غوغا کر کے مجھے اس پیشگوئی کا بیان کرنے سے روک دیا۔ کیونکہ ڈھول کی بول کہلتی تھی۔ (مولف)

۱۲۔ یہ خیال نہ کیا جائے کہ دن فزاؤں کی تعداد پوری نہیں ہوتی تھی۔ نمبر ۱ میں کئی الہام کیجا درج کر دکھائی ہیں اور بہت چھوڑ دیئے ہیں۔ جو سب افتراء علی اللہ ہیں۔ اور دیگر امور کے متعلق بھی بہت افتراء بیان کئے جاسکتے ہیں۔

جنہیں مناسبت کتاب ہمارے خیال سے نظر انداز کر کے ایک اقر علی الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی درج کیا جاتا ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب منجم انجام آتقم ملہ میں لکھتے ہیں کہ ۱۔
 ۲۔ اس پیشگوئی کی تصدیق کیلئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہے۔ کہ **يَتَزَوَّجُ وَيُولَدُ لَهُ** یعنی وہ بیچ موعود بیوی کرے گا۔ اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے۔ اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں۔ بلکہ تزوج سے مراد خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا۔ اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جسکی نسبت اس عاجز کی پیشگوئی موجود ہے گویا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں۔ اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں مفرد پوری ہونگی۔

بسطح سازوں کے ہینہ میں پیدا ہونے والے کو چاروں طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آنے کی مثل مشہور ہے۔ مرزا صاحب بھی ایسے فانی محمدی بیگم ہو گئے تھے۔ کہ ان کی ہر ایک طرف سے سوائے اس نکاح کے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔
سیاہ پوش جو کعبہ کو قبش نے دیکھا
ہوا نہ ضبط وہ چلا اٹھا کہ آلیے

اس حدیث میں سے ہی محمدی بیگم کی بشارت نکال ہی لی۔ اور الہامات متواترہ کیساتھ اس پیشگوئی کو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مزید مصدق مستند کر دیا۔ لیکن الہامات کی طرح یہ بیان بھی غلط اور محض غلط ثابت ہوا۔ محمدی بیگم سے نکاح ہونا بھی جو بشارت نکلا۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے استدلال بھی اقر علی الرسول۔
 مرزا صاحب ان بتلائیں کہ کیا یہ مرزا صاحب کا عظیم الشان کذب اور اقر انہیں ہے؟
 اگر کذب ہے۔ تو تسلیم کریں کہ مرزا صاحب بیچ موعود نہ تھے۔ اور ان کا دعوے غلط تھا۔ اور نیز وہ سیاہ دل بھی تھے۔

دوسرے۔ مرزا صاحب کے کلام سے ذات والا صفات حضرت محمد ﷺ علیہ وسلم پر کسی مرتجح الزام عائد ہوتا ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیشگوئی فرمائی کہ وہ جوڑا نکلیں گے۔ کیونکہ اگر مرزا صاحب کو مسیح مانا جاوے۔ تو دشمنان اسلام علانیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو جوڑا نہ کہتے ہیں۔ جبکہ جماعت مرزائیہ کے پاس کوئی جواب نہیں۔ مگر افسوس ہے کہ یہ لوگ مرزا صاحب کو الزام سے بچانے کیلئے حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی الزام گناہ سے نہیں چوکتے۔ ناظرین کتاب ہذا کی تقویت ایمان کے لئے اصل حدیث بیان کر کے اس سے مرزا صاحب کا ادب ہوتا ہی ظاہر کیا جاتا ہے۔ اصل حدیث یوں ہے۔

عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ينزل عيسى ابن مريم لئلا ارضى فيترجى ويولد له ويمكث خمسين سنة ثم يموت فيدفن في قبري فاقر انا وعيسى ابن مريم من قبر واحد بن ابو بكر وعمر (رواه ابن جوزي في كتاب الوفاء)

ترجمہ :- روایت ہے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اتریں گے عیسیٰ بیٹے مریم کے زمین کی طرف پس نکاح کرینگے۔ اور پیدا کی جاوے گی ان کے لئے اولاد اور تیسریں گے زمین پر پتالیس سال۔ پھر مرینگے۔ اور میرے مقبرہ میں دفن کئے جائیں گے۔ پس اٹھو نکاحیں اور عیسیٰ ایک مقبرہ میں سے درمیان ابو بکر و عمر کے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی نبوت کے زمانہ میں کوئی ساواں دنیوی نہیں کیا تھا۔ نہ نکاح کیا۔ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جب دوسری مرتبہ وہ دنیا میں آئینگے تو نکاح کریں گے۔ کیونکہ شریعت محمدیہ کے پیرو ہونگے۔ بعض لوگ جیسے کہ مرزا صاحب اور ان کے مرید معترض ہیں۔ کہ اتنا لمبا عرصہ گزر جانے پر وہ نہایت ضعیف العمر ہو جائیں گے۔ اس حدیث میں ان لوگوں کا یہی جواب آگیا ہے۔ کہ بخاطر اور تغیر حالت عالم دنیا کا خاصہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

لا الی الارض کا لفظ صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ نزول من السماں ہوا۔ منکرین حیات مسیح غور کریں !

دوسرے عالم میں ہیں۔ وہاں ان تعزیرات کا کچھ پتہ نہیں سوجو یہاں شب و روز دیکھے جاتے ہیں۔
حضرت یحییٰ علیہ السلام جس حالت میں اٹھائے گئے تھے۔ اسی حالت میں نازل ہوں گے۔ یہ نہ سمجھو کہ کبر
سنی کی وجہ سے وہ بڑے اور کمزور ہو گئے ہونگے۔ بلکہ نکاح کرینگے اور ان کے اولاد بھی ہوگی۔
یہ اشارہ ہے۔ یتزوج ویولد لکڑیں۔

پھر ارشاد ہوا کہ بعد فوت ہونے کے وہ میرے مقبرہ میں دفن ہونگے۔ اور قیامت کو ہم
وہ دو اس طرح اٹھیں گے۔ کہ ابو بکر و عمر ہمارے دائیں اور بائیں ہونگے۔

مرزا صاحب نے اس حدیث کا ایک ٹکڑہ بیان کر کے حدیث کی صداقت کو مان لیا ہے
پھر مرزائی بتائیں کہ حدیث کی باقی باتوں سے کیوں انکار ہے۔ اگر کہیں محمدی بیگم سے نکاح
ہو جاتا۔ تو حدیث کی معلوم نہیں کیا کیا تاویلیں کیجاتیں۔ لیکن اب جبکہ مرزا صاحب کا یہ نکاح بھی
نہ ہوا۔ اور مرزا صاحب کو قادیان کی ہی مٹی نصیب ہوئی۔ مدینہ طیبہ تک جانا ہی نصیب نہ
ہوا۔ تو اس حدیث کی رو سے وہ قبل کتب ثابت ہوئے۔

تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ

مرزائی دو توراہر نامہ کی اکثر پرواؤں کے انبار میں سے صرف دو باتوں کے تعلق یہ دس کھلے کھلا فقر
بیان کئے گئے ہیں۔ ان پر غور کرو۔ اور آیت اندر جو عثمان فضل بن ہاکم دوبارہ تلاوت کرو اور پھر سوچو کہ مغربی آیت
کی رو سے مرزا صاحب کتنے بڑے ظالم ثابت ہوتے ہیں۔ اور ظالموں کی جو سزا اللہ تعالیٰ نے مقرر کی ہے۔ اس سے بھی تم بے
خبر نہیں ہو۔ پھر ایسے ظالم کی معیت سے تم کیا نفع حاصل کر سکتے ہو؟

آیت کے آخری حصہ میں ظالموں کے حشر تک انجام کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب مقام لاہور
سفر کی حالت میں بمقتضائے ”مارا دیار غیر میں مجھ کو وطن سے دور“
غلاف وقوع اور دفنانا نہایت حسرت و یاس کے عالم میں صرف اٹھ گھنٹہ بیمار رہ کر چل بسے۔ اور جو اسکا
بائیں ہینڈ طاعون وغیرہ اپنے مخالفین کیلئے طلب کیا کرتے تھے۔ اسیں خود گرفتار ہو گئے۔ کیونکہ مرض ہریشہ
انکی موت کا باعث ہوا کسی نے تاریخ وفات لکھی ہے۔

اُس کے بیماروں کا ہوا کیا علاج؟ کارہ سے خود سیخا مر گیا۔

ساتویں فصل

دس جھوٹ اور دھوکے

جھوٹ جو بولیکا و پچتا گئے گا دروغ ملے برادر مگوز مینار
 (۱) سچ بھی اسکا جھوٹ سمجھا جائیگا (۲) کہ کا ذب بدو خوار و دبا اعتبار
 قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹوں پر سخت فرمائی ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ :-

لَعَنَ اللّٰهُ عَلَى الْكَافِرِيْنَ - ہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جھوٹے کو منافق
 فرمایا ہے۔ اور منافقوں کی سزا قرآن شریف میں اس طرح بیان فرمائی گئی ہے۔ اِنَّ الشّٰقِیْنَ
 فِی الدُّنْیَا وَالْآٰلِہٖ سَفٰلٌ مِّنَ النَّارِ - (منافق و کفر کے سبب نیچے کے طبقہ میں ہوں گے) لینے
 جہاں عذاب سبک زیادہ ہوگا۔

مرزا صاحب نے بھی جھوٹ کی بہت مذمت کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ :-
 دے جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی بڑا کام نہیں۔ تمہہ حقیقتہ الوحی ملا
 لیکن جس طرح باہمی کے دانت کھانے کے اور ہوتے ہیں۔ دکھانے کے اور۔ مرزا صاحب کی
 تحریرات میں جھوٹ کی بہت تلاوٹ پائی جاتی ہے۔ اور اس کے علاوہ نہایت بے باکی سے مرزا صاحب
 نے کتب آسمانی کے حوالجات دینے میں بھی کئی جگہ دھوکے دیئے ہیں۔ فصل ہذا میں اسکی کچھ مثالیں
 درج کی جاتی ہیں۔

(۱) اعجاز احمدی صاحب نے مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ اگر میری ان پیشگوئیوں
 کے پورا ہونے کے تمام گواہ اکٹھے کئے جاویں۔ تو میں خیال کرتا ہوں کہ وہ سٹھ لاکھ سو بھی زیادہ ہوں

آپ کی پیشگوئیوں کا حال جو ہوا ہے۔ وہ فصل ہذا کتاب ہذا سے ظاہر ہے۔ اور صدق و کذب کے معیار اور سختی کی تو ایک پیشگوئی بھی پوری نہیں ہوئی۔ اول تو یہی جھوٹ ہے کہ غلط پیشگوئیوں کو پورا ہونا کہتے ہیں۔ دوسرے یہ ساٹھ لاکھ کی گپ بھی قابلِ داد ہے۔ خود اپنی کتاب نزولِ مسیح میں لکھتے ہیں کہ میرے مریدوں کی تعداد سنہ ہزار ہے۔ اب ظاہر ہے کہ مرید ہی گواہ ہو سکتے ہیں۔ جب ساٹھ لاکھ مرید نہیں تو ساٹھ لاکھ گواہ کہاں سے ہو گئے۔ پھر یہ کراماتی جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؟

(۳) شہادۃ القرآن کے مسئلہ پر لکھتے ہیں کہ:-

”مثلاً بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے کہ آسمان سے آواز آئیگی۔ کہ ہذا خلیفۃ المہدی۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے۔ جو ایسی کتاب میں درج ہے۔ جامع الکتاب بعد کتاب اللہ ہے۔“

مرزا صاحب نے یہ بالکل جھوٹ لکھا ہے کہ ہذا خلیفۃ المہدی۔ بخاری کی حدیث ہے کوئی مرزائی صاحب ہمت کر کے بخاری میں یہ دکھائیں۔ اور اپنے مرثد کے سر سے جھوٹ کا الزام اتار دیں۔ یہ فقہ محض غوام کو دھوکہ دیکر گمراہ کرنے کے لئے لکھا گیا ہے۔ مرزائی صاحبان بھی اس موقع پر لعنت اللہ علی الکاذبین پڑھ لیں۔

(۴) اربعین ۳ ص ۱۱ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:-

”مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری نے اپنی کتاب میں اور اسماعیل صاحب علی گڑھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا تھا۔ کہ اگر وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا۔“

یہ بھی محض جھوٹ ہے۔ ہر دو مولوی صاحبان کی تصانیف میں یہ بات کہیں درج نہیں ہے۔ کوئی مرزائی ثابت کرے!

(۵) حقیقتہ الامی ص ۲ میں لکھتے ہیں کہ:-

”یہ غیر معقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آئے گا۔“

کہ لوگ نماز کیلئے ساجد کی طرف دوڑ گئے تو وہ کلیسا کی طرف بھاگیگا۔ اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کہول بیٹھے گا۔ اور جب عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا۔ اور شراب پیے گا۔ اور سور کھا بیگا۔ اور اسلام کے حلال حرام کی کچھ پرواہ نہ کرے گا۔“

اس عبارت میں جو فقرے ہیں جو سب کے سب جھوٹے ہیں مسلمانوں کا عقیدہ ۱۳۰۰ برس سے یہ چلا آتا ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام مکرر نزول کے بعد شریعت محمدی پر عمل کریں گے پھر سکون نہیں۔ کہ اس کے خلاف مرزا صاحب نے کس کتاب سے یہ فقرے نقل کر دیئے کیا کوئی مرزا الی بتا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس یہ سب جھوٹ باتوں کا مجموعہ اور محض ہرزہ سرائی ہے۔ اور یہ بجا بندہ اگرچہ گندہ کی مصداق!

(۱۵) مسٹر عبد اللہ آتھم عیسائی کی موت کے متعلق ان الفاظ میں پیشگوئی تھی۔
(۱) جو فریق عملاً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے۔ اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے۔ اور عاجز انسان کو خدا بنارہا ہے۔ وہ اپنی دونوں مباحثہ کے لحاظ سے لینے فی دن ایک مہینہ لیکر لینے ۱۵ ماہ تک ۱۵ ویں میں گرایا جاوے گا۔ اور اسکو سخت ذلت پہنچے گی۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔“ جنگ مقدس ۱۸۵۰

(۲) آتھم کی بابت پیشگوئی کے لفظ یہ تھے۔ کہ وہ ۱۵ مہینے میں ہلاک ہو گا۔“
حقیقتہ الوحی ۱۸۵۰۔

ان دونوں حوالوں کا مطلب یہ ہے۔ کہ آتھم ۱۵ ماہ کے اندر مرجائیگا۔ لیکن اس مناماف بیان کے برخلاف کشتی نوح کے مٹ پر تحریر کرتے ہیں۔ کہ پیشگوئی میں یہ بیان تھا۔ کہ جو شخص اپنے عقیدے کی رو سے جھوٹا ہے۔ وہ پہلے مرے گا۔“

اب دیکھ لیجئے کہاں ۱۵ ماہ کا عین۔ اور کہاں جھوٹے کا سچے سے پہلے مرنا۔ یہ پچھلا فقرہ بالکل جھوٹا اسلئے تراشا گیا ہے۔ کہ آتھم میاں مقررہ میں فوت نہیں ہوا تھا۔

(۶) جن دنوں مولوی عبد الکریم - مرزا صاحب کے فاروق ثانی مرض الموت میں مبتلا ہوئے انکی محنت کیلئے مرزا صاحب نے بیحد دعائیں کیں۔ جبکہ حال الحکم۔ ۱۷ اگست ۱۹۰۵ء۔ ۵ ستمبر ۱۰ ستمبر ۲۴ ستمبر۔ ۳۰ ستمبر وغیرہ سے ظاہر ہے۔ ان دعاؤں میں مرزا صاحب کو دعا کی قبولیت اور انکی محنت کی بشارت بھی دو بار ملی۔ (مفصل دیکھو) مفصل مہتمم کتاب ہذا) و الحکم ۱۰ ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۱۲ و ۲۴ ستمبر ۱۹۰۵ء جنہیں بشارات محنت و صبر ہیں۔ لیکن مولوی عبد الکریم ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو مر گئے۔ اور قبولیت دعا کی بشارات غلط ثابت ہوئیں۔

ان بشارات کے مقابلہ میں مرزا صاحب کا سفید جھوٹ ملاحظہ ہو۔ حقیقتہ الوحی کے ۳۲۶ میں لکھتے ہیں کہ:-

”ایک مجلس دوست لینے مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم اس بیماری کا رنیکل لینے سلطان سے فوت ہو گئے تھے۔ ان کے لئے میں نے بہت دعا کی تھی۔ مگر ایک الہام بھی ان کے لئے نسی بخش نہ تھا۔ اوپر بجائے ایک کے دو الہاموں کے حوالے درج کر دیئے گئے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں حقیقتہ الوحی کا بیان کتنا صاف جھوٹ ہے !!!

(۷) جب نکاح والی پیشگوئی کے پورا ہونے سے مرزا صاحب مایوس ہو گئے۔ اور قلبی صدمہ کے علاوہ مرزا صاحب کو اعتراضوں کی بوجھاڑ اور خوف کا خیال ہوا۔ تو آپ نے آخری وقت کی تعین متہ حقیقتہ الوحی ص ۱۳۲ و ۱۳۳ میں لکھتے ہیں۔ کہ نکاح کے لئے ایک شرط تھی۔ جب ان لوگوں نے شرط کو پورا کر دیا۔ تو نکاح فرخ ہو گیا۔ یا تاخیر میں پڑ گیا۔ اسے چکر کہتے ہیں۔ کہ

”اس شرط کی تعمیل اور مرزا صاحب اور ان کے پسماندگان کی توجہ تبتلی عدم نکاح کا مشرح اور مسکتا جراب فیعد اسمانی معنف علامہ سید ابوالاحمد رحمانی مونگیری۔ میں دیا گیا ہے۔ شایقین اس کتاب کے برسر حصص کو ضرور ملاحظہ کریں۔ اور ہر ایسی کتاب کی فصل ششم کے نمبر تا۔ ۱۰ دیکھیں۔ کہ کیا انہیں کوئی شرط پائی جاتی ہے؟ شرط والا الہام پیشگوئی نکاح سے دو سال پہلے کہے۔ پھر اسکو شرط نکاح بتانا کی طرح جائیز ہو سکتا ہے۔

لکھا یونس علیہ السلام کی پیشگوئی نکاح پڑھنے سے کچھ کم تھی جب میں بتایا گیا تھا کہ آسمان پر یہ فیصلہ ہو چکا ہے۔ کہ ۴۰ دن تک اس قوم پر عذاب نازل ہوگا۔ مگر عذاب نازل نہ ہوا۔ حالانکہ اس میں کسی شرط کی تصریح نہ تھی۔ پس وہ خدا جس نے ایسا ناطق فیصلہ منسوخ کر دیا۔ اس پر مشکل تھا کہ اس طرح نکاح کو بھی منسوخ یا کسی وقت پر ٹال دے۔

اس قول میں مرزا صاحب نے پیٹ بھر کر جھوٹ بولا ہے۔ بلکہ ایک نہیں کئی جھوٹ بولے ہیں۔ اس طرح ضمیمہ انجام آتم ۵۷ سطر ۴ میں لکھ دیا ہے۔ کہ میں نے حدیثوں اور آسمانی کتابوں کو آگے رکھ دیا۔ یعنی حضرت یونس کا قصہ حدیثوں اور آسمانی کتابوں سے نقل کیا ہے اب ذرا اس جھوٹ کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

مرزا صاحب کے نکاح کی پیشگوئی اور حضرت یونس علیہ السلام کی پیشگوئی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ مرزا صاحب کا یہ کہنا۔ کہ آسمان پر فیصلہ ہو چکا ہے۔ کہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم پر چالیس دن تک عذاب نازل ہوگا۔ محض غلط ہے۔ اس فیصلہ کا ذکر نہ قرآن شریف میں ہے۔ نہ کسی صحیح حدیث میں۔ نہ تورات و انجیل میں۔ پر یہ قطعی فیصلہ مرزا صاحب کی زبان درازی اور دودھ گوئی نہیں تو اور کیا ہے؟ جب اس فیصلہ کا ذکر کسی آسمانی کتاب میں نہیں۔ اور کسی صحیح حدیث میں نہیں۔ تو اس کے جھوٹ ہونے میں کیا تردد ہو سکتا ہے۔ اگر کسی غیر معتبر روایت میں اس کا ذکر ہو بھی۔ تو اسے فیصلہ آسمانی نہیں کہا جاسکتا۔ یہ مرزا صاحب کا مرتع فریب ہے۔ کہ اپنے جھوٹ پر پردہ ڈالنے کے لئے ایک بے اصل بات کو فیصلہ آسمانی سے موسوم کرتے ہیں۔ اور اپنی تعانیف میں بار بار اس کا ذکر کرتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں۔ کہ میں نے حدیثوں اور آسمانی کتابوں کو گنگے رکھ دیا۔

اسی طرح سے مرزا صاحب کا یہ کہنا۔ کہ یونس علیہ السلام کی پیشگوئی میں کوئی شرط نہ تھی۔ صاف جھوٹ اور کذب ہے۔ اول تو قطعی طور سے اس پیشگوئی کا ثبوت نہیں جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ پھر شرطی اور غیر شرطی کا کیا مذکور۔ اور اگر بعض روایتوں سے پیشگوئی

کا حال مسلم ہوتا ہے۔ تو شرطی ہونے کا ثبوت بھی وہیں سے ملتا ہے۔ چنانچہ وہ روایات حسب ذیل ہیں۔

(۱) شیخ خزادہ ج ۲ صفحہ ۳۶۵ میں درج ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام پر وحی کی کہ اپنی قوم سے کہیں۔ کہ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر عذاب آئیگا۔ حضرت یونس نے یہ پیغام الہی اپنی قوم کو پہنچا دیا۔ اور ان کے انکار کے بعد ان کے پاس سے چلے گئے۔

(۲) روح المعانی جلد پنجم صفحہ ۳۸۷ میں یوں ہے۔ کہ ہ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام پر وحی کی کہ اپنی قوم سے کہو۔ کہ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر عذاب آئیگا۔ انہوں نے یہ پیغام پہنچا دیا۔ مگر یہ لوگ ایمان نہ لائے۔ پس حضرت یونس ان کے پاس سے چلے گئے۔ جب کفایت انکو نہ دیکھا۔ تو اپنے انکار پر تادم ہوئے۔ اور حضرت یونس علیہ السلام کی تلاش میں نکلے۔ مگر وہ نہ ملے۔

(۳) ایسا ہی تفسیر کبیر میں ذکر ہے۔

اب ملاحظہ ہو۔ کہ تین کتابوں سے حضرت یونس علیہ السلام کی پیشگوئی میں شرط و کھلا دی گئی۔ تفسیر کبیر مرزا صاحب کے نزدیک ہی نہایت معتبر ہے۔ اور انجام اہم وغیرہ میں اس کے حوالے دیئے ہیں۔ پھر کس طرح جھوٹ کہے جاتے ہیں۔ کہ پیشگوئی میں شرط نہیں تھی۔

باقی رہا یہ امر۔ کہ نکاح والی پیشگوئی اور حضرت یونس علیہ السلام کی پیشگوئی برابر ہیں۔

یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔ بوجہات ذیل۔

(۱) نکاح والی پیشگوئی قطعی اور یقینی ہے۔ اور اسکی بناء متواتر الہامات پر رکھی گئی تھی۔ اور بعد میں بھی وقتاً فوقتاً الہام اسکی تائید میں ہوتے رہے۔ جیسا کہ فضل گدشتہ میں ذکر ہو چکا ہے۔ برخلاف اس کے حضرت یونس علیہ السلام کی پیشگوئی کا ثبوت نہ

کسی الہامی کتاب سے ملتا ہے۔ نہ احادیث صحیحہ سے۔ اسکا ماخذ بعض ضعیف روایات ہیں

(۲) منکوحتہ اسماء کی کے واپس آنے کا الہام ان الفاظ میں تھا۔ فیسمیکفیکہم اللہ

ویرہا الیہ انکافا علیہ (اللہ ان مخالفوں کے لئے تیرے طرف سے کافی ہوگا۔ اور اس عودت کو تیری طرف واپس لائیگا۔ اور ہم ایسا ہی کریں گے) مگر حضرت یونس علیہ السلام کو اس طرح نہیں کیا گیا۔

(۳۱) مرزا صاحب کو الہام ہوا تھا۔ الحق من ربك فلا تکن من الممتزین۔ (لے لیتے اس عودت کا واپس ہو کر تیرے نکاح میں آنا حق ہے۔ تو اسمیں شک نہ کر) حضرت یونس علیہ السلام سے ایسا ارشاد نہیں ہوا۔

(۳۲) مرزا صاحب کے الہام میں ہے۔ لا تبدل کلمات اللہ۔ (یعنی خدا کی باتیں بدلا نہیں کرتیں) حضرت یونس علیہ السلام کو اس معاملہ میں اس طرح کہنا کسی ضعیف روایت میں بھی مذکور نہیں۔

(۵۱) مرزا صاحب کہتے ہیں۔ کہ بار بار کی قہر سے یہ الہام ہوا۔ کہ خدا تعالیٰ ہر ایک طرح دور کرنے کے بعد اس لڑکی کو انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائیگا۔ مگر حضرت یونس علیہ السلام نے ایسا نہیں فرمایا۔ کہ یہ پیشگوئی ہر حالت میں ضرور ہی ظہور میں آئیگی۔

(۶۱) مرزا صاحب نے محمدی بیگم کے نکاح پر خدا کی قسم کہا ہے۔ اور کوئی بھلا آدمی اسی بات پر قسم کہا سکتا ہے۔ جس کے وقوع کی اسے پیش از وقت خبر دی گئی ہو۔ اور اسے آسمان سے یقینی اطلاع مل چکی ہو لیکن حضرت یونس علیہ السلام نے کوئی قسم نہیں کہا ہے۔ پس اس حلقہ پیشگوئی کا پورا نہ ہونا مرزا صاحب کے کذب کی صریح دلیل ہے۔

ان حالات میں ان دونوں پیشگوئیوں کو کسی صورت میں کیساں نہیں کہا جاسکتا۔ اور مرزا صاحب کا یہ کہنا۔ کہ یونس علیہ السلام کی پیشگوئی ایک آسمانی فیصلہ تھا۔ اور اسمیں شرط نہ تھی۔ اور میں نے آسمانی کتابوں اور حدیثوں کو اس کے رکھ دیا۔ یہ تو بالکل جھوٹ اور صریح کذب ہے۔

(۸۵) مرزا صاحب پادری اتھم اور نکاح آسمانی کی پیشگوئیوں کے پورا نہ ہونے پر

جب بہت دست پا چہ اور زنج ہوئے۔ تو تحفہ گو لڑیہ مطبوعہ فیہد الاسلام پریس قادیان^{۳۱}
پر لکھتے ہیں کہ ۱۔

یہ پیشگوئیاں ایک دو نہیں۔ بلکہ سی قسم کی سو سے زیادہ پیشگوئیاں ہیں۔ جو کتاب
تزیاق القلوب میں درج ہیں۔ پھر ان سب کا کچھ بھی ذکر نہ کرنا۔ اور بار بار احمد بیگ کے داماد یا
انعم کا ذکر کرنا قدرت مطلق کو دہوکا دینا ہے۔

اللہ ! اللہ ! یا تو ان ہر دو پیشگوئیوں کو عیسائیوں اور مسلمانوں کے لئے عظیم نشان
نشان اور اپنے صدق و کذب کا معیار قرار دیتے تھے۔ (مفعول دیکھو فصل۔ اکتاب ہذا) یا
اب متردو ہو کر اور برسوں منتظر ہو کر اس قدر کمزوری دکھاتے ہیں۔ جو صریح دلیل کذب ہے
حوالہ ذکر میں آگے چل کر لکھتے ہیں کہ۔

یہ سکی شامل ایسی ہے۔ کہ مثلاً کوئی شریر النفس ان تین ہزار معجزات کا کہی ذکر نہ کرے۔
جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے۔ اور حدیبیہ کی پیشگوئی کو بار بار ذکر کرے
کہ وقت انہما ذکر وہ پر پوری نہ ہوئی۔

عبارت زیر خط۔ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا کیا کہلا عملہ اور ناپاک نام
ہے۔ جو تادیانی نبی کا ذب کے منہ سے ہی نکل سکتا ہے۔ ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے کوئی پیشگوئی بقید وقت نہیں فرمائی۔ جو اپنے وقت پر پوری نہ ہوئی ہو۔ چونکہ اس
الزام دینے میں مرزا صاحب نے بڑی پالاکی اور میباکی سے اپنے ایمان کا ثبوت دکھایا ہے
اس لئے اصل قصہ ذرا وضاحت سے درج کیا جاتا ہے۔ تاکہ ناظرین حضرت نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کا صدق اور مرزا صاحب کا کذب بخوبی دیکھ لیں۔

ذیقعد ۱۱۰۰ میں جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا ارادہ فرمایا۔
اس وقت کہ مکرمہ ابھی کفار کے ہی زیر قبضہ تھا۔ لیکن کفار مکہ اپنے مذہبی خیال سے کسی
رج اور عمرہ کرنے والے کو نہیں روکتے تھے۔ اور شوال۔ ذیقعد۔ ذی الحجہ اور ربیع

ہیئوں میں لڑائی کو منع جانتے تھے۔ آپ عمرہ کے لئے تشریف لے چلے اور چودہ پندرہ سو صحابہ ساتھ ہوئے۔

حدیبیہ پہنچ کر یاروانگی سے قبل آپ نے خواب دیکھا۔ کہ ہم مدہ تمام اصحاب کے بلا خوف و خطر مکہ معظمہ میں داخل ہوئے ہیں۔ اور ارکان حج ادا کئے ہیں۔ یہ آپ کا خواب ہے کوئی الہامی پیش گوئی نہیں۔ اس میں کوئی وقت مقرر کیا گیا ہے۔ یہ خواب آپ نے صحابہ کرام سے بیان فرمایا۔ چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سال عمرہ کا ارادہ فرما رہے تھے۔ اور انبیاء علیہم السلام کے خواب سچے ہوتے ہیں۔ اس لئے بعض اصحاب کو یقین ہوا۔ کہ ہم اسی سال حج کر گئیے۔ یہ خیال نہیں رہا۔ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سال کا تعین نہیں فرمایا۔ حدیبیہ میں کفار مانع آئے۔ مگر کچھ شرائط کے ساتھ اس پر صلح ہو گئی۔ کہ اس سال نہ جائیں۔ آئندہ سال عمرہ کریں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ سے واپسی کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خواب کا حوالہ دیکر عرض کیا۔ کہ آپ نے تو فرمایا تھا۔ ہم خانہ کعبہ میں جائیں گے۔ اور طواف کریں گے۔ اس پر حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ماں ہم نے کہا تو تھا۔ مگر کیا یہ کہا تھا۔ کہ اسی سال ہم داخل ہونگے۔ حضرت عمر نے عرض کیا۔ کہ ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ خانہ کعبہ میں داخل ہو گئے اور طواف کر دے گے۔ یعنی ہمارے خواب کا ظہور کسی وقت ہو گا۔ دیر روایت صحیح بخاری باب الشروط فی الجہاد میں ہے، خدا تعالیٰ نے آئندہ سال میں اس خواب کا ظہور دکھا دیا۔ پہر ایک سال بعد فتح مکہ ہوئی۔ اور نہایت کامل طور سے اکی حیرت کا ظہور ہوا۔ عرض دو سال کے اندر وہ خواب یا پیش گوئی کامل طور سے پوری ہو گئی۔

یہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ سترہ میں حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا ارادہ اس خواب کی بنا پر کیا تھا۔ یا صرف عمرہ کا شوق اور کفار مکہ کی حالت کا معلوم کرنا اس کا مقصود تھا۔ کامل تحقیق اس امر کی شہادت دیتی ہے۔ کہ عمرہ کرنے کا خیال اس سفر کا باعث ہوا تھا۔ کیونکہ کسی روایت سے ثابت نہیں ہوتا۔ کہ خواب کا دیکھنا موجب سفر ہوا

صحیح روایت تو یہی ہے کہ حدیسیہ پہنچکر حفصہ اور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ خواب دیکھا تھا۔ اس کی محنت بجا نظر آوی کے اور باعتبار اقلین کے ہر طرح ثابت ہوتی ہے۔ اس کے راوی مجاہد ہیں۔ جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد رشید اور نہایت ثقہ ہیں۔ اور اس روایت کو اکثر مفسرین اور محدثین نے نقل کیا ہے۔ تفسیر درمنثور میں اس روایت کو پانچ محدثین سے اس طرح نقل کیا گیا ہے۔ کہ:-

عن مجاہد قال اری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو بالحدیبیۃ انہ ینزل مکتہ ھو و اصحابہ امنین ... الخ و من شوجبدہ مت

مجاہد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں تشریف فرما تھے۔ کہ آپ نے خواب دیکھا۔ کہ آپ اور آپ کے اصحاب بے خوف و خطر مکہ معظمہ میں داخل ہوئے ہیں۔

علیٰ ھذا التفسیر جامع البیان طبری۔ فتح الباری۔ عمدۃ القاری۔ اور ارشاد السدی میں بھی اسی طرح ہے۔ کہ یہ خواب حدیبیہ میں دیکھا گیا۔

جس روایت میں مدینہ شریف میں اس خواب کا دیکھا جانا بیان کیا گیا ہے۔ وہ صحیح ہے اور اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ حفصہ اور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سفر اس خواب کی وجہ سے اختیار فرمایا۔

بہر حال اس بیان سے ظاہر ہے۔ کہ مرزا صاحب کا حفصہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ الزام کہ حدیبیہ والی پیشگوئی وقت انداز کردہ پر پوری نہ ہوئی۔ محض غلط اور جھوٹ ہے اور بقول مرزا صاحب کوئی شریر النفس ہی ایسا کہہ سکتا ہے۔ اور یہ جھوٹ مرزا صاحب نے محض اپنی جھوٹی پیشگوئیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے تراشا ہے۔ اخیر میں قرآن شریف سے بھی اس خواب کی صداقت ظاہر کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَقَدْ تَدَاعَىٰ اللّٰهُ رَسُوْلًا رَّوْیًا جَانِحًا وَاَلْفَمَقَ ع ۝۴

اب دیکھیے کہ اللہ تعالیٰ تو اپنے رسول کے خواب کو تاکید کے ساتھ سچا بیان فرماتا ہے

اور مرزا صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا خاظمی اور غلط فہم رنغ و بالہ منہا قرار دے رہے ہیں۔ اس نص قرآنی کے مقابلہ میں خواب رسالت کی نسبت مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ حدیبیہ والی پیشگوئی وقت انداز کردہ پر پوری نہیں ہوئی۔ کس قدر جسارت اور بے ایمانی کی بات ہے۔!

د ۹ مرزا صاحب نے اپنا جھوٹ پھیلانے کے لئے آسمانی کتابوں کو بھی خالی نہیں کھا چنانچہ اس نمبر میں بائبل کے اور آئینہ نمبر میں قرآن کریم کے متعلق مرزا صاحب کے دو جھوٹ بیان کئے جاتے ہیں۔

رسالہ ضرورۃ الامام صفحہ نمبر ۱ پر لکھتے ہیں۔ کہ:-

بائبل میں لکھا ہے۔ کہ ایک مرتبہ ۴۰۰ نبی کو شیطان الہام ہوا تھا۔ اور انہوں نے الہام کے ذریعے جو ایک سفید جن کا کرتب تھا۔ ایک بادشاہ کی فتح کی پیشگوئی کی۔ آخر وہ بادشاہ بڑی دولت سے اس رٹائی میں مارا گیا۔ اور بڑی شکست ہوئی۔

اس واقعہ کو نہ صرف ضرورۃ الامام میں۔ بلکہ ازالہ اوہام ص ۲۶۹ اور تقریر دلیذیر ص ۱۷ میں بھی اسی طرح لکھا ہے۔ اور اس سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام کو بھی جھوٹے الہام ہو جاتے ہیں۔ معاذ اللہ منہا۔ اگر نبیوں کو بھی شیطان الہام ہوتے۔ اور ان کی پیشگوئیاں اسی طرح غلط نکلیں۔ جیسا کہ مرزا صاحب کی پیشگوئیاں عموماً غلط نکلیں۔ تو پھر نبیوں اور رمالوں اور پادروں میں کیا فرق رہا۔

لیکن ناظرین۔ مرزا صاحب کے اس بیان میں صداقت کا ایک ذرہ ہی نہیں۔ چھٹھ دھوکا ہے۔ اور صرف یہ ایک واقعہ ہی مرزا صاحب کے کذب کی سرخ دلیل ہے۔ اور اگر مرزا نے خوف خدا کو مد نظر رکھ کر اس پر غور کریں۔ تو فوراً ان سے الگ ہو جائیں۔ اور ان کی تعلیم کو خیر باد کہیں۔

مرزا صاحب نے محض بائبل میں لکھا ہے۔ تحریر کر دیا۔ ورنہ کوئی سवाल نہیں دیا

اور چوٹ لکھنے کے لئے انکی یہی عادت تھی۔ کہ قرآن میں یوں لکھا ہے۔ حدیث میں یوں آیا ہے۔ بائبل سے ایسا ظاہر ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ لکھ دیا کرتے تھے۔ ورنہ اصل واقعہ دیکھ کر فوراً ان کا جھوٹ ظاہر ہو جاتا۔

اب بائبل میں اس واقعہ کو تلاش کیا جاوے تو کتاب سلاطین اول باب ۱۶ تا ۲۱ میں اس طرح سے لکھا ہے۔ کہ یہ ۱۰۰ شخص بابل بیت کے پجاری تھے۔ جو اس وقت کی اصطلاح مروجہ کی رو سے بابل کے بنی کہلاتے تھے۔ بادشاہ وقت کو جو بابل پرست تھا کسی دشمن سے مقابلہ پیش آیا۔ اس نے ان نبیوں سے دریافت کیا کہ انہوں نے پیشگوئی کر دی۔ کہ قاس دشمن پر فتحیاب ہوگا۔ ان کے مقابلہ میں ایک سچا بنی بھی اس زمانہ میں تھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر اس بادشاہ سے کہا۔ کہ تو شکست کھا کر مارا جائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مینیا کہ اس حقائق بنی نے کہا تھا۔ اور ان چار سو پجاریوں کا قول غلط نکلا۔ جسکو مرزا ۱۰۰ نبیوں کا الہام بتاتے ہیں۔ ہاں اگر مرزا صاحب اپنی نبوت کا سلسلہ بھی ان ۱۰۰ نبیوں کے ساتھ ملاتے ہیں۔ تو ہم بھی اسکی تصدیق کرتے ہیں۔

۱۰۰ ازالہ اوہام ص ۲۶ میں مرزا صاحب نے اس امر پر بحث کی ہے۔ کہ جسم خاکی آسمان پر نہیں جاسکتا۔ اسکا ثبوت قرآن شریف کی آیت ذیل سے دیتے ہیں۔ اذ ترقی فی السماء قل سبحان ربی هل کنت الا بشر مرمولاً

اسکا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں۔ یعنی کفار کہتے ہیں۔ کہ تو آسمان پر چڑھ کر ہمیں دکھا۔ تب ہم ایمان لے آئیں گے۔ انکو کہہ دے۔ کہ میرا خدا اس سے پاک ہے۔ کہ اس دارالابلا میں ایسے کھلے کھلے نشان دکھاوے اور میں بجز اس کے نہیں کہ ایک آدمی۔

منشاء اور مطلب ان کا اس حوالہ سے یہ ہے۔ کہ جب اشرف الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود در خواست کفار آسمان پر نہیں جاسکے۔ تو دوسرا یہی کوئی نہیں جاسکتا۔ لہذا مسیح علیہ السلام کا آسمان پر جانا غیر ممکن ہے۔

ترجمہ میں جس عبارت پر خط کھینچا گیا ہے۔ وہ کسی قرآنی لفظوں کا ترجمہ نہیں۔ سوائے اسکے کہ اسکو تفسیر بالرائے یا ایجاد بندہ کہا جائے۔ مگر ترجمہ میں تصرف کے علاوہ مرزا صاحب نے یہاں ایک بڑا بھاری دھوکا دیا ہے۔ اور کلام الہی میں چوری کی ناپاک کوشش کی ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کی اصل آیت کا ایک جز وہی حذف کر دیا۔ جو اس آیت کی جان ہے۔ اصل آیت سورہ بنی اسرائیل کے دسویں رکوع میں اس طرح پر ہے۔

أَوْتَرَقِي فِي السَّمَاءِ وَلَكِنَّ الْمُؤْمِنِينَ لِرُؤْيَاكَ حَتَّىٰ تَنْزِلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَقْرُؤُهُ ط قُلْ مُبَشِّرَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِلْمِ اللَّهِ إِنَّمَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا عَنِ السَّاعَةِ فَلَا يَمَسُّهُمُ الْأَعْدَاءُ
مرزا صاحب نے دانستہ چھپا لیا۔ اور اپنی کتاب میں درج نہیں کیا۔ اور اس سے سوائے آیت کے معنی پلٹ دینے کے ان کا اور کوئی مطلب نہ تھا۔ مرزا فی صاحبان غور کریں۔ کہ یہودیوں اور عیسائیوں پر سحر سونے حکم عن مؤامدہہم کا الزام کیوں لگایا گیا تھا۔ (دیکھیں مرزا صاحب ہی انہی جیسے ملزم نہیں ہیں؟)

مرزا صاحب کی اس چالاک اور جرات کی توفیق کے لئے اس قلعہ کو ذرا تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے۔ اس آیت کو قَالُوا لَنَرِيكَ فِي السَّمَاءِ ثُمَّ نَقْرُؤُهَا شَرُّ مَا يُكَلِّمُ الْفٰسِقِينَ سے شروع کرو۔ اس معلوم ہو گا۔ کہ کفار کن کن معجزوں کے طالب تھے۔ وہ کہتے تھے۔ کہ۔

یٰٰ اے محمد! ہم تجھے ایمان نہ لائیں گے۔ جب تک تو ہمارے لئے زمین سے ایک چشمہ نہ بہا دے۔ یا تیرے واسطے ایک باغ کھجور وانگور کا ہو۔ اور تو اس میں نہریں چلا دیوے یا تمبیہا کہ تو کہا کرتا ہے۔ ہم پر آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے گرا دے۔ یا اللہ اور فرشتوں کو فناء بنا کر لے آ۔ یا تیرے لئے ایک سحر اگھر ہو۔ یا تو آسمان پر چڑھ جاوے۔ اور ہم تو تیرے بعض چرٹنے پر ہی ایمان نہ لائیں گے۔ جب تک تو ہمارے لئے ایک توشتہ نہ اتار لاوے جسکو ہم سب پڑھ لیں۔

(اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب یوں دلایا۔ کہ اے محمد! تو کہہ دے سحان السدا)

میں تو خود ایک بشر اور رسول ہوں۔ اس سے ظاہر ہے کہ کفار چھوٹے قسم کے معجزے مانگتے تھے۔ ان میں سے نمبر ۱ و ۲ وہ تو ایسی باتیں ہیں۔ جو نبوت کی شان سے گری ہوئی ہیں۔ اور ان کو معجزے نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ یہ امور طاقت بشری سے باہر نہیں ہیں۔ اس لئے یہ درخواستیں تو یوں فضول ٹھہریں۔ اور درخواست نمبر ۳ و ۴ عادت اللہ کے بزرگداشت پس ان کی صرف ایک درخواست نمبر ۵ ایسی تھی جو منظور ہو سکتی تھی۔ یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر جا چکے ہیں۔ اس لئے اس کے ساتھ ہی یہ شرط لگا دی۔ جس پر خط کھینچا گیا ہے۔ (اور یہی وہ شرط ہے جسے مرزا صاحب نے حذف کر دیا ہے) دراپنی کتاب میں درج نہیں کیا یہ کیسی بے معنی درخواست تھی۔ کہ کفار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امر کے طالب تھے۔ کہ ہم کو بھی صاحب کتاب رسول بنادے۔ جو کسی حالت میں قابل منظوری نہ تھی۔ اس لئے جواب دلوادیا گیا۔ کہ۔

(ہیو تو قول!) میں تو خود ایک بشر اور رسول ہوں۔ دیکھا مجھ میں خدائی طاقتیں ہی ہیں۔ جو تم کو بھی اپنے جیسا رسول بنا دوں)

مرزا صاحب نے آیت کا یہ حصہ چمڑا کر یہ ثابت کرنا چاہا تھا۔ کہ آسمان پر جانا حقود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی! وجود و خواست کفار نامکن قرار دیا گیا جیسا کہ انہوں نے ترجمہ میں تصرف کیا ہے۔ لیکن جب اس شرط کو ساقط کر آیت کو پڑھا جاوے۔ تو جہاں کفار کی درخواست فضول ٹھہرتی ہے۔ وہاں مرزا صاحب کی چالاکی اور چوری کا حال بھی مشت از بام ہو جاتا ہے۔ اور ان کا اصل مطلب بھی فوت ہو جاتا ہے۔ کیونکہ مجبور اسلام معراج جبرانی اسحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل ہیں۔ مرزا صاحب اور مرزائی نہ مائیں۔

گر نہ بنید بر ویشیر و چشم
چشم آفتاب را چشم گناہ

۱۵۔ نوٹ منہ، ۹ پر ملاحظہ کریں۔

نِیْلَاہُ عَشَقْ کَامِلَہُ

ناظرین ! اس فصل میں مرزا صاحب کے چھ مسم جھوٹ اور دو جھوٹ انبیاء کرام کی شان میں اور دو چالاکیاں کتب آسمانی کی نسبت بیان کی گئی ہیں۔ جو مرزا صاحب کی تحریرات کا ایک نمونہ ہے۔ اگر مرزائی صاحبان کے دل میں خدا کا خوف اور طبعیت معنی رس اور سلیم ہے۔ تو غور کریں۔ کہ کیا کسی سچے مسلمان سے ان حرکات و تحریرات کا ہونا ممکن ہے؟ ہرگز نہیں!

مرزا صاحب اور مرزائی معراج جسمانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل نہیں ہیں۔ بلکہ اسکو روحانی مانتے ہیں۔ اور اس میں مرزا صاحب کو بھی شامل کرتے ہیں۔ خود مرزا صاحب کا قول ہے۔ کہ مجھے بارہ معراج روحانی ہو چکی ہیں سرسید احمد خاں علی گڑھی اور بعض اشخاص بھی اس طرف گئے ہیں۔ کہ یہ معراج روحانی تھا۔ لیکن جیسا کہ مہم جو علماء کا اتفاق ہے۔ معراج روح اور بدن دونوں کے ساتھ تھا۔ دیکھو ہذا العاد ص ۳۱

اس عروج جسمانی کا انکار بعض لوگوں نے مرد و خشتک فلسفہ اور سائنس کے خیالات کی بنا پر کیا ہے چند سال پیشتر یہ لوگ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہوائی تخت کے متعلق بھی ایسے ہی شبہات رکھتے تھے۔ لیکن موجد ہوائی جہاز و شمشیر و زمرہ فاشانوں کو بلکہ سیکڑوں سائنس دان جن کو گہرا ذہیل اڑانے پڑے ہیں۔ ان کا یہ کفر توڑ دیا اللہ تعالیٰ کی طاقت ذاتی زبردستہ۔ کہ اس کا کھول اجرام سماوی کو جبکا وزن امانہ سے باہر ہے۔ غلام میں تھا کیا ہے۔ ایک چھوٹے سے جسم انسان کا آسمان پر لیجا نا اس کے لئے کیا مشکل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کی عبادی کا نام براق ہے۔ جو برق ہے شفق ہے۔ اس برق (الکڑی سٹی) کی طاقتوں کا حامل زمانہ دیکھ رہا ہے۔ افسوس! کہ یہ نام کے کچھ پڑے لوگ اللہ تعالیٰ کو معمولی انجینئروں اور کاریگوں سے بھی عاجز خیال کرتے ہیں۔ انہو ذی اللہ تعالیٰ لیکن مرزا صاحب کا معراج جسمانی سے انکار خاص مہم جو ہے۔ کہ وہ حضرت عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آسمانی زندگی کو انکاری ہیں۔ اگر معراج جسمانی کو مان لیتے تو حیات و رشف حضرت مسیح علیہ السلام کا بھی انکو قائل ہونا پڑتا۔

آٹھویں فصل

مرزا صاحب کی دس مردود دہائیوں اور ان کا خود تجویز کردہ کفر

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولا سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

(مرزا صاحب)

دعائیں عجز اور اخلاص کی مقبول ہوتی ہیں
کبھی عزت نہیں ملتی وصال پر خود پسندوں کو

(رٹولف)

مرزا صاحب نے بڑے زور شور سے متحدیانہ پیشگوئی کی تھی۔ کہ قادیان میں ہرگز
طاغون نہ ہوگی۔ (دافع البلاء ص ۷) اور پھر پیشگوئی کی تھی۔ کہ میرے مرید طاغون
سے محفوظ رہیں گے۔ کشتی نوح ص ۱ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرزا صاحب کی یہ دونوں
شیخیاں بھی دوسری پیشگوئیوں کی طرح بالکل غلط اور جھوٹ ثابت ہوئیں۔ مرزا صاحب نے

۱۔ چنانچہ قادیان کی طاغون کے متعلق مرزا صاحب حقیقتہً الٰہی منہ میں کہتے ہیں۔ پھر طاغون کے دنوں میں جبکہ طاغون دیرینہ ظالم
دشمن کا شریف اور ہمارا ہو گیا۔ اور مردوں میں جب طاغون کا دور ہو۔ تو کہتے ہیں کہ۔ اس وقت تمام جماعت کو نجات دینا چاہیے۔
۲۔ اپنی جماعت کے اندر طاغون کے تیار ہونے اور رشیدوں کے ساتھ پوری ہمدردی اور اخوت کا سلوک کرنا چاہیے۔ انہوں نے اسی
اس کے بعد۔ اراکین پر حملہ کیا کہ مرزا صاحب نے اپنی جماعت کے لئے عام استنباط دیا۔ کہ میرے مرید جو طاغون سے قوت ہو جائے
اسکو اسی کے کپڑوں میں دفن کرو۔ اور ایسی میت سے تنگو گو کے حاملہ پر کپڑے ہو کر اسکا جنازہ پڑھو۔
۳۔ اصل پیشگوئیاں اور یہ نتائج پڑھ کر بے اختیار منہ سے نکلتا ہے۔

جواب بھر کو دیکھو کہ کیسا سراسر اٹھتا ہے

تکبر وہ بری شے ہے کہ فردا ڈٹ جاتا ہے

اپنی سلطان القلی کے گہنڈ میں تمام علماء و سجادہ نشیناں و انجمن ہائے اسلامیہ کو مخاطب کیا۔ کہ وہ بھی پیگ سے محفوظ رہنے کی دعا اور پیشگوئی کریں۔ اور محفوظ رہیں۔ لیکن تم ہرگز ایسا نہیں کر سکتے۔ چنانچہ انجمن حمایت اسلام لاہور کو ان الفاظ میں مخاطب کیا۔ کہ :-
 ”تم میرے منکر ہو۔ تمہاری دعائیں طاعون کے بارہ میں قبول نہ ہونگی۔ کیونکہ تمہارے حسب حال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَمَا دَعَاءُ الْكَافِرِينَ الْإِنِّ ضَلَالٌ** وداغ السلام! مبلووعہ اپریل ۱۹۰۲ء)

اس قول میں سرزا صاحب نے علماء اسلام کو جبہ انکار خود کا فر قرار دیکر آیت قرآنی کا حوالہ دیا ہے۔ کہ کافروں کی دعائیں ہمیشہ نامقبول و مردود رہتی ہیں۔ بمقابلہ اس کے اپنی دعاؤں کی قبولیت کا مرزا صاحب کو بڑا بہاری دعوے تھا۔ اور نہ صرف دعوے۔ بلکہ اسکے اپنا معجزہ بتلایا کرتے تھے۔ چنانچہ ان کے اسی بارہ میں الہام ہیں۔ کہ :-

۱) اچیب کل دعا کث الا شکر کالمات۔ یعنی جو دعائیں اپنے شریکوں کے متعلق کرو۔ اس کے سوا تمہاری اور سب دعائیں منظور کیجا نہیں گی۔ (الہام ۱۸۰۰ء سندرجہ حقیقتہ الہی ص ۲۳ کو مندرجہ البشری ص ۵۸)

۲) بحسن قبولی دعا نیکر۔ کہ چہ زود دعا قبول مے کم۔ (الہام ۱۸۰۰ء سندرجہ البشری ص ۵۸)

۳) ادعونی استجب لکم۔ محمد سے مانگو میں تمہیں دوں گا (الہام ۱۸۰۰ء سندرجہ حقیقتہ الہی ص ۵۹)

ان ہر قسم الہامات سے واضح ہے۔ کہ مرزا صاحب الہامی اور اعجازی مستجاب الدعوات تھے۔ انہما لو ادعتم میں بھی اسکا کہلا دعوئے ہے۔ گو یا مرزا صاحب اور مرزا بیٹوں کے نزدیک ان کا صاحب معجزہ استجاب دعا ہونا مسئلہ ہے۔ اور مرزا صاحب کے ہی قول متعلق علماء انجمن حمایت اسلام لاہور کی رو سے ان کا یہ بھی مسئلہ اصول بلکہ نقص قرآنی ہے۔ کہ کافروں کی دعائیں نامقبول اور مردود رہتی ہیں۔

۱۵ اور آپ کی طرح ذلیل ہوں۔
 ۱۶ مردانی آدھن دیو دیوات ریلجنز ماہ مئی ۱۹۰۰ء لکھتا ہے۔ کہ :- (البتہ نوٹ صفحہ ۱۸ پر لکھی)

پس اگر ہم یہ ثابت کر دیں کہ یہ ادعائے قبولیت دعا بھی مرزا صاحب کی ایک شوقانہ چالاکی اور سزا دعوت ہے ہی دعوت نہ تھی۔ اور اس کے ثبوت میں مرزا صاحب کی نامقبول و مردود دعاؤں کی فہرست بھی پیش کر دیں۔ تو بطرح مرزا صاحب اپنے الہامات متذکرہ بالا کی زد سے اپنی امت میں الہامی مستجاب الدعوات مانے جاتے تھے۔ ہمارا یہی حق ہے۔ کہ ہم ان کو مردودے نص قرآنی و نیز مسلمات مرزا صاحب الہامی کافر کے نام سے موسوم کریں۔ اور یہ ہمارا مقصد نہیں بلکہ (بمقتضائے ازمائش کہ بر راست) مرزا صاحب کا خود تراشیدہ اصول ہے ذیل میں مرزا صاحب کی مردود دعاؤں کے نمونے ملاحظہ ہوں۔

(۱) مولوی عبد الکریم سیالکوٹی مرزائی مشن کے دست راست تھے۔ جو برض کار بیکل پھوڑا بیچارہ ہوئے۔ ان کے علاج کیلئے جیسا کہ چاہیے تھا۔ سخت کوشش کی گئی۔ اور علاج کے علاوہ دعائیں قراتی کی گئیں۔ کہ غالباً مرزا صاحب نے کسی دوسرے امر کیلئے نہیں کی ہونگی چنانچہ۔

(الف) اخبار الحکم۔ ۲۰ اگست ۱۹۰۵ء میں لکھا ہے۔ کہ مولوی عبد الکریم صاحب کی گردن کے پتے پشت پر ایک پھوڑا ہے۔ جسکو چیرا دیا گیا ہے۔ (مرزا صاحب) فرمایا

(بقیہ نمبر ۹۹) حضرت سیح موعود (مرزا صاحب) دعا کی قبولیت کا ایک ایسا قطعی ثبوت پیش کرتے ہیں۔ جو آج دنیا میں کسی مذہب کا کوئی فلسفہ والا پیش نہیں کر سکتا۔ اور وہ ثبوت یہ ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کے حقوق میں دعا کرتے ہیں۔ اور اس دعا کا جواب پاتے ہیں۔ اور جو کچھ جواب میں ان کو بتایا جاتا ہے۔ اسکو قبل از وقت شائع کر دیتے ہیں۔ پھر ان شائع شدہ امور کی بعد کے واقعات ثابت کرتے ہیں۔ اور یہ تائید ایسی ہوتی ہے کہ جس پر کوئی انسانی کوشش اور منصوبہ نہیں پہنچ سکتا۔ اور ایسے ہی اعجازی اور فوق الطاقات طور پر وہ امر ظہور پذیر ہوتا ہے۔ وہ مدت سے اس بات کو شائع کر رہے ہیں کہ ان کے مخالفانہ اندر ہونے کا سبب بڑا ثبوت یہ ہے۔ کہ انکی دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔ ۱۹۷ء استقامت دعا کے معجزہ پر کیسا بختہ ایمان اور دعوت ہے۔ مگر فصل ہذا میں اس سب سے بڑے ثبوت کی یہی طرح کلی کی گئی ہے۔ (مولف)

کہ میں نے ان کے واسطے رات دعا کی تھی۔ روایا میں دیکھا۔ کہ مولوی نور الدین صاحب ایک کپڑا اوڑھے بیٹھے ہیں۔ اور رو رہے ہیں۔ (فرمایا) ہمارا تجربہ ہے۔ کہ خواب کے اندر رونا اچھا ہوتا ہے۔ اور میری رائے میں طبیب کا رونا مولوی صاحب کی صحت کی بشارت ہے۔

(ب) الحکم ۵ ستمبر ۱۹۰۵ء میں مرزا صاحب مولوی عبدالکریم کی بیماری کو نہایت خوفناک اور انکی حالت مایوسی خیز بلکہ قریب الموت بیان کر کے لکھتے ہیں کہ:-
اس دعا میں میں نے بہت تکلیف اٹھائی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بشارت نازل کی۔ اور عبداللہ سنوری والا خواب دیکھا۔ جس سے نہایت وجہ غمناک دل کو تسفی ہوئی۔

(ج) الحکم ۱۹ ستمبر ۱۹۰۵ء میں بھی مولوی صاحب کی حالت اور اپنے متحوش الہام کا ذکر کر کے الہام الہی کی بناء پر لکھتے ہیں۔ کہ قضا و قدر تو ایسی ہی یومو لویا صاحب کی موت کی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و رحم سے رد بلا کر دیا۔

(د) الحکم ۲۴ ستمبر میں لکھا ہے۔ کہ خود اعلیٰ حضرت (مرزا صاحب) کا بہت بڑا حصہ دعاؤں میں گزرتا ہے۔ (۲۴ کالم ۳ و ۴) اور کالم ۵ میں لکھا ہے۔ کہ خدا کے سبح کی دعائیں اس کے ساتھ ہیں۔ اور اس کالم میں ۲۱ ستمبر کا ایک الہام بھی درج ہے۔ جو دعا کے بعد ہوا۔
طلع المیکدک علینا من تنیات الوداع لئینے ہم پر بدر طوع ہوا پہا کی گھاٹی سے
(۵) الحکم ۳۰ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ ۲۴ ستمبر کو جماعت کو نصیحت کی۔ کہ کل جنگل میں جب کہ مولوی صاحب کے لئے دعا کریں۔ اور خود ہی ۲۸۔ کو جمع ہی باغ میں گئے۔ اور کئی گھنٹہ تک تخلیہ میں دعا کی۔

مگر افسوس! کہ مرزا صاحب کی یہ شبانہ روز کی سب دعائیں رو ہو گئیں۔ اور اگر اکتوبر ۱۹۰۵ء کو مولوی صاحب اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ اور مرزا صاحب کے علم نے اتوں دفوں تک ناسخ ان کو بھٹکا یا۔ یہاں تک کہ اسی اثناء میں دو تین بار قبولیت دعا اور صحت کی

لے وئے بشارت صحت کا ذکر آگے آتا ہے۔ سہ ماہہ جیسا کہ آگے ذکر ہوتا ہے۔

بشارتیں بھی ہوئیں۔ کئی الہام مایوسی بخش بھی تھے۔ کیا یہ صریح طور پر ابن صدیاد کے الہاموں کی مثال نہیں؟

(۳) مرزا صاحب کا لڑکا مبارک احمد سخت بیمار ہوا۔ اسکی قبیلۃ الہام ہوا۔ قبول ہوگئی۔ نودن کا بخار ٹوٹ گیا۔ یعنی یہ دعا قبول ہوگئی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے میں صاحب موصوف کو شفا دی۔ (میکزین ستمبر ۱۹۰۷ء) لیکن میکزین اکتوبر ۱۹۰۷ء سے ظاہر ہے۔ کہ کیا مبارک کا ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کو انتقال ہو گیا۔ اور قبولیت دعا کا الہام صریح غلط ثابت ہوا۔ کیا یہ وعدہ رحمانی تھا۔ یا القائل شیطان؟ اوپر ایک مخلص دوست مخدوم الملتہ مولوی عبدالکریم کے لئے دعائیں کی تھیں۔ ادھر الہامی فرزند ارجمند کی محنت کے لئے۔ مگر کوئی بھی قبول نہ ہوئی۔ حالانکہ الہام قبولیت کے بھی ہو چکے تھے۔

(۴) ضمیمہ انجام اتم ۲۱ میں لکھتے ہیں۔ کہ۔

خدا اس ہمدی کی تصدیق کر لیا۔ اور درود دوسے اس کے دوست جمع کر لیا۔ چکا شمار اہل بدر کے شمار کے برابر ہو گا۔ یعنی تین سو تیرہ ہونگے۔ اور ان کے نام بقید مسکن و خصلت چھپی ہوئی کتاب میں درج ہونگے۔ اب ظاہر ہے کہ کسی شخص کو پہلے اس سے یہ اتفاق نہیں ہوا۔ کہ وہ ہمدی موعود ہونے کا دعویٰ کرے۔ اور اس کے پاس چھپی ہوئی کتاب میں اس کے دوستوں کے نام ہوں۔ لیکن میں اس سے پہلے ہی آئینہ کمالات اسلام میں تین سو نام درج کر چکا ہوں۔ اور اب دوبارہ اتمام محبت کے لئے تین سو تیرہ نام ذیل میں درج کرتا ہوں۔ تاکہ ہر ایک مصنف سمجھ لے۔ کہ یہ پیشگوئی ہی میری ہی حق میں پوری ہوئی۔ اور بموجب منشاءئے حدیث کے یہ بیان کر دیتا پہلے سے ضروری ہے۔ کہ:-

۱۔ بشارات محبت اور قبولیت دعا کے الہام کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ لیکن اس کے مقابل مرزا صاحب کا سفید جھوٹ دیکھیے۔ حقیقتہً اسی ۳۲ میں کہتے ہیں۔ کہ مولوی عبدالکریم کیلئے میں نے بہت دعا کی تھی۔ مگر ایک الہام بھی اس کے لئے تسلی بخش نہ تھا۔ کیا معافی ہے! طلحہ البدر علیہ السلام اور اللہ نے رد بلا کر دیا۔ اور بشارت نازل کی۔ سب غت ربود !!!

یہ تمام اصحاب خصلت صدق و صفار کھتے ہیں ۶ اور حسب مراتب جسکو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے بعض بعض سے محبت اور انقطاع الی اللہ اور سرگرمی دین میں سبقت لے گئے ہیں اللہ تعالیٰ اسب کو اپنی رضا کی راہوں میں ثابیت قدم کرے ۷

آخری دعاء کے لئے دیکھنا ہے کہ قبول ہوئی یا نہیں۔ جن لوگوں کے لئے یہ دعاء تھی اور جن کے لئے پہلے سے لکھ دیا تھا۔ کہ یہ تمام اصحاب خصلت صدق و صفار کھتے ہیں۔ ان میں سے کئی آدمی جیسے ڈاکٹر عبدالحکیم خاں وغیرہ مرزا صاحب سے پر گئے۔ اور نہ صرف پھر ہی گئے۔ بلکہ مرزا صاحب کی مخالفت میں عمر بھر کوشش کرتے رہے۔ اسلئے جہاں مرزا صاحب کی یہ دعا نامقبول ٹھہری۔ وہاں یہ (۳۱۳۵) والا ڈکھوسلہ بھی باطل ثابیت ہوا۔ اور کم از کم جو پیشگوئی مرزا صاحب نے اپنے اوپر چپان کی تھی۔ اس کی رو سے مرزا صاحب مہدی ثابیت نہ ہوئے۔

(۴) سید امیر شاہ رسالہ اربعہ سے پانصد روپیہ پیشگی لے کر ان کے بیٹا ہونے کی دعا کی۔ جسکی سیاد ۱۵ اگست ۱۸۸۹ء کو ختم ہوئی۔ مگر یہ قیمتی دعا بھی مردود اور نامقبول ہوئی۔ (مرزا صاحب کا خط ۱۵ اگست ۱۸۸۹ء مندرجہ صفحہ ۱۷ موٹی صلا)

(۵) ۲۰ جون ۱۸۹۰ء سے ۲۲ جون تک تقریب جشن جو بلی ملکہ مظفر قیصر فرمند مرزا صاحب نے بھی اپنے مریدوں کو جمع کر کے قادیاں میں ایک جشن منایا۔ اور دو تین دن خوب پیر تکلف دعوتیں اڑیں۔ غزاؤ کو کھانا کھلایا گیا۔ رات کو روشنی ہوئی۔ مبارکباد کی مار بخدمت والے سرائے صاحب بہادر روانہ کی گئی۔ اور ایک کتاب چھپو اگر بنام تحفہ قیصرہ مقتدر حکام اور ملکہ مظفر کی خدمت میں بھیجی گئی۔ ۲۰ جون ۱۸۹۰ء کو خصوصیت سے بدرگاہ رباب العزت اردو۔ فارسی۔ عربی۔ پشتو۔ پنجابی اور انگریزی زبانوں میں نہایت خوشنوع و خضوع

۱۷ چھ زبانوں میں ایک ہی دعا کے الفاظ کو ادا کرنا کیا فضول اور غائشی کاروائی نہیں ہے کیا مرزا صاحب کو اللہ تعالیٰ کی قہمت کسی زبان سے نادر اقصا ہونے کا بھی خیال تھا۔

سے گورنمنٹ کے اقبال و دولت کی ترقی کی دعائیں مانگی گئیں۔ اور انہیں ملکہ معظمہ کے اسلام لانے کے لئے ان الفاظ میں دعا کی گئی۔ کہ :-

”اے قادر تو انا ہم تیری بے انتہا قدرت پر نظر کر کے ایک امد و عکے لئے تیری جانتا جرات کرتے ہیں۔ کہ ہماری محمد قیصر ہند کو مخلوق پرستی کی تاریکی سے چھڑا کر لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پر اسکا غائمہ کر“
اے عجیب قدرتوں والے۔ اے عتیق تصرفوں والے۔ ایسا ہی کر یا اہل بی تمام دعائیں قبول فرما۔ تمام جماعت کہے کہ آمین“

یہ دعا مانگ کر اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ :-

اے دوستو! اے پیارو۔ خدا کی جناب بڑی قدرتوں والی جناب ہے۔ دعا کے وقت اس سے توسید مت ہو۔ کیونکہ اس ذات پاک میں بے انتہا قدرتیں ہیں۔ اور مخلوق کے ظاہر و باطن پر اس کے عجیب تصرف ہیں۔ سو تم نہ منافقوں کی طرح بلکہ سچے دل سے یہ دعائیں کرو وغیرہ وغیرہ (دیکھو روڈ اولیہ احباب جشن جوہلی مکہ)

ادھر رسالہ تحفہ قیسریہ میں مسئلہ جہاد کی آٹھ لیکر اپنی جماعت کو دفا دار اور دنیا سے اسلام کو باغی قرار دینے کی ناپاک کوشش کرتے ہوئے ان الفاظ میں قبول اسلام کا پیغام دیا۔ کہ :-

”لیکن اے ملکہ منظمہ قیصر ہند ہم عاجزانہ ادب کے ساتھ تیری حضور میں کہتے ہو کہ عرض کرتے ہیں۔ کہ تو اس خوشی کے وقت میں جو شہمت سالہ جوہلی کا وقت ہے۔ یسوع کے چھوڑنے کے لئے کوشش کر۔“ (تحفہ قیصریہ ص ۲۵)

لے مرزا صاحب کی اس مٹو پانہ اور طرہ امتحان اور جشن کی مالیشی کاروائیاں اور سرکاری اور تادیبی وغیرہ غرض شہر کے مقتدا حضرات کی انتہا علی الدین علیہ السلام کی خود داری اور تحفہ کے ان آزادانہ بیجا مومن کرد۔ جو منہ رو بادشاہان وقت کے نام ارسال فرمائے تھے۔ اور یہ دیکھ کر کہ کیا خدا کے امور اور سرکار کی طرف سے تبلیغ حق کا بڑا چاہیو کہ طرح طرح کی جابلو سیول اور خوشامد اور تفریحوں کے گھنٹے اور کھیلوں کی دولت ان ذلیل القاذ میں پیش کرے۔ جی ہاں اللہ علیہ وسلم نے تو ہر قل بادشاہ کو صاف الفاظ میں تحریر فرما دیا تھا۔ کہ اسلام تسلیم لینے تو مسلمان ہو جاوے تیری سلامتی ہوگی

مرزا صاحب کی مذکورہ بالا چھ ذباہوں والی دعا بھی بارگاہ الہی سے مردود ہوئی جسکی قبولیت کاپنی جماعت کو اطمینان دلایا تھا۔ اور بقول خود دعا کے مردود ہو جانے سے منافق ثابت ہوئے۔ اور رسالہ تحفہ قیصریہ میں جو سمانوں کی نسبت طرح طرح کے الزام و اتہام لگا کر اور اپنی جماعت کی وفاداری بتلا کر عجیب و غریب انکشافوں اور رنگ آمیز یوں سے۔ اور عاجزانہ ادب کے ساتھ ملکہ معظمہ کے حضور میں کھڑے ہو کر عرض کی گئی تھی۔ کہ وہ اسلام قبول کریں۔ یہ عرض ہی نامنتظر ہوئی۔ حضور ملکہ معظمہ کو ایک سال کے اندر نشان آسمانی دکھانے کے لئے بھی کہا تھا۔ اگر وہ پسند کریں۔ مگر انہوں نے ادھر بھی توجہ نہ کی۔

۱۶۱۷ء نومبر ۱۸۹۸ء کو مرزا صاحب نے ایک اشتہار دیا۔ جس میں دس جہانہ کہہ میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی ہے۔ کہ وہ مجھ میں اور محمد حسین میں آپ فیصلہ کرے۔ اور وہ دعایہ ہے۔ اے میرے ذوالجلال پروردگار۔ اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل چھوٹا اور مفری ہوں جیسا کہ محمد حسین ثاوی نے اپنے رسالہ اشاعت السنۃ میں بار بار مجھ کو کذاب و جال اور مفری کے لفظ سے یاد کیا ہے۔ اور جیسا کہ اس نے اور محمد بخش جعفری۔ اور ابو الحسن تبسبی نے اس اشتہار میں جو ۱۰ نومبر ۱۸۹۶ء کو چھپا ہے۔ میرے ذیل کرنے میں کوئی قبیحہ اٹھانیں رکھا۔ تو نے میرے مولا۔ اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل ہوں۔ تو مجھ پر ۱۳ ماہ کے اندر لینے وار دسمبر ۱۸۹۸ء سے ۱۵ جنوری ۱۸۹۹ء تک ذلت کی مار وار دو کر ۱۵ اور اگر تیری جناب میں مجھے دجاہت اور عزت ہے۔ تو میرے لئے یہ نشان ظاہر فرما۔ کہ ان تینوں کو ذیل اور رسوا اور ضربت علیہم اللہ کا مصداق کر۔ آمین۔ غم آمین۔

اس کے اخیر میں لکھتے ہیں۔ کہ۔

”یہ دعا بھی۔ جو میں نے کی۔ جواب میں الہام ہوا۔ کہ میں ظالم کو ذیل اور رسوا کر دوں گا۔ یہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔ فریقین میں سے جو کاذب ہے۔ وہ ذلیل ہو گا۔ یہ فیصلہ چونکہ

۱۷ اس سے آگے کچھ عبارت چھوڑ دی گئی ہے۔ جو مرزا صاحب نے حدیث خود پر بطور حکرار کلام لکھی ہے

اہام کی بنا پر ہے۔ اس لئے حق کے طالبوں کے لئے ایک گھلا گھلا نشان ہو کر ہدایت کی راہ ان پر کھولے گا۔ یہ دعا بھی بالکل بے نتیجہ اور مردود رہی۔ اور مرزا صاحب کے ہر سہ مخالفین کو کوئی واقعہ عظیم پیش نہیں آیا۔ جو اس پیشگوئی کا مصداق بن سکے۔ نہ ہی وہ کسی ذلت کی موت سے تباہ اور ہرباد یا رسوا ہوئے۔

اس پر صفائی یہ ہے۔ کہ حقیقتہً الٰہی ۱۸۷۰ء پر لکھتے ہیں۔ کہ مولوی محمد حسین اور ان کے ساتھیوں کے لئے کوئی تاریخ مقرر نہ تھی۔ اس کذب بیانی کی ہی کوئی حد ہے یا پھر دعویٰ ہے رسالت اور نبوت کا !!!

(۷) ۵ دسمبر ۱۸۹۹ء کو ایک اور اشتہار دیا جس میں درج ہے کہ :-

”اے مرے مولا! قادر خدا! اب مجھے راہ بتلا۔ اگر میں تیری جناب میں سبجا ہوں تو ایسا کر کہ جنوری ۱۹۰۰ء سے اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک میرے لئے کوئی اور نشان دکھلا۔ اور اپنے بندے کیلئے گواہی دے۔ جسے زبانوں نے کھلا گیا ہے۔ دیکھ! میں تیری جناب میں عاجزانہ ہاتھ اٹھاتا ہوں۔ کہ تو ایسا ہی کر۔ اگر میں تیرے حضور میں سچا ہوں۔ تو ان تین سالوں میں کوئی ایسا نشان دکھلا۔ جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہوگا۔
اخیر میں لکھا۔ کہ :-

”میں نے اپنے لئے قطعی فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ اگر میری یہ دعا مقبول نہ ہو۔ تو میں ایسا

ہی مردود۔ ملعون۔ کافر۔ بے دین اور خائن ہوں۔ جیسا کہ مجھے سمجھا گیا۔“ (۷) اشتہار مذکور

یہ دعا بھی نامقبول اور مردود ہوئی۔ اور کوئی نشان تین سال کے عرصہ میں ظاہر نہ ہوا۔

(۸) مرزا صاحب کی نسبت ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب نے موت کی پیشگوئی کی۔ کہ

مقابلہ میں مرزا صاحب کی زبان پر الہامی طور سے یہ دعا جاری ہوئی۔

”ہر فرق بین صادق و کاذب انت توی کل مصلع و صادق۔“

ترجمہ ہے خدا سچے اور جھوٹے میں فرق کر کے دکھلا۔ تو ہر ایک مصلع اور صادق کو جاننا ہے۔“

(حقیقتہ الہی مش۹ اور اشتہار خدا سچے کا حامی ہو)

پھر مرزا صاحب کو ان کے ملہم نے بشارت دی۔

”خدا قاتل قباو۔ مرزا شر تو محفوظ داراد۔“ یعنی اے دشمن تو جو تباہ کرنے کا ارادہ

رکھتا ہے۔ خدا تجھے تباہ کرے۔ اور تیرے شر سے مجھے نگاہ رکھے۔ (حقیقتہ الہی مش۹)

پھر کھوالہ الہام الہی لکھتے ہیں کہ۔

”مے دشمن جو میری موت چاہتا ہے۔ وہ خود میری آنکھوں کے روبرو اصحاب انبیل کی

طرح نابود اور تباہ ہو گا (تبرہ مش۵ نومبر ۱۹۰۰ء)

یہ الہامی دعائیں سبکی قبولیت کے الہام ہو چکے تھے۔ مرزا صاحب کے نقطہ خیال سے مردود

ہوئی۔ کیونکہ مرزا صاحب ڈاکٹر صاحب کی پیشگوئی کے مطابق مرگئے۔ ان مسلمانوں کے خیال کے

مطابق مردود قبول ہو گئی۔ کیونکہ مرزا صاحب نے اپنا کاذب ہونا ثابت کر دیا۔

۱۹۰۱ء ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب کے مقابلہ میں دو اور دعائیں الہامی طور پر مرزا

صاحب کی زبان پر جاری ہوئیں۔

(الف) رب کل شیء خدا مالک۔ رب فاحفظنی والفرنی۔ و ارحمہنی

یعنی اے میرے خدا ہر چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے خدا شریک شرارت سے مجھے نگاہ

رکھ۔ اور میری مدد کر۔ اور مجھ پر رحم کر۔ (حقیقتہ الہی مش۹)

(ب) اے انہی ابدی خدا۔ بیٹریوں کو کپڑے کے آ۔ اے انہی ابدی خدا میری مدد

کے لئے آ۔ (حقیقتہ الہی مش۱۰) افسوس کہ مرزا صاحب کے خدا نے ان اپنی بتائی ہوئی

الہامی دعائوں کا یہی کچھ خیال نہ کیا۔ اور دعاؤں کو مردود کر کے اس شخص کو فتح دیدی

جو اس کے مسیح کو کذاب، یسکار۔ شیطان۔ دجال۔ شریر۔ حرام خور۔ خائن۔ عجم پرست

نفس پرست۔ مفسد۔ منقری وغیرہ کہتا تھا۔

(۱۰) ۵ اپریل ۱۹۰۶ء کو مرزا صاحب کا ایک اشتہار بعنوان مولوی شتار الد

صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ شائع ہوا۔ مضمون غیر ضروری پر طویل ہے۔ جس میں پہلے مولوی صاحب کے مضمین کی جو مرزا صاحب کی تکذیب میں نکلتے رہے ہیں۔ شکایت کی ہے اور بالآخر کہتے ہیں۔ کہ :-

”میں خدا سے دعا کرتا ہوں۔ کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو عظیم و جبار ہے۔ جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعوائے مسیح موعود ہونے کا میرے نفس کا افترا ہے۔ اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں۔ اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے۔ تو اے میرے پیارے مالک۔ میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر۔ اور میری موت سے انکو اور انکی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین“ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے تمہارے میں جو مجھ پر لگاتا ہے۔ حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں۔ کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔“ اخیر میں پھر لکھتے ہیں۔ کہ :-

”یا اللہ میں تیرے ہی تقدس کا حامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتی ہوں۔ کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے“

آخری سطروں میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ :-

مولوی ثناء اللہ صاحب سے اتنا اس ہے۔ کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں۔ اور جو چاہیں اس کے پیچھے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے“

عبارت مذکورۃ العبد کی تشریح کی محتاج نہیں۔ مرزا صاحب کو اپنی اس دعا کی قبولیت پر اتنا گھمنڈ تھا۔ کہ انہیں یہ لکھ دیا۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے“ لیکن اللہ تعالیٰ نے واقعی سچا فیصلہ فرمادیا۔ کہ جھوٹے کو سچے کی زندگی میں

ہی ہلاک کر دیا۔ مولوی صاحب بفضلہ تعالیٰ تامل موجود اور بدستور مرزائی ہفتوات کی
 تردید فرما رہے ہیں۔ اور مرزا صاحب نے مئی ۱۹۰۸ء میں پیرس ہسپتہ صرف ایک گھنٹہ
 بیمار رہ کر مقام لاہور وفات پائی۔ ان کے نقطہ خیال سے یہ مہتمم بالشان دعا ہی
 نامقبول اور مردود ہوئی۔

نہد عشرۃ کاملۃ

مرزائی صاحبان مرزا جی کی ان دس عظیم الشان نامقبول و مردود دعاؤں کو ملاحظہ
 کریں۔ اور پھر مرزا صاحب کے بیان کردہ اصول و نص قرآنی (روما دعا و لکھنوی
 اللہ فی ضل) پر مکرر غور کریں۔ کہ مرزا صاحب تو صرف طاعون کی دعا کے متعلق اپنے
 مخالفین علماء کو لکھتے تھے۔ کہ تم کافر ہو۔ اس لئے تمہاری دعائیں قبول نہیں ہوں گی۔
 مگر یہاں مرزا صاحب کی نامقبول دعاؤں کا ایک مجموعہ دکھایا گیا ہے۔ تو پھر اس اصول کی رو
 سے مرزا صاحب کے کافر ہونے میں کیا شک ہے۔ جو ان کا خود مجوزہ ہے۔

۱۔ ایک میرزائی کو اختیار ہے۔ اور وہ کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ دعا منظور و مقبول ہوئی۔ کیونکہ
 دعائیں یہ الفاظ ہی تھے۔ کہ اگر یہ دعائے سیح موعود ہونے کا میرے نفس کا افتراء ہے۔ اور
 میں تیری نظیر میں مفسد اور کذاب ہوں۔ اور دن رات افتراء کرتا میرا کام ہے۔ تو اے میرے پاک
 مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں۔ کہ مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کر۔
 اور میری موت سے ان کو اور انکی جماعت کو خوش کر دے۔

لیکن اس صورت میں اُسے مرزا صاحب کو کذاب۔ مفسدی اور مفسد مانتا پڑے گا۔ دوسری صورت یہ ہے
 کہ دعا کو نامقبول اور مردود مانا جائے۔ اس حالت میں مرزا صاحب پر ان کا اپنا مجوزہ کفر عائد ہو گا۔
 اور استجاب الدعوات ہوتا ہی باطل ٹھہرے گا۔

نویں فصل

مرزا صاحب کے معتقد ایمانیہ اور انکی تعلیم اخلاق کے مسائل پر

بنے کیونکر جو ہو سب کار اُلٹا

ہم اُلٹے بات اُلٹی یار اُلٹا

مرزا صاحب کا اہام تھا۔ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَخْيٌ يُوحٰی

یعنی مرزا اپنی خواہش سے نہیں بولتا۔ بلکہ وہی کہتا ہے۔ جو اس پر وحی نازل ہوتی ہے اور تجلیات الہیہ ۲۵-۲۶ میں مرزا صاحب کہتے ہیں۔ کہ یہ مکالمہ الہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے۔ اگر میں ایک دم کیلئے ہی اس میں شک کروں۔ تو کافر ہو جاؤں۔ اور میری آخرت تباہ ہو جاوے۔

اس سے ظاہر ہے۔ کہ کم از کم دینیات اور روحانیات کے متعلق تو مرزا صاحب نے

جو کچھ لکھا ہے۔ وہ ضرور ہی اہام الہی سے لکھا ہے۔ لیکن اس مختصر کتاب کے گذشتہ اوراق سے مرزا صاحب کے اہامات اور تحریرات کے صدق یا کذب کا ناظرین خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔ فصل ہذا میں عام اعتقادات اسلامیہ کے متعلق مرزا صاحب کے خیالات کا مزید اظہار کیا جاتا ہے۔ جس سے ناظرین پر روشن ہو جائیگا۔ کہ مرزا صاحب کس قسم کے اسلام کو مانتے تھے۔ اور ان کے اخلاقی کہاں تک اسلامی اخلاق کہلانے کے مستحق تھے۔ اور کس حد تک وہ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی۔۔۔ الخ کے ماتحت بولتے تھے۔

(۱) توحید و ذات باری کے متعلق مشرکانہ اقوال۔

(الف) فصل چہارم میں بیان ہو چکا ہے۔ کہ مرزا صاحب اللہ تعالیٰ کی اولاد ہونے کے قائل تھے۔ چنانچہ انکو تین الہام ہوئے۔ جن میں انہیں ولد کے لفظ سے مخاطب کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ قرین مرام مثلاً پر مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ۔
 ”مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے۔ جسے استغادرہ کے طور پر اہل بیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں“

یہ ولد اور ابن وہ الفاظ ہیں۔ جن کی قرآن شریف میں جا بجا تردید و مذمت فرمائی گئی ہے۔ اور اس کے قائلوں کو گمراہ اور کافر کہا گیا ہے۔

(ب) قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لقد كفر الذين قالوا ان الله ثالث ثلاثة وہ لوگ ضرور کافر ہوئے۔ جنہوں نے کہا۔ کہ خدا تین میں سے ایک ہے۔ اس آیت سے عیسائیوں کے عقیدہ تثلیث کی بھگنی مقصود تھی۔ لیکن مرزا صاحب پاک توحید کے ساتھ پاک تثلیث کے ہی قائل تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ۔

اور ان دونوں مجتہدوں کے کمال سے جو حقائق اور مخلوق میں پیدا ہو کر نروادہ کا حکم رکھتی ہے۔ اور محبت الہی کی آگ سے ایک تیسری چیز پیدا ہوتی ہے۔ جس کا نام روح القدس ہے۔ اس کا نام پاک تثلیث ہے۔ اسلئے یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ ان دونوں کے لئے بطور ابن اللہ کے ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۳۰)

واہ مرزا صاحب! کہاں تثلیث کا لغتی عقیدہ! اور کہاں اس کے ساتھ لفظ پاک! مرزا صاحب نے ایسے گندے عقائد کی پاک اور ناپاک دو قسمیں بنا دی ہیں۔ تو مرزا میوں میں پاک جھوٹ پاک شرک پاک جوئے وغیرہ کا بھی ضرور رواج ہونا چاہیئے۔

لہذا کم از کم عیسائیوں کو تو مرزا صاحب کا شکور ہونا چاہیئے جسکے تثلیث جیسے بھول بھلیاں عقیدہ کی مرزا صاحب نے تصریح کر کے اسے پاک قرار دیا ہے۔

(ج) قرآن شریف فرماتا ہے۔ لَئِنْ شِئْتُمْ لَنَكْتُمِبَنَّ فِي شَيْءٍ رَّأَيْتُمْ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَىٰ أَكْبَرُ شَيْءٍ
کوئی چیز نہیں ہے) مگر مرزا صاحب کہتے ہیں کہ :-

اس وجود اعظم کے بیشمار ہفتے بے شمار پیر ہیں۔ عرض اور طول رکھتا ہے۔ اور
تینہ دے کی طرح اس کی تاریں بھی ہیں تو بیخ المرام مثلاً۔

(ح) قرآن شریف فرماتا ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَلِيمُ الرَّحِيمُ اَلَّذِي لَا يَكُنْ لَهُ
نہیں سکتیں) مگر مرزا صاحب کہتے ہیں کہ :-

یہ (صاحب الہام لوگوں سے) خدا قریب ہو جاتا ہے۔ اور کسی قدر پر وہ اپنے پاک
اور روشن چہرہ پر سے جو نور محض ہے اتار دیتا ہے۔ اور یہ کیفیت دوسروں کو میسر نہیں
آتی۔ بلکہ وہ تو بسا اوقات اپنے تئیں ایسا پاتے ہیں۔ کہ گویا ان سے کوئی ٹھٹھا کر رہا
ہے۔ (فروۃ الامام ص ۳۱)

(د) براہین احمدیہ کے صفحہ ۵ پر کہتے ہیں۔ اَعْفُو وَارْحَمْنِ السَّمَاءِ
سرمینا عاج۔ اسکی تشریح میں کہتے ہیں کہ ہمارا رب عاجی ہے۔ مگر عاجی کے معنی کی
بابت لکھا کہ معلوم نہیں ہوئے :-

بارش کی طرح وحی نازل ہوتی ہے۔ اور اللہ سے ہکلام ہونے کے مدعی ہیں۔
مگر الہام کے معنی نامعلوم ہی رہتے ہیں۔ اچھا ہم بتاتے ہیں۔

مرزا صاحب نے نبی اور محدث کے الفاظ کے لئے لغات کی کتابوں کو چہاں مارا
اگر عاج کے معنی ہی کتب لغت میں دیکھ لیتے۔ تو پتہ لگ ہی جاتا۔ سنو! عاج کے معنی
ہیں ہمتی و امانت۔ (ستخان فیل۔ سرگین (گوبر) وغیرہ) (دیکھو منتخب اللغات ص ۳)
اب مرزا علی صاحبان کی مرضی ہے۔ کہ اس الہام کی رو سے اپنے خدا کو ہمتی و امانت کا ترجمہ
لیں۔ یا گوبر گیش۔ ع بریں عقل و ایمان تقاضا کریند!

لے کر شن جی کا اوتار بننے والے کو شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر یاد آ گیا ہو گا
ہتے دوم از عاج در سو منات بد مرصع جو در جاہلیت منات

اللہ تعالیٰ کا یہ جلیبہ غالباً مرزا صاحب کی اس گہریو کتاب میں درج ہوگا۔ جسے وہ شریا
سے آثار کرانے کا دھار کرتے ہیں۔ ورنہ کلام اللہ میں تو ان باتوں کا کہیں پتہ نہیں۔
(۱) حقیقۃ الوحی میں لکھتے ہیں کہ:-

”پس روحانی طور پر انسان کیلئے اس سے بڑھ کر کوئی کمال نہیں کہ وہ استفادہ صفائی
حاصل کرے۔ کہ خدا تعالیٰ کی تصویر اس میں کھینچ جاوے۔“
توضیح المرام ص ۷۰ میں حضرت جبرئیل کی نسبت لکھتے ہیں کہ:-

”وہ خدا سے سانس کی ہوا۔ یا آنکھ کے نور کی طرح نسبت رکھتا ہے۔ اور خدا کی
جنبش کے ساتھ وہ ہی جنبش میں آجاتا ہے۔ اصل کی جنبش کے ساتھ سایہ کا ہلنا بھی طبعی طور
پر ضروری ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اسکی تصویر حکو روح القدس کے نام سے موسوم
کرنا چاہیے۔ محب صادق کے دل میں منقش ہو جاتی ہے۔“

ناظرین! خدا تعالیٰ کی عکسی تصویر محبت کے دل پر گذشتہ ۱۳۰۰ سال میں مرزا
صاحب کے سوانے اور کسی نے کبھی نہیں کھینچی تھی۔ مرزا صاحب نے اپنی عکسی تصویر اتر واکر مرید
میں تقسیم کر والی۔ بجا ہے اس کے اپنے دل پر سے خدا کی تصویر کا عکس ہی کیوں نہ اُتر وایا۔ تاکہ
عام لوگ اللہ میاں کی زیارت تو ان آنکھوں سے کر لیتے۔ جس سے از ابتدائے آفرینش محروم
ہیں۔ واہ جناب! واہ!! اللہ کی ذات اور اسکی عکسی تصویر! کیوں نہ ہو مجھ و دین جو ہوئے
بچہ بچہ جانتا ہے۔ کہ تصویر ہمیشہ خارجی و مادی وجود کی ہوتی ہے۔ خواہ دستی ہو یا عکسی
غیر مادی وجود کی تصویر بنانی ناممکن ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و دہم و از ہر چہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم
و قدر تمام گشت و بیا یاں رسید عمر ماہم چہ تاں در اول وصف تو ماندہ ایم

مرزا صاحب کا کشف ہے۔ کہ میں دیکھتا کہ میں خود خدا ہوں۔ اور یقین کیا۔ کہ وہی ہوں مگر کتاب

میں اس لئے شاہد خدا کو اپنا شکل سمجھ رہی اپنی تصویر مریدوں میں تقسیم کی ہو۔

جب اللہ کا جسم ہی نہیں۔ تو تصویر کیسی! اللہ کی ذات تشبیہ سے بالاتر ہے
تو پھر اسکی تشبیہ کا ذکر شرک اور کفر نہیں تو دور کیلئے ہے؟

حضرت جبرائیل کو خدا کا ماس۔ یا خدا کی آنکھ کا نور یا خدا کے جسم کا یہ
بتانا اور اس پر اعتقاد رکھنا مرزا صاحب اور ان کی امت کو ہی مبارک ہو۔ مسلمان تو
ان مشرکانہ عقائد سے سخت بیزار ہیں۔

(۲) نبوت کا دعوے۔

اگرچہ مرزا صاحب کی تصانیف و الہامات میں نبی اور رسول کے الفاظ شروع سے
ہی موجود تھے۔ مگر حکمت علی سے وہ اسکو حقیقت کے خلاف مجاز پر محمول کر کے اپنی نبوت کو
غلطی۔ بروزی۔ غیر حقیقی وغیرہ سے تعبیر کرتے رہے۔ مگر جوں جوں مرزا صاحب کے مرید
کی تدا و بر طعتی گئی۔ اس خیال کو بھی ترقی ہوتی رہی۔ اور گو پہلے پہل مدعی نبوت کو ملعون
کافر۔ و جال وغیرہ الفاظ سے موموم کرتے اور خاتم النبیین (آیت قرآنی) اور لابی بعدی
(حدیث شریف) کے معنی بھی کرتے رہے۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد کوئی نبی اور رسول نہیں۔ لیکن ۱۹۱۰ء میں ایک اشتہار بعنوان ایک غلطی کا ازالہ
لکیر آپ نے نبوت کی ایک خام بنیاد رکھ دی۔ اور بالآخر حکم کھلا نبوت کے مدعی بن گئے

۱۔ نبوت کے بارے میں آپ کی امت کے دو فرق لاہوری اور دہلوی بن گئے ہیں۔ اول الذکر کو نبی نہیں
مانتے اور ابتدائی اقوال سے سبکدوش کرتے ہیں۔ مگر آخر الذکر کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کو ۱۹۱۰ء تک سمجھا ہی نہیں
آئی کہ آپ نبی ہیں۔ یہ عقیدہ بنی ہو سکا ان پر ۱۹۱۰ء میں کھلا۔ (لاحظہ ہو حقیقۃ النبوة ص ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔ ۱۴۱۳۔ ۱۴۱۴۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۱۶۔ ۱۴۱۷۔ ۱۴۱۸۔ ۱۴۱۹۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۲۱۔ ۱۴۲۲۔ ۱۴۲۳۔ ۱۴۲۴۔ ۱۴۲۵۔ ۱۴۲۶۔ ۱۴۲۷۔ ۱۴۲۸۔ ۱۴۲۹۔ ۱۴۳۰۔ ۱۴۳۱۔ ۱۴۳۲۔ ۱۴۳۳۔ ۱۴۳۴۔ ۱۴۳۵۔ ۱۴۳۶۔ ۱۴۳۷۔ ۱۴۳۸۔ ۱۴۳۹۔ ۱۴۴۰۔ ۱۴۴۱۔ ۱۴۴۲۔ ۱۴۴۳۔ ۱۴۴۴۔ ۱۴۴۵۔ ۱۴۴۶۔ ۱۴۴۷۔ ۱۴۴۸۔ ۱۴۴۹۔ ۱۴۵۰۔ ۱۴۵۱۔ ۱۴۵۲۔ ۱۴۵۳۔

جس میں کوئی شرط وغیرہ نہیں تھی۔ دو یکہ اخبار بدرہ مارچ ۱۹۰۸ء و خط بنام انجیل
عام ۲۰ مئی ۱۹۰۸ء) لیکن اس صاف دعوے کے ساتھ ہی غیرت الہی جوش میں آئی۔
اور دفعتاً موت نے آپ کو آپکڑا۔

مرزا صاحب تے زمرہ سیح موعود اور بنی ہونے کا ہی دعوے کیا۔ بلکہ ہر ایک بنی
کے وجود اور کمال کے منظر بن بیٹھے۔ اور اس کے ساتھ ڈکوسلہ یہ لگا دیا کہ متابعت نامہ
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھے یہ درپہرہ حاصل ہوا ہے۔ اور میرا وجود حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود ہے، (و یکہ ایک غلطی کا ازالہ)
نیز وہ کہتے ہیں کہ۔

دربرم حاتمہ ہمہ ابرار	رالف) آدم نیز احمد مختار
داد آں جام را مرا تہمام	آنچہ دوست ہر بنی را جام
من بجز قال نہ کرتم نہ کیے	انبیا اگرچہ بودہ اند بے
ہر کہ گوید دروغ ہست بعین	کم شیم زان ہمہ بروہ بقین

مطلب یہ کہ باوا آدم صاحب سے لیکر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک جس قدر بنی ہوئے
ہیں۔ آپ سب کا مجموعہ ہیں۔ اور جو کمالات فرداً فرداً انبیائے کرام کو عطا ہوئے تھے۔ وہ
سب کے سب مرزا صاحب کو مل گئے ہیں۔ اور مرزا صاحب عرفان میں کسی بنی سے کم نہیں ہیں۔
اگر کوئی ایسا کہے تو وہ جھوٹا اور ملعون ہے۔

اب خدا تبارک نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا منظر پیش فرمایا ہے۔ اور تمام نبیوں کے
نام میرے طرف منسوب ہیں۔ میں آدم ہوں۔ میں شیث ہوں۔ میں نوح ہوں۔ میں ابراہیم ہوں
میں اسحق ہوں۔ میں اسمعیل ہوں۔ میں یعقوب ہوں۔ میں یوسف ہوں۔ میں موسیٰ ہوں۔ میں

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جو انبیاء کے کمالات جمع تھے۔ مرزا صاحب کل انبیاء کے کمالات کا
انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات میں جمع ہونا بیان کر کے گویا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
پر بھی فضیلت کے مدعی ہیں۔

داؤد ہوں۔ میں عیسیٰ ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں منظر ہر اتم ہوں۔ یعنی
ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں (حقیقتہ الہی ص ۷۷ حاشیہ)

(ج) اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جعفر رنیک اور راستباز مقصد نبی گذر چکے
ہیں۔ ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں۔ سودہ میں ہوں۔ برابری
احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۔

اس مسئلہ نبوت پر قادیانیوں نے حقیقتہ النبوة اور لاہوریوں نے النبوة فی
الاسلام دو ضخیم کتابیں لکھی ہیں۔ جو ان کے معقولات کو ظاہر کرتی ہیں۔ اور فریقین مرزا صاحب
کے ہی اقوال و تحریرات سے سنہرے پڑتے ہیں۔ لیکن بات یہ ہے کہ دونوں فریقوں کو گمراہ
مرزا صاحب نے ہی کیا ہے۔ جہاں ان کی بے شمار اقوال دعوائے نبوت کے منافی ہیں۔ وہ
ساتھ کے ساتھ بیسیوں جگہ دعوائے نبوت موجود ہی ہے۔ شائقین کو شوق ہو۔ تو
کسی مرزائی سے لیکر ہر دو کتب مندرجہ بالا ملاحظہ کریں۔

ہم صرف اس قدر کہنا چاہتے ہیں۔ کہ جو طے نبیوں کا اس امت میں حسب پیشگوئی مقرر
صادق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہونا ضروری تھا۔ جیسا کہ پچھلے زمانہ میں ہی
ہوتے رہے (دیکھو فصل اول کتاب ہذا) اس کے علاوہ اس جگہ انجیل سے ہی شہادت
پیش کی جاتی ہے۔ جس کے حوالے مرزا صاحب نے اکثر اپنی کتابوں میں دیئے ہیں۔

”جب وہ کیس (زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا۔ اس کے شاگرد اس کے پاس آئے اور
بولے کہ یہ کب ہوگا۔ اور تیرے آئے گا اور دنیا کے اخیر کا کیا نشان ہے۔ یسوع نے جواب
دیکر انہیں کہا۔ غرور ہوؤ۔ کہ کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے۔ کیونکہ بہترین میر نام پر آؤ گے۔
اور کہیں گے کہ ہم مسیح ہیں۔ اور بہتوں کو گمراہ کر گئے۔ اور تم لڑائیاں اور لڑائیوں کی افوا
سنو گے۔ خبردار مت گھبراؤ۔ کیونکہ ان سب باتوں کا واقعہ ہونا ضروری ہے۔ پر اب تک اخیر
تہیں ہے۔ کیونکہ قوم قوم پر اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھ چکی۔ اور کال۔ دبا میں اور جگہ

زلزلہ ہونگے۔ اور بہت جھوٹے نبی اٹھیں گے۔ اور بہتوں کو گمراہ کریں گے۔ (اگے چل کر کہا ہے) کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھیں گے۔ اور بڑے نشان اور کرائش دکھا دیں گے۔ یہاں تک کہ اگر ممکن تھا تو برگزیدوں کو ہی گمراہ کرتے۔ اس وقت انسان کے بیٹے کو باطل پر بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آنا دیکھیں گے۔“

دیکھو انجیل مرتس ۱۳۔ باب ۷۲۔ لوقا ۱۶۔ باب ۲۴۔ ۳۱ تا ۳۴۔ اعمال ۲۔ ۳۰۔ یوحنا ۱۵۔ ۲۸۔ متی ۲۴۔ ۳۰۔ ایسا ہی انجیل برنبا س میں لکھا ہے کہ ۱۔

”کہاں نے جواب میں کہا۔ کہ کیا رسول اللہ کے آنے کے بعد اور رسول ہی آئیں گے۔ رسول یسوع نے جواب دیا۔ اس کے بعد خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے سچے نبی کوئی نہیں آئیں گے مگر جھوٹے نبیوں کی بھاری تعداد آئیگی“ (دیکھو باب ۷، آیت ۷ تا ۱۰ انجیل برنبا س)

خود مرزا صاحب بھی اپنی متعدد تصانیف انجام الحکم۔ اربعین ۷۔ آئینہ کمالات اسلام۔ نشان آسمانی جون ۱۲۔ حامیۃ البشری وغیرہ وغیرہ میں جو حضرت خاتم النبیین

صلی اللہ علیہ وسلم۔ کسی نبی نئے یا پرانے کا آنا نہیں مانتے۔ بلکہ مدعی نبوت کو یربخت۔ منقری ملعون۔ کاذب اور کافر قرار دیتے رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ۱۔

ہست او خیر الکل خیر الانام ہر نبوت را برو شاخستام

ختم شد نفس پکش ہر کمال لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

پس بمقابلہ ارشاد دہلانی۔ احادیث صحیحہ۔ شہادت انا جہل مردوہ الوقت دائرہ خود مرزا صاحب کا نبوت کا دعویٰ کرنا اور سلسلہ نبوت کو ہمیشہ کے لئے جاری اور غیر ختم ماننا ناظرین غور فرمالیں۔ کہ کہاں تک اسلام کے موافق ہے۔

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ یہ ہے کہ ۱۔

”جو مسلمان کسی مدعی نبوت سے معجزہ طلب کرے۔ وہ ہی کافر ہے۔ کیونکہ اس کے

مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے میں شک ہے۔ (دیکھو خیرات الحمان مطبوعہ مصر منہ سطر ۹) وارد ترجمہ موسوم بہ جوہر البیان ص ۱۱۸ (۱) ملائکہ کے وجود سے انکار۔

مرزا صاحب ملائکہ کے وجود فی الخارج کے منکر ہیں۔ اور ان کو ستاروں کی ارواح مانتے اور کہتے ہیں۔ کہ ملائکہ زمین پر کبھی نہیں آتے۔ چنانچہ توفیج المرام ص ۱۱۸ میں لکھتے ہیں۔ کہ:-

۲۲ جبریل علیہ السلام جسکا سورج سے تعلق ہے۔ وہ بذات خود اور حقیقتاً زمین پر نہیں اترتا ہے۔ اسکا نزول جو شرع میں وارد ہے۔ اس سے اسکی تاثیر کا نزول مراد ہے۔ اور جو صورت جبریل وغیرہ فرشتوں کی انبیاء علیہم السلام دیکھتے تھے۔ وہ جبریل وغیرہ کی عکسی تصویر تھی۔ جو انسان کے خیال میں پیش ہو جاتی تھی۔ پھر کہتے ہیں۔ کہ:-

۲۳ ملک الموت بذات خود زمین پر اتر کر قبض روح نہیں کرتا۔ بلکہ اس کی تاثیر سے قبض روح ہوتا ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ نجوم کی تاثیرات سے ہو رہا ہے۔ ملائکہ ستاروں کی ارواح ہیں۔ وہ سیاروں کے لئے جان کا حکم رکھتے ہیں۔ لہذا وہ کبھی سیاروں سے جدا نہیں ہوتے۔ فرشتے ایک ذرہ برا ہی آگے پیچھے نہیں ہوتے۔ توفیج المرام ص ۱۱۸

مرزا صاحب محال عقلی سے بہت ڈرا کرتے تھے۔ چنانچہ وہ تمام مہتمم بالشان اسلامی مسائل کو عقل ناقص کے نامکمل ڈانچے میں ڈالنا چاہتے تھے۔ اس لئے ملائکہ کے متعلق بھی

۱۴ کیا کسی تصویر بلا وجود فی الخارج کے بھی بن جاتی ہے؟ مرزا صاحب بھی تو تصویر دیکھ رہے تھے۔ کیا وہ بلا وجود کے ہی اتر گئے تھے؟

ستارہ پرستوں کی کتب سے یہ عقلی ڈھکوسلے اخذ کئے ہیں۔ اور فلسفیانہ تاویلات و حکیمانہ توجیہات سے اسلام پر وسایتر۔ صاحبیوں اور وید کی تعلیم کو ترجیح دی ہے۔ لہذا اول مرزا صاحب کے ان خیالات کا عقلی تحقیقات سے ہی موازنہ کیا جاتا ہے۔

تاہم سرین سے مخفی نہیں کہ زمانہ حال کے ماہر ان فن نجوم نے ملاک جرمن۔ فرانس امریکہ وغیرہ میں دور بینوں وغیرہ کے ذریعہ اس امر کو مشاہدہ کر کے لکھا ہے کہ آفتاب مانتاب ستارے اور سیارے وغیرہ اجرام سماوی سب کے سب کڑے ہیں۔ اور انہیں سے بعض میں آبادیاں بھی ہیں۔ چنانچہ مرتج میں آبادی کا ہونا قریباً ثابت ہو چکا ہے۔ اس جدید تحقیقات علمی کے مقابلہ میں مرزا صاحب کا ملائکہ کو ستاروں کی ارواح کہنا کتنا مضحکہ خیز ہے! یورپ کے عالموں اور پروفیسروں نے یہ بھی تحقیق کیا ہے کہ ستاروں سیاروں شہاب ثاقب وغیرہ اجرام سماوی کا وجود مستقلہ ذیل اشیاء سے مرکب پایا گیا ہے۔ لوہ۔ کانسی۔ گندہک۔ سک۔ گلیشیا۔ چونا۔ الوسینیم۔ پولس سوڈا۔ تانتا۔ کاربن وغیرہ۔ (دیکھو موررانیہ جیالوجی مسقفہ ڈاکٹر سیریل کنسٹنٹ) اس کتاب کے ملاحظہ سے مرزا صاحب کے علم و فضل کا عمل خوب روشن ہوگا۔ اور ان کی اس نئی تحقیقات کی اچھی طرح قلعی کہل جائیگی۔ جیسا کہ کشف من اللہ کی حقیقت گذشتہ مضامین سے کہل چکی ہے۔

ہندوؤں پر تو آپ کا اعتراض ہے کہ وہ تینتیس کروڑ دیوتاؤں کو الہیت کے کاروبار میں خدا تائے کا شریک ٹھہرتے ہیں۔ (برہمن اعدیہ ص ۳۹۱ تا ۳۹۲ شامیر ص ۱) مگر خود ہر دولت ملائکہ کو ستاروں کی ارواح مان کر کہتے ہیں۔ کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ نجوم کی ہی تاثیرات سے ہو رہا ہے۔ تو فرق کیا رہا؟

ہندوؤں نے تینتیس کروڑ دیوتاؤں کو کاروبار الہیت میں شریک کیا۔ اور آپ نے بے شمار ستاروں کو!!!

اس سے معلوم ہوا۔ کہ مرزا صاحب کی یہ تعلیم بالکل مشرکانہ خلاف عقل اور خلاف واقعہ ہے۔

لیکن دوسری طرف مرزا صاحب عامل بالقرآن و حدیث ہونے کے بھی مدعی ہیں۔
قرآن شریف اور احادیث صحیحہ سے ملائکہ کے وجود کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے۔ جس سے مرزا صاحب کے اس باطل عقیدہ کی تکذیب ہو جائیگی۔ اگر مرزا صاحب دینی تعلیم کی کامیابی سے ان لفظوں میں انکار بھی فرما چکے ہیں۔ کہ۔

”مگر اس فلسفی الطبع زمانہ میں جو عقلی شائستگی اور ذہن کی تیزی اپنے ساتھ رکھتا ہے دینی کامیابی کی امید رکھنا ایک بڑی بھاری غلطی ہے۔“ ازالم ۲۶۸

قرآن شریف کو کہول کر مقامات ذیل کو دیکھو۔

(الف) وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا... سَيَجْعَلُ مَنصُورًا

(ب) هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفَ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ (سورہ الذاریات رک ۲۷)

(ج) اِذْ تَقُولُ لِلْمُهَيْمِنِينَ اَلَنْ يَكْفِيَكُمْ... بِمَسْئُومِينَ (مک ۲۷)

(د) فَارْسَلْنَا إِلَيْهَا رُسُلَنَا وَهَمْنَا فَمَا نَقَرُوا لَهُمْ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَهُمْ (سورہ یوسف رک ۲۱)

قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا (سورہ یوسف رک ۲۲)

اے چومچٹی ہوئی۔ ناظرین! آپ دیکھا کہ مرزا ابنا تنجہا نے اپنی نلم نہا عقلی تحقیقات کو دیکھ کر کس سانے تعلیم قرآن شریف و تعلیم دین کو کس عاثر خیال کیا ہے کہ بلا شرط و تمیز اگر دینی کامیابی سے ہی منکر ہو گئے ہیں!!
یعنی بدلائل کا ہی خوف تھا۔ جو آپ اسلام کے بیسیوں مسائل سے انحراف کر گئے!!!

لیکن دوسری طرف دیکھو۔ تو آپ نہ صرف اصلی روحانیت و عرفا کے ہی مدعی ہیں۔ بلکہ البدقائل سے زور و رو باتیں کرنے۔ آسمان پر اپنا نکاح پڑھوانے اور خدا کے منظر ہونے کے بھی دعویٰ دار ہیں۔ افسوس! اگر کے رہے نہ گھاٹ کے۔

حوالہ الف میں فرشتوں کا حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آنا۔ آپ کو اطمینان ملا۔ اور اگلی صبح تمام بستی کو تباہ کر دینا۔ کیا یہ سب کچھ ارواح کو اکب کا کام ہے؟
 حوالہ ب میں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر فرشتوں کا بطور جہان آنا۔ آپ کا ان کیلئے کھانا تیار کرنا۔ فرشتوں کا نہ کھانا۔ بیٹے کی ولادت کی خوشخبری دینا۔ کیا یہ ارواح کو اکب کے کام ہیں؟

حوالہ ج میں۔ پہلے تین ہزار تعداد فرشتوں کی بتانا۔ اور منزلیں انکی صفت بیان کرنا۔ اور پھر انچہ ستر فرشتوں کے ساتھ مدد پہنچانا۔ اور سو میں ان کی صفت بتلانا۔ کیا یہ بھی ارواح کو اکب ہی تھیں؟

حوالہ د میں۔ جس وجہ سے حضرت مریم علیہا السلام سے گفتگو کی تھی۔ اور ان کے سلاط کا جواب دیا تھا۔ کیا یہ بھی کسی ستارہ کی ہی روح تھی؟

مرزا آئی صاحبان۔ مرزا صاحب کی قبر سے پوچھیں یا ان کے بیٹے (موجودہ گدی نشین) یا مسعود احمد سے یا اپنے نور ایمان سے کام لیں۔ کیا قرآن شریف کے مندرجہ بالا حوالوں میں طائفہ سے ارواح کو اکب مراد ہیں؟ جو اپنی جگہ سے بقول مرزا صاحب ذرہ برابر جنبش نہیں کر سکتے۔ قرآن شریف میں بیسیوں جگہ طائفہ اور ان کے کاموں کا ذکر ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کرانے کا قلعہ مذکور ہے۔ مگر ایک متقی اور صاف باطن مسلمان کے لئے یہی چار حوالے کافی ہیں۔ باقی ضرورت ہو تو قرآن شریف پر تہریر کرنے سے مزید تکین تلب ہو جائیگی۔

سچے ستارے۔ سوان کی غرض و نایت آیات ذیل میں مذکور ہے۔

نَرَيَنَّ السَّمَاءَ زَلَّالًا فَيَا بَيْتًا بِمَقَابِیحٍ ۝ وَرَجَمَ بِهِمُ نَارُكَ السَّمَاءَ كَمَا تَسْأَلُكَ
 آراستہ کیا۔ فَبَا لِنَجْمِ هُمْ يَسْتَسْأَلُونَ ۝ اَزْمِجْ ۝ اور لوگ سماء سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ وَجَعَلْنَاهَا اَرْجَا مَالِ الشَّيْطَانِ ۝ (عجمہ) اور ہم نے سماء کو شیطان کے لئے ہرجا کیلئے بنایا

اسب اور حدیث کی طرف رجوع کرو۔

(الف) بخاری - مسلم - ابوداؤد - ترمذی - نسائی - ابن ماجہ میں بروایت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک حدیث ہے کہ ایک سائل آیا۔ اسکی صورت سو فیہ اور لباس کو دیکھ کر صحابہ متعجب ہو گئے۔ اس نے اسلام اور ایمان کے متعلق کچھ سوال کئے اور چلا گیا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خاندہ جبریل (علیہ السلام) اتاکم لعلکم حدیثکم (یہ حضرت جبریل تھے۔ اس لئے آئے تھے کہ تم کو تبارک دین سکھایاں) (ب) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم یدرأہذا جبریل الخذ من اس فوسم علیہ ارات الحرب حضرت رسول بقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر کے دن فرمایا کہ یہ جبریل ہے۔ یہ سلاح جنگ پہنچے گھوڑا پکڑے کھڑا ہے۔)

ان حوالوں میں جس وجود کا اتنا ذکر ہے۔ وہ ارواح کو اکب بتیں۔ یا اللہ کا فرشتہ؟ علیٰ ہذا حضرت جبریل علیہ السلام کا لشکر فرعون میں گھوڑے پر چڑھ کر آنا۔ دیکھو قرآن شریف اور بائبل، اور حضرت جبریل کا دو دن تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھانا رمضان المبارک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن مجید کا دور کرنا۔ وحی صحابی کی شکل میں آنا۔ اور صدیق اکبر اور ام المومنین عائشہ صدیقہ کو سلام پہنچانا۔ دیکھو احادیث مجموعہ کیا یہ سب ارواح کو اکب کے ہی کام ہیں۔ جو اپنے مستقر سے ایک لمحہ کے لئے بھی جدا نہیں ہو سکتے؟

اب ناظرین خود اندازہ کر لیں۔ کہ سچے مسلمان کے لئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر دل سے ایمان لانا اور اس پر یقین رکھنا امن وامان کا سیوا راستہ ہے۔ یا مرزا صاحب کے خرافات و مقصدات مجوسیہ صحیح ہیں؟ اور کیا اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلانا اور ان سے انکار کرنا کسی مومن مسلمان کا کام ہو سکتا ہے۔

ثبوت اور امانت تو چیز سے دیگر است۔

مگر لوگوں کو دکھانے کے لئے مرزا صاحب یوں بھی رقمطراز ہیں کہ:-
 از ملائک از خبرئے معاو
 آنہ از حضرت احدیت است
 انہ گفت آل مرتل رب العباد
 ملائکرا آل ستم لعنت است
 کیا مرزا صاحب کی سند جب بالا تحریر متعلق ملائک ان اشار کی تائید کرتی ہے؟
 (۴) قرآن و احادیث پر مرزا صاحب کا ایمان۔
 مرزا صاحب ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں کہ:-

”میں قرآن شریف کی غلطیاں نکالنے کے لئے آیا ہوں“

پھر آگے چل کر اسی ازالہ اوہام ص ۲۱ تا ۲۵ میں لکھتے ہیں کہ:-

”قرآن زمین سے اُٹھ گیا تھا۔ میں قرآن کو آسمان پر سے لایا ہوں“

قرآن شریف کا زمین سے اُٹھ جانا۔ اور اس میں غلطیوں کا ہونا نفس قرآنی واقفین
 نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَظٰفِرُونَ کے قطعی برخلاف ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف
 دنیا پر نازل فرما کر اسکی حفاظت کا خود وعدہ فرمایا۔ اور قرآن شریف میں کہیں نہیں فرمایا
 کہ کبھی یہ قرآن آسمان پر چلا جائیگا۔ اور پھر مرزا غلام احمد قادیانی کے اُٹھنے زمین پر واپس
 بھیجا جائیگا۔ تو مرزا صاحب کا یہ ادعا۔ محض باطل ہے۔ باقی رہا آپ کا قرآن شریف کی
 غلطیاں نکالنا۔ اور اس کے اسرار و رموز بیان کرنا جسکی بابت بہت لمبے چوڑے
 دعوے کئے جاتے ہیں۔ اس کا نمونہ اس کتاب کے گذشتہ اوراق میں دیا گیا ہے۔ کہ
 خلاف تعلیم قرآن آپ نے کیسے کیسے باطل عقائد مسلمانوں میں پھیلائے کی کوشش کی ہے۔
 قرآن شریف کی تحریف معنوی میں آپ نے خوب زور خرچ کیا ہے۔ قرآن شریف کی آیات کے
 معنی اور مطلب کچھ ہیں۔ اور آپ کچھ اور معنی کرتے ہیں۔ جنہیں علماء نے رد کیا ہے۔
 لہٰذا ہر اسی اس سے اتفاق ہے۔ لہٰذا یہ قرآن ہم نے ہی اتارا ہے اور ہم ہی کے محافظ ہیں۔

اگر اسی کا نام آسمان سے قرآن کا دوبارہ لانا ہے۔ تو ہم اسے دور سے ہی سلام کرتے ہیں۔
کشف کی حالت میں آپ کو انا انزلناک قریباً من العادیات بھی قرآن میں لکھا ہوا
نظر آیا۔ مگر قرآن اس تحریف سے اب بھی پاک ہے۔

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی اپنی تفسیر کے متن میں تحریر فرماتے
ہیں کہ لا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْفُرُوا بِالْحَقِّ کے معنی یہی ہیں کہ قرآن مجید کے معنی
حسب خواہش نفس کے کئے جاویں۔ اور سیاق و سباق کا لحاظ نہ رکھا جاوے۔ اور
مناظر کو خلاف قرینہ راجع کیا جاوے۔ جیسا کہ اکثر گمراہ فرماتے اسلام میں سے کیا کرتے ہیں؟
مرزا صاحب بھی قرآن شریف کے معنی کرنے میں ایسا ہی کرتے ہیں۔ جیسا مسئلہ حیات
مسح علیہ السلام میں انہوں نے مناظر کے ایر پھر سے کام لیا ہے۔ اور آیت قرآنی کے معنی
اپنے مفید مطلب نکالنے کی کوشش کی ہے۔

حدیث شریف کے شعلق جو مرزا صاحب کی روش ہے وہ ان کے اس قول
سے ظاہر ہے۔ کہ :-

۱۔ جو حدیث ہمارا الہام کے خلاف ہو ہم اسے ردی میں پھینک دیتے ہیں۔
(الحجۃ اعمیٰ ص ۱۳۰ و ازالہ اودام وغیرہ) ضمیر تعد کر کر دے
آپ کے الہاموں کی جو حالت ہے۔ روشن ہے۔ جن کا سرا سر غلط ہونا اس مختصر رسالہ
میں ہی ثابت کیا جا چکا ہے۔ اور فصل آئینہ خدمت سے قابل ملاحظہ ہے۔ بجائے
اس کے کہ مرزا صاحب حسب طریق سلف صالحین اپنے الہاموں کو قرآن و حدیث پر پیش
کرتے۔ الٹا حدیثوں کو اپنے الہاموں پر پیش کرتے ہیں۔ اور تقویٰ اور خوف خدا
کو چھوڑ کر عجب و تکبر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور
زبانی دعویٰ یہ ہے کہ میں فانی الرسول ہوں۔ اور بوجہ کامل اتباع عین محمد بن گیا ہوں
میرے وجود میں محمد کے سوائے کچھ نہیں ہے۔ (دیکھو اشتہار ایک غلطی کا ازالہ) نیز کہتے ہیں

اقتدائے قول او در جان ماست

ہرچہ ز وثابت شود ایمان ماست

اس دورنگی نے مرزا صاحب کو مخبر صادق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی کا مورد بنا دیا۔ اور آنحضرت کا فرمان ۱۳۰۰ برس کے بعد اپنے لفظوں اور معنوں کی رو سے بالکل صحیح ثابت ہوا۔ ارشاد مبارک یوں ہے۔

عَنِ الْقَدِّامِ بْنِ مَعْدٍ يَكْرَبُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَلَا إِنِّي أُؤَيِّتُ الْقُرْآنَ وَمَثَلُهُ مَعَهُ أَلَا يُشَاكُّ رَجُلٌ شُبَّانًا عَلَى أَمْرٍ يَكْتُمُ يَقُولُ
عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْقُرْآنِ فَمَا وَجَدْتُمْ قَبِيْرًا مِنْ خَلَالِ أَهْلِهِ وَمَا وَجَدْتُمْ قَبِيْرًا مِنْ
حَرَامٍ غَيْرِ مُؤْمِنٍ وَإِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ كَمَا حَرَّمَ اللَّهُ (الحدیث) (رواہ ابوداؤد
والدارمی وابن ماجہ) (مشکوٰۃ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة)

لینے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے قرآن ہی دیا گیا ہے۔ اور قرآن کے ساتھ
اسکی مثل بھی ضرور ہو۔ قریب ہے۔ کہ ایک پیٹ بھرا کھانا پیتا مفروضہ شخص اپنی چھپر کٹ پر
بیٹھا ہوا یہ کہے گا۔ کہ تم حرف قرآن کو لو۔ اور جو اس میں حلال ہو۔ اسکو حلال سمجھو۔ جو حرام ہو۔
اسکو حرام خیال کرو۔ تحقیق یہ ہے۔ کہ جسکو رسول اللہ حرام کرتے ہیں۔ وہ ہی ایسا ہی ہے
جیسا کہ خدا نے اسے حرام کیا ہے۔

اسی کتاب مشکوٰۃ شریف میں ایک اور حدیث اس طرح سے ہے۔
عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ الْفَيْنِ أَهْلًا
مُتَّكِئًا عَلَى أَمْرٍ يَكْتُمُ يَأْتِيهِ الْإِسْرَافُ مِنْ أَمْرٍ يَمُرُّ بِهَا أَوْ تَهَيُّتُ عَنْهُ فَيَقُولُ
لَا أَدْرِي مَا وَجَدَ خَلْقِي كِتَابَ اللَّهِ اتَّبَعْتُ لَهُ (رواہ احمد ابوداؤد والترمذی وابن ماجہ
والبيهقي في وائل النبوة)

مطلب اسکا یہی ہے۔ جو پہلی حدیث کا ہے۔ رَجُلٌ شُبَّانًا عَلَى أَمْرٍ يَكْتُمُ

کی تعریف مرزا صاحب پر کسی صادق آتی ہے۔ آپ نے نہ خدمت دین کے لئے کوئی سفر کیا۔ نہ فرض حج ادا کیا۔ حالانکہ نہ صرف کھانے پینے سے ہی بطیفیل مریدان و دیگر اہل اسلام آپ بے فکر تھے۔ بلکہ لاکھوں روپیہ کی جائیداد کے مالک تھے۔ مقویات و مسفرحات نے آپ کے دماغ پر یہاں تک اثر ڈالا۔ کہ حدیث شریف سے ہی منکر ہو بیٹھے۔ اور پیشگوئی کی پوری پوری تصدیق کر دی۔

سکاشس! مرزا صاحب آیت وَمَا يَنْفَعُ عَنِ الْحَيٰۤی اِنْ هُوَ اِلَّا وَغِيْرُهٗ پر تدبر کرتے۔ اور ارشاد باری تعالیٰ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ سَمْعِیْ لِلّٰهِ اَسْمَعُ حَسَنَةً کہ وہ نظر رکھتے۔ لیکن انہیں قرآن و حدیث سے سروکار ہی کیا تھا۔ وہ تو ہر تحریر میں اپنے مطلب اور غرض کو ملحوظ رکھتے تھے۔ اور طرز عمل انکایہ تھا۔

ہم تو مانیں گے وہی جس میں ہو مطلب کا نشان
باقی سب لغو ہے اور چوٹ حدیث و قرآن

(۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے معجزات کی توہین۔

حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کے تعلق مرزا صاحب کی تحریرات ایسی دل آزار اور سنا مذاہنہ ہیں۔ کہ اس کے اظہار و تحریر سے ہی بدن پر روگئے کھڑے ہوتے ہیں جس مقدس نبی کے حالات قرآن کریم میں تفصیل و تفسیر کے ساتھ درج ہوں۔ ان پر ہر طرح کے بہتان و افتراء باندھنا۔ اور اس کے ذلیل کرنے میں ایڑی چوٹی لگا کر زور لگانا کچھ مرزا صاحب کے ہی منہ کو زیب دیتا ہے۔ جب اعتراض ہوا تو کہہ دیا۔ کہ یہ اعتراض بائبل کی بنا پر کئے گئے ہیں۔ بھلے آدمی! بائبل تو محرف ہے۔ اس کے بیان سے سند پکڑنے کی آپ کو کیوں ضرورت پیش آئی۔ جبکہ قرآن کریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پاکی بیان کرتا ہے۔ یہودی ہی تو ایسے ہی الزام لگاتے تھے۔ جن کی قرآن شریف نے تردید کی ہے۔ ایک جواب مرزا صاحب کی طرف سے یہ بھی دیا جاتا ہے۔ کہ یہ جو کچھ

لکھا گیا۔ یسوع کی نسبت لکھا ہے۔ ناطس میں! یہ بھی ایک مرزاؤں دھوکا ہے۔ ورنہ
توضیح المرام ص ۱۸۱ اور نور القرآن اور تحفہ قیصر یہ صفحہ ۲۱-۲۲ و ۲۵ براہین حصہ پنجم ص ۱۸۱ احاشیہ
میں یسوع اور مسیح کے لفظ سے حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام ہی مراد لینی ہے۔

ذیل میں مرزا صاحب کی حقیقت دکھانے کیلئے انکی ہرزہ ورائی کی کچھ نقل کی جاتی ہے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت لکھتے ہیں کہ:-

(۱) آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ یمن وادیاں اور نائیاں آپ
کی زنا کار اور کبھی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ (۱) د ضمیمہ
انجام آتم)

(۲) ایسے ناپاک خیال۔ متکبر۔ اور استبازوں کے دشمن کو ایک پہلا مانس آدمی
بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اسے بنی کہا جائے۔ مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے
کے زیادہ وقت نہیں رکھتا۔ (حوالہ ایضاً)

(۳) مسیح کے حالات پڑھو۔ تو یہ شخص اس لائق نہیں ہو سکتا کہ بنی بھی ہو۔
(الحکم ۲۱ فردی سنہ ۱۹۰۲ء)

(۴) مسیح کی استبازی اپنے زمانہ کے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوئی
بلکہ عیسیٰ بنی کو اس پر ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہ پیتا تھا۔ اور کبھی نہیں سنا گیا
کہ کسی فاحشہ عورت نے اگر اپنی کمانی کا عطر اس کے سر پر ملا تھا۔ یا ہاتھوں اور سر کے
بالوں سے اسکو چھو آتا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ (رواف
البلاد اپریل سنہ ۱۹۰۲ء) نیز لکھتے ہیں کہ:-

یہ بات پوشیدہ نہیں۔ کہ کس طرح پر وہ نامحرم جوان عورتوں سے ملتا تھا۔ اور
کس طرح ایک بازار میں عورت سے عطر ملواتا تھا۔ وہ ایک لڑکی پر عاشق ہو گیا۔ اور جب اسکو
کے سامنے اس کے حسن و جمال کا تذکرہ کر بیٹھا۔ تو اسنادنے اسے حاق کر دیا۔ (الحکم

۲۱ فروری ۱۹۰۲ء

(۵) آپ کو کیتھر جھوٹ پونے کی یہی عادت تھی۔ آپ نے ایک یہودی استاد سے ترمیم پڑھی تھی۔ یا تو قدرت نے آپ کو زیرِ کاسے بہت حصہ نہیں دیا تھا۔ یا استاد نے شرارت سے آپ کو سادہ لوح رکھا۔ بہر حال آپ علم اور عملی قوت میں بہت کچھ تھے۔ اسی لئے آپ کے بھائی آپ سے سخت ناواض رہتے تھے۔ اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں مزور خلل ہے۔“

(۶) آپ کو تین مرتبہ شیطانِ الہام ہوا جسکی وجہ سے خدا سے منکر ہونے کیلئے دیتا ہو گئے (ضمیمہ انجامِ اہم ص ۷)

(۷) نہایت شرم کی بات ہے۔ کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز ہے۔ اس کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا۔ کہ یہ میری تعلیم ہے۔ (اگے لکھتے ہیں) لا فکرا ہے۔ کہ وہ تعلیم ہی کچھ عمدہ نہیں عقل اور کانشنس دونوں اس تعلیم کے سنبہ پر طمانچہ مار رہی ہیں۔ (ضمیمہ انجامِ اہم)

(۸) حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف بنجار کے ساتھ ۲۲ برس کی مدت تک بخمدی کا کام ہی کرتے رہے۔ (ازالہ ادا ص ۳۳) نیز دیکھو تو فیج بزم ص ۲۱-۲۲ جہاں ایک ہناست گہرے پیرایہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بنیر باپ کی پیدائش کے قصہ کو استعارہ اور مجاز بنا دیا ہے۔ اور اسکو ایک روحانی اور عرفانی مرتبہ سے تعبیر کیا ہے۔ گویا ان کو یوسف بنجار کا بیٹا تسلیم کیا ہے۔

سچے پٹیل کے ایک عزیز شخص مگر شیخ عباد اللہ صاحب پہلے مرزا صاحب کے مرید نہیں تھے۔ جو عمرہ و دار لینے ۲۰-۲۵ سال تک مرید رہے۔ مگر بعد میں مرزا کی تعلیم ان پر باطل ثابت ہوئی۔ اور تائب ہو گئے۔ لیکن میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ جبکہ عند الملاقات ایک روز انہوں نے مجھے اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو یوسف بنجار کے بیٹے تھے۔ بن باپ کی پیدائش کا قصہ غلط ہے۔ یہ اثر ان پر مرزا کی تعلیم کا ہی ناخوشگوار معلوم ہوتا ہے۔

(۹) مسیح کا نمبر ہر ایت اور توحید اور فی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ایسا کم درجہ رہا۔ کہ قریب قریب ناکام کے رہا۔ (ازالہ اوہام ص ۳۱۱ و ۳۱۲) وہ پورا ناتوان اور بے علم تھا۔ اسکی رہنمائی میں کلام ہے: (الحکم ۱۱۔ فروری ۱۹۰۲ء)

(۱۰) اگر مسیح کے اصل کاموں کو ان حواشی سے الگ کر دیا جائے۔ جو محض افراط کے طور پر غلط فہمی کی وجہ سے گھڑے گئے ہیں۔ تو کوئی عجب نہ نظر نہیں آتا۔ بلکہ مسیح کے معجزات اور پیشگوئیوں پر حسد و اعتراض اور شکوک پیدا ہوتے ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ کسی اور نبی کے انوار قیام یا پیش خبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے ہوں (ازالہ مٹ) مگر پھر بھی غلام اللہ ایک انبار معجزات کا ان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ (ازالہ مٹ) عیسائیوں نے آپ کے بہت سے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوائے کدو قریب کے اور کچھ نہیں تھا (ضمیمہ انجام اتم ص ۷۰)

یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ ہے۔ کہ مسیح مسیح کے پرندے بنا کر اور انیس چوبیس مار کر انہیں مسیح مسیح کے جانور بنا دیتا تھا۔ بلکہ عل تراب تھا۔ جو روح کی قوت کو ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا۔ جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہر حال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم سے تھا۔ اور وہ مٹی حقیقت ایسی مٹی تھی۔ جیسے سامری ساگو سال (ازالہ مٹ ۳۲۲)

یہ وہ ۲۲ سال تک اپنے باپ یوسف بخار کے ساتھ سنہاری کا کام کرتا رہا۔ اس پیش میں کلوں وغیرہ کا بنانا خوب آتا ہے۔ کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور پر ایسے طریق پر اطللاع دیدی ہو۔ جو ایک کھلو ناکل کو دبانے سے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر پرواز کرتا ہو (ازالہ مٹ ۳۲۲)

۱۲۹ قرآن شریف کا کیا معنی نکار ہے۔ آگے مفصل ذکر آتا ہے۔

اگر یہ عاجز اس عمل و سریر میں اکو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے اس پر قوی رکھتا تھا۔ کہ ان اعبوہ بخائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا اور اذالتہ (سج جیسے معجزات دکھلانے سے) تنویر باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے۔ اس کو دکھلانے والے، کسے؟ نقص سے بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے۔ (ازالتہ ۳)

ناظرین! آپ نے دیکھ لیا۔ ایک پیغمبر کی تنگ اور اس کے معجزات کی بے وقعتی اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے۔ مرزا صاحب کے ان خیالات سے ظاہر ہے کہ آپ کا قرآن کریم ہر بالکل ایمان نہ تھا۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ وہ قرآن شریف کی مرتب آیتوں کے برخلاف کہتے۔ ذیل میں نمبر وار مرزائی ہمنوات مندرج بالا کی تردید میں آیات قرآنی ماحول دیا جاتا ہے۔ کلام الہی سب کائناتوں کے پاس موجود ہے۔ اصل آیات دیکھ کر اپنے ایمان کو تازہ کر سکتے ہیں۔

(۱) آپ کے خاندان کی تفسیر۔ وَإِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ... بیحد ضابطہ
آل عمران رکوع ۴۷

حضرت مریم علیہ السلام کی صفات و تطہیر وَإِذْ قَالَتِ الْمَلِئِكَةُ يَا مَرْيَمُ... سے
ہنسنا و النامین تک (آل عمران رکوع ۵)

(۲ و ۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت و رسالت۔ إِنَّمَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ مَلَكُ
اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ (النساء رکوع ۲۳)

(۴) آپ کے اصلی اوصاف۔ وَإِذْ قَالَتِ الْمَلِئِكَةُ لِمِائِمُ إِنَّ اللَّهَ يَبْشِرُكَ
... سے ... بِابْنٍ نَّصِيحٍ تک (آل عمران رکوع ۵)

(۵ و ۶) آپ کی تعلیم و حکمت۔ وَلِكَلِمَةٍ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ سے ... بِابْنِ إِسْرَءِيلَ تک
آل عمران رکوع ۶

(۷) اسمیل اللہ تعالیٰ نے برائے ہدایت عطا فرمائی۔ وَقَفَّيْنَا لَهُ آتَاءَ دِهِم سے

لَمُتَّعَيْنَ بِكَ (المائدہ رکوع ۷)

(۸) حضرت عیسیٰ اور انکی والدہ کا آیت و نشان قدرت ہونا۔ وَالَّتِي أَحْضَنْتَ ذَرْوًا

فَنَفَعْنَا بِنِهَا مِنْهُ دَخَنًا وَهَاجَلًا وَأَبْنَاهَا أَتَيْنَا لِلْعَالَمِينَ (الانبیاء رکوع ۶)

(۹) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مایاب دنیا کے زمروں میں داخل ہونا۔ وَتِلْكَ حُجَّتُنَا

اخیر رکوع تک (الانعام رکوع ۱۰)

آپ کا موید بروح القدس ہونا۔ وَأَتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيْتَ وَإَيْنَا نَا كَافِرًا

الْقُدُسِ (البقرہ رکوع ۱۱)

(۱۰) مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں سے کہیں توصاف انکار کیا ہے۔

اور کہیں ان کے معجزات کو سمریزم اور مکررہ افعال سے نامزد کیا ہے۔ ذیل میں قرآن شریف سے ان کی اس تعبیری کی تردید کی جاتی ہے۔

قول مرزا صاحب	تردید برواق قرآن شریف
(الف) مسیح نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا۔ ان کے معجزوں پر بے حد شکوک پیدا ہوتے ہیں۔ آپ کے ہمتدین سوائے مکر و فریب کے کچھ نہ تھا۔	(الف) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَأَتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيْتَ وَإَيْنَا نَا كَافِرًا (البقرہ رکوع ۱۱) نیز دیکھو کہ۔
(ب) یہ اعتقاد مشترک ہے کہ مسیح مٹی کے مازور بنا کر بیونک مادہ تھا اور وہ پرند بن کر اڑ جاتے تھے۔ یہ سیریز تھا۔ یا تالاب کی مٹی کی تاثیر تھی۔ یا دیسف بخار کی تعلیم سے کوئی کھلوتا بنا لیا ہوگا۔	(ب) قرآن شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کا حال اس طرح لکھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے احسانات حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اس طرح جلتا ہے۔
	(۱۱) ہم نے تم کو روح القدس سے مدد دی۔

قول مرزا صاحب

تردید بروئے قرآن شریف

(۲) تم نے پنگھوڑے میں پیدا ہوئے ہی، یہی والد
بڑے ہو کر بھی لوگوں سے کیسا کلام کیا۔ یعنی بن باب
کے پیدا ہو کر اپنی والدہ کی پاکبازی کی تصدیق کی۔

(۳) تردید اور انجیل تم کو عطا کی گئی۔

(۴) مٹی سے ایک پرند کی صورت بنائی۔ اور اس میں
چونک ماری۔ تو وہ زندہ جانور ہو کر اڑ گیا۔

(۵) مادر زاد کوڑھی اور اندھے کو چنگا کیا۔

(۶) قبر میں سے مردے کو زندہ کر کے نکالا۔

(۷) ہم نے بنی اسرائیل کو تم پر دست درازی کرنے
سے روکا۔ اور قتل و غیبت سے محفوظ رکھا۔

(۸) تم پر آسمان سے خانہ آمار اگیا۔

(دیکھو سورۃ ماڈہ رکوع ۱۵)

اس قدر صاف اور صریح معجزات کے ہوتے ہوئے
مرزا صاحب کا انکار کیا جاتا اور معجزوں میں شک شبہ
رکھنا صاف طور پر قرآن شریف سے دو گردانی نہیں
تو اور کیا ہے؟

(ج) یہ معجزے ایک کمزور قابل
نقوت حرکات ہیں۔ ان سے تزکیہ نفس نہیں
ہو سکتا۔ اگر یہ افعال قابل نقوت نہ ہوتے
تو ان سے بھی زیادہ شیعہ دکھلا سکتا تھا۔
(رج) آپ بنی کا ذبا ہے۔ معجزے نہ پائے تو
انگو رکھتے بتائے۔ لوگوں کے مرنے اور اپنے دشمنوں
کی ہلاکت کی بیسیوں پیشگوئیاں آپ نے کیں۔
جن کو معیار صدق و کذب قرار دیا۔ ان میں بھی

(ج) یہ معجزے ایک کمزور قابل
نقوت حرکات ہیں۔ ان سے تزکیہ نفس نہیں
ہو سکتا۔ اگر یہ افعال قابل نقوت نہ ہوتے
تو ان سے بھی زیادہ شیعہ دکھلا سکتا تھا۔

آپ نے کیا خاک بوجہ نمائی کی۔ (دیکھو فصل کتاب ہدایہ)
اور پھر مسلمانوں کے ڈر سے دکھلاوے کے لئے
اس طرح ہی لکھتے ہیں۔

معجزات انبیائے سابقین
آنحضرت قرآن میں انشائے بایقین
پر ہمہ زبان و دل ایمان ماست
ہرگز انکار سے کند از اشقیاست

دیکھ لیجئے! کیا اچھا ایمان ہے!!

چند اور تحریرات

مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام قریب قیامت واپس
تشریف لائینگے۔ مگر مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان الفاظ میں ڈالتے ہیں۔
(الف) انیک نم کہب بشارات آدم ۛ عیسیٰ کجاست تا بہ نہد پایہ منبرم
(ب) ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ۛ اُس سے بڑھ کر غلام احمد ہے
(ج) پھر یو یو آف ریلیجز میچ ۲۵ جون ۱۹۰۲ء میں لکھتے ہیں کہ :-
یہ ندانے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت
بڑھ کر ہے۔

لے بے شک !

ۛ ابن مریم کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ مرزا صاحب کے حکم کی تعمیل جو مرید کرنا چاہیں گے۔ انکو
قرآن مجید کی قرات و سماعت چھوڑنی پڑے گی۔

(د) کشتی نوح میں لکھتے ہیں کہ:-

”گو خدا نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ مسیح محمدی۔ مسیح موسوی سے افضل ہے۔ لیکن

تاہم میں مسیح ابن مریم کی بہت عزت کرتا ہوں“

بڑی مہربانی! نہایت تواضع! عزت کرنے پر یہ حال ہے۔ جلاو پر درج ہوا۔ اگر

کہیں ذلت کرنے لگے۔ خدا جانے کیا سے کیا کر دیتے۔ خاتمہ مسیح علیہ السلام کا دنیا سے وجود

ہی اڑا کر ان کو استعارہ اور مجاز بنا دیتے !!!

جفا میں ہم پکے ہیں اتنی مہربانی کی حالت میں
خدا جانے اگر تم خشکیں ہوتے تو کیا کرتے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

دوسری طرف جب مرزا صاحب کو کچھ اور مطلب نکالنے کی ضرورت ہوئی۔ تو

۲۵ مئی ۱۸۹۷ء کو ایک رسالہ بنام تحفہ قیصریہ تیار کر کے بطور مبارک باد جشن جوہلی ملک

مغلہ قیصر ہند کے حضور میں پیش کیا۔ جس میں سلطنت کے ساتھ صرف اپنی جماعت کو

وفا دار اور دیگر کل اہل اسلام کو گورنمنٹ کی نظریں باغی و طاغی ظاہر کیا۔ اور جہاد کو ناجائز

قرار دیا۔ اور اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں نہایت تعظیم و تکریم کے الفاظ استعمال کئے

چنانچہ لکھتے ہیں کہ:-

”اس (خدا) نے مجھے اس بات پر بھی اطلاع دی ہے۔ کہ درحقیقت یسوع مسیح

خدا کے نہایت پیارے اور نیک بندوں میں سے ہے۔ اور ان میں سے ہے۔ جو خدا کے

برگزیدہ لوگ ہیں۔ اور ان میں سے ہے جن کو خدا اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنے نور

کے سایہ کے نیچے رکھتا ہے۔ خدا انہیں مگر خدا سے دامن ہے۔ اور ان کا ملوٹ میں ہے

جو تہڑے ہیں۔“ ص ۲۱-۲۲۔ ایسا ہی ص ۲۳ و ۲۴ وغیرہ پر یسوع مسیح کو خدا کا پایا اور کامل انسان لکھا ہے۔

غرض یہ رسالہ جو خاص مطلب کے لئے لکھا گیا تھا۔ اس میں اسی حضرت یسوع مسیح کی جس کے حق میں پہلے اتنی ڈرافٹ تھی فرمائی تھی۔ خوب تعریف و توصیف کی۔

مرزا صاحب نے بروز کا مسئلہ نکال کر اس سے بھی خوب ہی فائدہ اٹھایا۔ اور اس قوطی گرائی کے آلہ کی برکت سے جو چاہا اور جب چاہا۔ اسی وقت وہی بن گئے۔ چنانچہ اس فصل کے فقرہ ۱۸ میں بیان ہو چکا ہے۔ کہ مرزا صاحب ہر ایک نبی کا منظر اور نمونہ ہونے کے مدعی تھے اور ہر ہندؤں کے لئے آپ کرشن جی جہارنج کا بروز اور کلنی اوتار بن گئے۔ پھر نبوت کو مستحکم کرنے کے لئے ایک اشتہار ایک غلطی کا ازاں لکھا۔ تو اس میں کامل اور مکمل طور پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منظر اتم ہونے کے دعویدار ہو گئے۔ اور یہاں تک کہ دیا۔ کہ میں کوئی علیحدہ وجود نہیں ہوں۔ بلکہ میں محمد ہوں۔ پھر میری نبوت کے دعوے سے کیوں گھبراتے ہو۔ محمد کی نبوت تو محمد کے ہی پاس رہی۔ اگر کسی غیر کے پاس چلی جاتی تو غیرت کا مقام تھا۔ دیکھو کیا غلطی کا ازاں لیکن ان سب عقائد۔ بروز۔ قل۔ منظر اور نمونہ وغیرہ کی اصل بنیاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عدم تزلزل کو ثابت کرنے کے لئے رکھی گئی تھی۔ اس کا مزید علاج انہوں نے یہ سوچا۔ کہ تو مسیح کا چولا ہی پہن لیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ کہ۔

”حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے ایک نائب کی درخواست کی۔ جو انہی کی حقیقت و جوہر کا متحد و مشابہ ہو۔ اور بمنزلہ انہی کے اعتقاد و جوارح کے ہو۔ اللہ نے ان کی واقبول فرما کر میرے دل میں مسیح کے دل سے بھونکا گیا۔ تو مجھے تو جہات و ارادات مسیح کا طرف بنایا گیا۔ حتیٰ کہ میرا اسم اس سے پہر گیا۔ اور اب میں وجود مسیح کی سلک میں اس طرح پردہ کیا گیا ہوں کہ ان کا کالبہ و روح میرے نفس کے اندر عیاں ہے۔ اور ان کا وجود میرے وجود کے اندر پنہاں۔ مسیح کی جانب سے ایک بجلی کو تھک کر آئی۔ اور میری روح نے اس سے کامل

طور پر ملاقات کی۔ یعنی وجود مسیح کے ساتھ جو اتصال ہوا ہے۔ وہ تخیل سے بڑھ کر ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ میرا دل۔ میرا جگر۔ میرے عروق۔ میرے اعضاء۔ مسیح ہی سے جڑ کر رہے ہیں۔ اور میرا یہ وجود مسیح کے جوہر وجود کا ہی ایک ٹکڑا ہے۔ (تبلغ ص ۶۹-۸۰)

ہم مرزا صاحب کی اس تحریر کی خوشگانی میں پڑنا نہیں چاہتے۔ اور اسکو تخیل سے بڑھ کر ہی مان لیتے ہیں۔ اور نتیجہ کے طور پر بقول مرزا صاحب یہ تسلیم کر لیتے ہیں کہ مرزا صاحب اور مسیح علیہ السلام کا ایک ہی وجود ہے۔ لیکن مسیح کی جو تشریف مذکورہ بالا دس فقروں میں مرزا صاحب نے کی ہے۔ اسکو ملحوظ رکھ کر ہم چند سوالات کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ:-

۱) کیا مرزا صاحب اسی مسیح کا وجود ہیں۔ جسکی تین دایاں اور نانیاں..... اور تین

۲) کیا مرزا صاحب اسی مسیح کا وجود ہیں۔ جو ناپاک خیال۔ شکہ۔ کہتہ بازوں کا دشمن

اور ہلانا پس ہی نہ تھا؟

۳) کیا آپ اسی مسیح کا وجود ہیں۔ جو ہرگز اس قابل نہ تھا کہ اسے بنی کہا جائے؟

۴) کیا آپ اسی مسیح کا وجود ہیں۔ جو رہتہ باز نہ تھا۔ شراب پیتا تھا۔ اور بازاری عورتوں

سے حرام کی کماٹی کا فطر ملواتا تھا۔ اور جوان عورتوں سے میل جول رکھتا تھا۔ اور ایک لڑکی پر عاشق بھی ہو گیا تھا۔

۵) کیا آپ اسی مسیح کا وجود ہیں جسکو جہوٹ ہونے کی یہی عادت تھی۔ اور علمی اور

عملی قوت میں کچا تھا؟

۶) کیا آپ اسی مسیح کا وجود ہیں۔ جسکو شیطانی ابھام ہوتے تھے؟

۷) کیا آپ اسی مسیح کا وجود ہیں۔ جو عقلا کی کتابوں سے معنایں چراتا تھا۔ اور

اپنی تصنیف ظاہر کرتا تھا؟

۸) کوئی محمدی۔ بیگم کی شیش ہوگی۔

(۸) کیا آپ اسی مسیح کا وجود ہیں جسکو بخاری کی مشق کرتے کرتے سجدہ شعیب سے دکھانے کی طاقت ہو گئی تھی؟

(۹) کیا آپ اسی مسیح کا وجود ہیں جس کا نمبر ہدایت - توحید اور دینی اشتعالوں کو دلوں میں قائم کرنے میں اتنا کم رہا کہ بالکل ناکام رہا۔ اور اسکی راستبازی میں کلام ہے (۱۰) کیا آپ اسی مسیح کا وجود ہیں جس کے لئے خواہ مخواہ معجزوں اور نشانات کا ایک انبار بیان کیا جاتا ہے مگر دراصل وہ سکارا اور فریبی تھا۔ اور اس کے نشانات کی کچھ حقیقت نہیں ہے

ناظرین! حضرت مسیح علی نبیا وعلیہ السلام کی شان تو بہت ارفع اور اعلیٰ ہے لیکن ہم کو یہ کہنے میں ہرگز تامل نہیں کہ مرزا صاحب (باستثنائے چند جزوی تعریفات مندرجہ فقرہ ۱-۲-۳) اسی مسیح کے کامل اور مکمل بروز اور مظہر اتم تھے جن کی تعریف انہوں نے خود کی۔ اور جسے ہم تبصرہ ہذا کے شروع میں دس فقروں میں نقل کر چکے ہیں یہ منہہ مانگی مشابہت اور مماثلت مرزا صاحب کو اس لئے حاصل ہوئی کہ انہوں نے خدا کے برگزیدہ بنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں نہایت دلیری اور بے باکی سے گستاخیاں کی تھیں۔ جو خود ان پر وارد ہو گئیں۔ سچ ہے۔ چاند پر تھوکا منہہ پرانا ہے

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درو
میلش اندر طعنہ پاکاں برو
(۶) مرزا صاحب کی اخلاقی حالت۔

حضور سرور کائنات افضل موجودات حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مکرم اخلاق کا ایک اعلیٰ ترین نمونہ تھے۔ اس لئے قرآن کریم میں آپ کے اخلاق کی نسبت **اَقْلَامُ لَعْنَةٍ اَخْلَقَ عَظِيمٌ** فرمایا گیا ہے۔ آپ دوستوں و دشمنوں سب کے لئے رحمت تھے اور سخت سے سخت موقع پر بھی کسی کے لئے بددعا نہیں فرماتے تھے۔ چنانچہ جنگ اُحد میں

جب لشکر اسلامی کو کچھ چشم زخم پہنچا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھی سر مبارک پر زخم آیا۔ اور دندان مبارک شہید ہوئے۔ اس وقت صحابہ نے عرض کیا کہ حضور رحہ ہو گئی ہے۔ اب تو کفار کے حق میں بد و عافناویں۔ حضور رحمتہ اللعالمین نے فرمایا کہ :-

اللَّهُمَّ اغْفِرْ قَوْمِي، وَاهْدِنِي قَوْمِي فَأَتَقْتُمُ الْيَقِيْمُونَ (ایا اللہ میری قوم پر بخشش کر۔ اور اسکو ہدایت دے۔ یہ لوگ میری دعوت اسلام کی قدر نہیں جانتے) اس امر پر نص قرآن ہی شاہد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ :-

فَبِمَا نَرْجُمُهُ مِنْ اللَّهِ أَنْتَ لَعْنٌ وَلَوْ كُنْتَ ظَنًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَا تُفَضِّلُوهُ عَنْ حَوَالِكُمْ (قرآن شریف)

یہ کچھ اللہ کی ہی مہربانی ہے۔ کہ تو ان کو نرم دل مل گیا۔ اور اگر تو غصہ ور اور سخت دل ہوتا۔ تو یہ لوگ تیرے پاس سے بھاگ جاتے۔

مبجحات اللہ - اللہم صلی علی محمد والہ واصحابہ ویا دارک وسلم فقم من قال

تو ہر مجسم ہے۔ تو رحمت کا ہے پتلا	ہر کس سے بیاں وصف سے لطف و کرم کا
کی ان کھیلے تو نے بھلائی کی طے ہے	صدور و ردائل کو ستر جن سے تہا پہنچا

قائل ہیں تری مہر و مروت کے مددگار	کچھ اپنوں پر ہی وقف نہ تھی تیری رحیمی
کہانے میں جنھوں نے کہتے زہر دیا ہے	کی تو نے خطا عفو ہے ان کینہ کشوں کی

مرزا صاحب اپنے مشہد میاں مسیحو! حضور رسالتا صلی اللہ علیہ وسلم

کے کامل اتباع۔ اور فنانی الرسول ہونے کے مدعی تھے۔ کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروہ بننے تھے۔ لیکن آپ کی اخلاقی حالت دیکھو۔ تو بخ

چہ نسبت غیاث! با عالم پاک!

ساری عمر اپنے افو کے عقائد اور غیر اسلامی مسائل منوانے کے لئے اپنے سوا اختلاف رکھنے والوں کے حق میں سب بدنامیوں اور بد دعائیں کرتے مر گئے۔ ان زبانی دواغذ سب کچھ منظر چنانچہ رسالہ منورۃ الامام کے مشہور لکھتے ہیں کہ:-

۱۔ اول وقت اخلاق۔ چونکہ اماموں کو طرح طرح کے ادبائشوں۔ سفولوں اور بد زبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس لئے ان میں اصلی وجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے۔ تا ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو۔ اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ رہیں۔ یہ نہایت قابل شرم بات ہے۔ کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رذیلہ میں گرفتار ہو اور درست بات کا ذرا بھی متحمل نہ ہو سکے۔ اور جو امام زمان کہلا کر ایسی کچی طبیعت کا آدمی ہو کہ اونٹنے اونٹنے بات میں منہ میں جھاگ آتا ہے۔ انکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں۔ وہ کسی طرح اطمینان نہیں ہو سکتا۔ لہذا اس پر نہایت اہم علی حلق عظیم کا پورے طور پر مبادق آجانا ضروری ہے ایسی ہی تو فیض اور نشانات و علامات لکھ کر صفحہ ۲۴ پر لکھتے ہیں کہ:-

۲۔ وہ امام الزمان میں ہوں۔

ہم کہتے ہیں کہ بے شک نہ صرف اماموں میں بلکہ ہر سچے مسلم میں جو اس سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا مدعی ہے۔ جس پر آیت انا علی خلق عظیم نازل ہوئی تھی۔ انہی اوصاف و اخلاق کا ہونا لازمی ہے۔ لیکن باوجود اس صاف و مرتج دعویٰ کے مرزا صاحب جو اخلاقی حالت دکھائی۔ اس کے دو تین نمونے درج ذیل ہیں:-

الف۔ مرزا صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب اترسری کو رسالہ اعجاز احمدی میں دعوت دی تھی۔ کہ وہ میری پیشگوئیوں کی پڑتال کے لئے قادیان آویں۔ اور ہر غلط پیشگوئی پر یکصد روپیہ انعام لیں۔ اس کے ساتھ ہی بڑے زور سے پیشگوئی کی تھی۔ کہ مولوی ثناء اللہ ہرگز پیشگوئیوں کی پڑتال کے لئے قادیان نہیں آئیں گے۔

اس پیشگوئی کو مولوی صاحب نے غلط ثابت کر دیا۔ کہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو اسی فرض کیلئے

نادیاں پہنچ گئے۔ وہاں جاکر مرزا صاحب خط و کتابت شروع کی۔ تو مرزا صاحب نے بظاہر ان کو ٹالنا چاہا۔ چنانچہ ان کو لکھا کہ پڑھنا کا یہ طریقہ ہوگا۔ کہ آپ مجمع عام میں کسی پیشگوئی پر صرف ایک سطر یا دو سطروں میں اعتراض لکھ کر بھجو دیں۔ بولنے کا آپ کو ہرگز حق نہ ہوگا۔ منہ یا نکل بند رکھنا ہوگا۔ جیسے غم غم تین گھنٹہ میں ہم آپ کو جواب دیں گے۔ انہی گھر پر بلا کر کیا ہی اچھا طریق پڑھنا بتلایا۔ کہ مولوی صاحب تو ایک دو سطر میں اعتراض لکھ کر دیں۔ اور مرزا صاحب تین گھنٹہ تک اس پر تقریر کریں۔ اور مولوی صاحب کو ایک حرف بولنے کی اجازت نہ ہو۔

چنانچہ مولوی صاحب نے اول اس نا انصافی کی شکایت کی۔ اور پھر اسی شکل کو قبول کر کے اتنی رعایت طلب کی۔ کہ میں اپنی یہ دو تین سطریں مجمع میں کپڑا ہو کر سناؤں گا۔ اور ہر گھنٹہ کے بعد وہ منٹ سے۔ منٹ تک آپ کے جواب کی نسبت رائے ظاہر کروں گا۔ انہی مرزا صاحب نے اس سے بالکل انکار کر کے تحریری جواب دیدیا۔ اس جواب کے لکھتے وقت مرزا صاحب کی جو حالت تھی۔ وہ خط کے لانے اور لے جانے والوں نے اس طرح تحریری بیان کی ہے۔

(شہادت) ہم خدا کو حاضر ناظر جان کر حکم لا اکتتموا المشاہدۃ سچ کہتے ہیں کہ ہم جب مولانا شاد احمد صاحب کا خط لیکر مرزا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو جناب ایک ایک فقرہ سنتے جاتے تھے۔ اور بڑے غصے سے بدن پر ریشہ تھا۔ اور وہاں مبارک سے خوب گالیاں دیتے تھے۔ اور حضور مجلس مرید بھی ساتھ کے ساتھ کہتے جاتے تھے۔ کہ حضرت واقعی ان مولوی لوگوں کو تمیز و تہذیب نہیں۔ چند الفاظ جو مرزا صاحب نے علماء کی نسبت عموماً اور مولوی شاد احمد صاحب کی نسبت خصوصاً فرمائے تھے۔ یہ ہیں۔

لہ منہ بند رکھ کر آدمی مہم دوں گا، تو ہو سکتا ہے مگر مجھ پر، کس طرح ہو سکتا ہے؟

بستی دانشمندان -

حکیم محمد صدیقی ساکن جالندھر
موجود برائے سائنس دانان اسلام آباد

غیث - سور - کتنا - گول غار - بد ذات ہم اس کو کبھی بولنے
نہ دیں گے - گدہ کی طرح لگام دیکر بٹھائیں گے اور گندگی اس کے
منہ میں ڈالیں گے - لعنت ہی لیکر جائیگا - اسکو کہو - کہ قادیان سے
لعنت لیکر چلا جاوے - قادیان میں لعنت کا ہی ذخیرہ تھا - یوں
وغیرہ وغیرہ - سننے اور دیکھنے میں بڑا فرق ہے - ہم حلفیہ بطور شہادت
کے کہتے ہیں - کہ ایسی گالیاں ہم نے مرزا صاحب کی زبان سے سنی
ہیں - جو کسی چوہڑے چار سے بھی کبھی نہیں سنیں - ”الہامات مرزا“

اب غور کی جاوے - کہ مولوی صاحب کو دعوت دیکر تو مرزا صاحب نے بلایا - اور جب پہنچ
گئے - تو بلا قصور ان کی نسبت یہ در افتشائی فرمائی - اس طرح گہر پر بلا کر ایسی تو افح کرنا کہاں کا
اخلاق اور انسانیت ہے - ذرا اسکا مقابلہ ضرورۃ الامام کی عبادت محو بلا سے تو کر کے دیکھو
سچ ہے - کہ -

ہاتھی کے دانت کھانے کے اور تھوڑے ہیں - دکھائیے اور

(ب) علمائے اسلام نے چونکہ مرزا صاحب کے دعووں کو نہ مانا - بلکہ لوگوں کو ان کی چالاکیوں
اور خلاف مخرج تعلیم سے آگاہ کر دیا - اس لئے مرزا صاحب ان کے بہت ہی خلاف تھے - اور انکو
نہایت علیقہ گالیوں اور گندہ الفاظ سے یاد کیا کرتے تھے - ممکن ہے - کہ بالمقابل ہی کسی نے
ترکی بتر کی خطاب کیا ہو - لیکن مرزا صاحب تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز اور منظر
اتم بنتے تھے - اور خود رسالہ ضرورۃ الامام میں بھی امام الزمان کے اخلاق کا نمونہ درج کر
چکے تھے - پھر ان کی طرف سے یہ سب و شتم اور گالی گلوچ کا سلوک کیوں ہوا - یہ بات
یاد رکھنے کے لائق ہے - کہ عام طور پر سخت کلامی اور دشمنی تحریر کی ابتدا مرزا صاحب کی
طرف سے ہی ہوتی تھی - ذیل میں مرزا صاحب کی مختلف کتابوں اور تحریروں سے ان کی
دشمنی ہوئی گالیاں بالفاظِ حروف بھی کتاب معصائے موسے سے نقل کی جاتی ہیں - ناظرین

مرزا صاحب کی ان نئی ایجاد کردہ گالیوں کی مرزائیوں کو داد دیں۔ اور مرزا صاحب کی روح کو بھی اس حق ایجاد کا ثواب بخش دیں۔

لے بد ذات فرقہ مولویاں۔ تم نے جس بے ایمانی کا پالہ پیا۔ وہی عوام کا لانا ہم کو بھی پلایا۔ اندھیرے کے کیڑا ایمان و انصاف سے دور بھاگنے والا۔ انجیم دہریہ۔ ابو کتب۔ اسلام کے دشمن۔ اسلام کے عار مولوی۔ اسے جنگل کے وحشی۔ اسے نابکار۔ آسمانی روشنی سے سلب۔ احمق مخالف۔ اسے پلید جال اسلام کے بدنام کرنے والے۔ اسے بد بخت مفتر۔ و۔ احمق۔ انحرار۔ اول انکارین آو باش۔ اسے بد ذات نبی و دشمن اللہ اور رسول کے۔ ان بیوقوفوں کے بھاگنے کی جگہ نہ رہ سکی۔ اور صفائی سے ناک کٹ جائے گی۔

الف

بے ایمان اندھے مولوی۔ پلید طبع۔ پاگل۔ بد ذات۔ بد گوہری ظاہر نہ کرتے بیچمیائی سے بات بڑا کرنا۔ بدویانت۔ بے حیا انسان۔ بد ذات فتنہ انگیز۔ بد قسمت منکر۔ بد چہن۔ بخیل۔ بد اندیش۔ بد عمل۔ بد بخت قوم۔ بد گفتار۔ بد باطن۔ باطنی جذام۔ بخل کی سرشت والے۔ بیوقوف جاہل۔ بیہودہ۔ بد علماء۔ بے بصیر۔

ب۔ پ

تمام دنیا بے بدتر۔ تنگ ظرف۔ ترک حیا۔ تقوے و دیانت کے طریق کو بکلی چھوڑ دیا۔ ترک تقوے کی شامت سے ذلت پہنچ گئی۔ تکفیر و لعنت کی جھاگ منہ سے نکلنے کے لئے۔

ت

تمام فرقہ مولویاں کو بد ذات بتا کر مرزا صاحب اپنی نیک ذاتی کثرت دلیہ۔ مولویوں کا فرقہ وہی ہے جس کیلئے حفصہ علیہ الصلوٰۃ و السلام کا ارشاد ہے۔ کہ جس نے میری امت کے علماء کی عزت کی اس نے میری عزت کی۔ اور نبی انکی اہانت و تنگ کی اسے میری تنگ کی۔ ایک اور حدیث میں علماء کو ارشاد کیا ہے قرآن

ث	ثعلب (لوٹری) ، ثم اعلم ایہا الشیخ الفضال والدجال البطل
ج ج	جھوٹ کی سجاست کھائی - جھوٹ کا گوہ کھایا - جابل وحشی - جادو صدق و ثواب سے منحرف و دور - جھلساڑ - جیتے ہی جی مر جانا - چوہڑے - چار
ح	حمار - حلقہ - حق و راستی سے منحرف - حاسد - حق پوش -
خ	خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خیر اپنے اندر رکھتے ہیں - خنزیر سے زیادہ پلید - خطا کی ذلت اپنی کے سہ پر - خالی گدھے - خائن - خیانت ہمیشہ نمایاں - خالیتہ من نور الرحمن - خام خیال - خفاش -
و و	دل سے مجنوم - دھوکا دہ - دیانت ایمانداری رستی سے خالی - وصال دروغ گو - ڈوسوں کی طرح مسخروہ - دشمن سچائی - دشمن قسران دلی تاریکی -
ذ	ذلت کی موت - ذلت کے ساتھ پر وہ داری - ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو سوروں اور بندروں کی طرح کر دینگے۔
ر	رئیس الدجالین - رئیس سفید کو منافقہ سیاہی کے ساتھ قبر میں بجاٹینگے روسیہ - روباہ یاز - رئیس المتصلفین - رأس المعتدین - رائی انوائین
ز	زہر ناک ماوسے والے - زندقہ - زور کہ پھینٹوالی موحی الزوراء -
س	سچائی چھوڑنے کی لعنت اپنی پر برسی - سفلی ملا - سیاہ دل منکر نعت بیجا - سیاہ دل فرقہ کس قدر شیطانی افتراؤں سے کام لے رہا ہے - سادہ لوح - سادہی - سفا - سفلہ - سلطان الشکیرین الذی افلاح ویدہ بالکبر و التوہین - سگ بچکان -
ش	شرم و حیا سے دور - شرارت - خباثت و شیطانی کاروائی و آ - شریف از سفہ - نئے ترسد - بکد از سفلی اوسے ترسد - شریر مکار - شیخی سے بہرا ہوا - شیخ بخدی

ص	صدر القناتۃ نبوش مدرک ضربہ ویرک زمانی بحار دما۔
ض	ضال۔ قمر ہمد اکثر من ابلیس لدین۔
ط	طالع منحوس۔ طبتکم نفسا بالعدا لحتی والدین۔
ظ	ظالم۔ ظلمانی حالت
ع	علماء اللہ موعود۔ دلاوت اسلام۔ عجیب و پندار و آل۔ عدو القتل۔ عفار ب عقب الکلب۔ عذوبہ۔
غ	غول الافوی۔ غدار سرشت۔ غالی۔ غافل۔
ف	فیہمت یا عبد الشیطان۔ فریبی۔ فن عزیزی سے بے بہرہ فرعونی رنگ۔
ق	قبریں پاؤں لٹکائے ہوئے۔ قست فلو بہمد۔ قد سبق کل فی الکذب
ک	کتے۔ گندہ۔ گندے اور پلید فتوے والے۔ گندی۔ گندی اروائی والے۔ گہما و دما و زاد اندہا گندی عادت۔ گندے اخلاق۔ گندہ دمانی گندے اخلاق والے ذلت سے عزت ہو جا۔ کج دل قوم۔ کوتاہ نظر۔ کہو پری میں کیرا۔ کیرٹوں کی طرح خود ہی سر جاویں گے۔ گندی روح۔
ل	لاف و گراف والے۔ لعت کی موت۔
م	مولویت کو بدنام کرنے والا۔ مولویوں کا منہ کالا کرنے کیلئے۔ منافق۔ مفتری۔ مور و غضب۔ مفسد۔ مریے ہوئے کیرٹے۔ مخدہ دل۔ مجبور مجنون۔ مفرور۔ منکر۔ محبوب مولوی۔ مگس طینت مولوی کی بک بک مردار خوار مولوی۔
ن	نجات نہ کھاؤ۔ نااہل مولوی۔ ناک کٹ جاسیگی۔ ناپاک بلیع گوشت ناہیا علماء۔ ناکورام۔ نفسانی۔ ناپاک نفس۔ ناپاک قوم۔ نفاق و ناپاک

نادان متعصب۔ بالائق۔ نفس مارہ کے قبضہ میں۔ نااہل حریف۔ بنجاست سے
بہرے ہوئے۔ نادانی میں ڈوبے ہوئے۔ بنجاست خوار کا شوق۔

حوشی طبع۔ وحشیانہ عقائد والے۔

آمان۔ لیکن۔ بندہ و زادہ۔

یہ چشم مولوی۔ یہودیہ تخریف۔ یہودی سیرت۔ کیا ایسا الشیخ
الغفال والمفتویٰ البطلان یہودی کے علماء۔ یہودی صفت وغیرہ وغیرہ
(از عمائے موسیٰ)

اس کے علاوہ اخبار و صحیفہ لاہور میں بھی مرزا صاحب کی بدزبانوں کی ایک فہرست چھپی
تھی جس میں سے چند اقتباسات ذیل میں درج ہیں۔

پادریوں کی نسبت۔ پادریوں نے شرارت پر کمر باندھی۔ شوخی سے ناچتے پھر
ان کے نہایت پلید اور بد ذات لوگوں نے گالیاں نکالیں۔ لعنت ہے تم پر اگر نہ آو۔
فرسے کے مروے (حضرت یحییٰ) کا میرے زندہ خدا کے ساتھ مقابلہ نہ کرو۔

مولوی عبدالحق غزنوی کی نسبت۔ خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق اور ساگر
علیم لعل ابن اللہ الف الف مرتبہ اسے پلید و جال پیشگوئی تو پوری ہو گئی۔

صوفیائے کرام کی نسبت۔ بعض جاہل سجادہ نشین۔ اور فقیری اور
مولویت کے شتر مرغ۔ یہ سب قیالین الانس ہیں جس قدر فقر و میں سے اس عاجز کے
مکفر یا کذب ہیں۔ وہ تمام اس کامل نعمت مکالمہ الہیہ سے بے لعیب ہیں۔ اور محض یادہ گار
اور تار خاد ہیں۔

ایک جگہ مولوی عبدالحق صاحب غزنوی۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی۔ مولوی احمد الدہ
مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی نسبت لکھتے ہیں کہ ا۔

یہ جھوٹے ہیں اور کتوت کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔
یہاں تک تو نشر تھی۔ اب ذرا منظم گالیوں کا نمونہ بھی ملاحظہ ہو۔

مولوی سعید الدین صباؤ دیناوی کی نسبت

اک سنگ دیوانہ لودیانہ میں ہے	آجکل وہ خرشتر خانہ میں ہے
بہ زبان بدگوہر و بدذات ہے	اسکی نظم و نثر و ابیات ہے
آدمیت سے نہیں ہے اسکو	ہے نجاست خوار و مثل گس
سخت بہ تہذیب و سنہ زد ہے	منہ پر آنکھیں ہیں گردل کور ہے
حقتدا لے کا وہ فرمان ہے	آدمی کا ہے کہ ہے شیطان ہے
چیتا ہے بیہوش مثل حمار	بہونکتا ہے مثل سگ وہ بار بار
مغر و مغرول بنے لیا ہے اسکا کھا	کبتے کبتے ہو گیا ہے باولا
کچھ نہیں تحقیق پر اس کی نظر	اس کا اک استاد ہے والا گھر
دوغلا استاد اس کا پیر ہے	اسکی محبت کی یہ سب تاثیر ہے
جہل میں پوجہل کا سردار ہے	بولہب کے گھر کا برنجوڑا ہے
سخت دل غرور و پاشداد ہے	جانور ہے یا کہ آدم زاد ہے

مولوی سعید الدین صاحب کفر کو چوڑ کر داخل اسلام ہوئے تھے۔ دین حقہ کو محنت شاقہ سے حاصل کیا۔ عالم بنے۔ انکی فیضانِ محبت سے کئی شخص داخل اسلام ہوئے نہایت متبع سنت ایسے شخص اور علماء کے لئے مرزا کی یہ گہرا فتنی و بار عزیزی میں میں نہایت استحسان سے دیکھی گئی ہوگی۔ مرزا صاحب یہ حدیث بھی بھول گئے۔

یسر الصدیق لعان

<p>ہے وہ نابینا دیا خفاش ہے وہ مقلد اور مقلد اس کا پیسر اسکو چڑھتا ہے بخاری سے بخار شورہ نشستی امن کی ہر ہر گ میں ہے ہائے مدافسوں اس کے حال پر آدمی سے بگیا بہت در ذلیل وہ یہودی ہے نصاریٰ کا میں</p>	<p>سخر ہے منہ پھٹا اوباش ہے پھر محدث بتے ہیں دو فوشریر پھیرتا ہے اس سے منہ اب نابکار جس طرح سے زہر مار و سگ میں ہے لاکھ لعنت اس کے قیل و قال پر ملگیا کفار سے وہ بے دلیل پادری مردود کا ہے خوشہ چیں</p>
---	---

ایسا ہی بہت کواں ہے - پھر عام مولویوں کو لکھتے ہیں

<p>ہو اگر غیرت تو وہ مرجائیں سب وہ بطلانی فتنہ گراؤ سے ذرا آویں اب لودیان کے سارے شیر اب وہ افتخانی کہاں ہے بدگام احمد السد نیم سبیل ہے کہاں لوٹراں کا کھیڑوہ آوے اوہر اب مقابل ہو رشید کج ادا اب مقابل ہو کج بھوپالی بشیر مولوی اور پیر زادے آئیں نکل جونہ آوے سخت بے غیرت وہ حلیہ بازی سے نہ اب روپوش ہوں جونہ آوے اس پر لعنت بار بار</p>	<p>ورنہ ہوگا لعنتی ان کا لقب مشکل اپنی آ کے دکھلاوے ذرا اور وزیر آباد کا آوے ضریہ وہ رسل بابا کہاں ہے عقل خام سابقہ لاوے اپنے شاگرد جواں ہینگنا مدت سے ہے ماند خسر کرتار مہتا ہے جو بدگوئی سدا ہو گیا مروود و خاسر جس کا پیر جو مچاتے ہیں بہت مدت سے غل اور بڑا حق پوش بے عزت ہے وہ گونگے شیطان ہوں اگر ناموش ہوں جو کہ بھاگے اس پر لعنت صد ہزار</p>
---	--

جھوٹ کا سب اسکا تار و پود ہے
اور اگر بھاگے تو پھٹکارے گئے
اپنی کرتوتوں کا بدلہ پاؤ گے
عافیت سے ہوگا بیگانہ کوئی
آل اور اولاد ہی مر جائیگی
یا ہدایت دے انہیں یا انکو مار
آسمانی بھیج تو ان پر عذاب

اس جو بھاگے بڑا مردود ہے
گر مقابل آئے تو مارے گئے
خوک اور بندر بھی بن جاؤ گے
کوئی کوڑھی ہوگا دیوانہ کوئی
نامرادی یوں کسی پر آئیگی
جس قدر یہ مولوی ہیں نابکار
ہر مردوئے دین کا کرفانہ خراب

الحول والاکمال (بسم اللہ)

ناظرین! یہ ہیں قادیانی مدعی رسالت کی گمراہ نشانیاں۔ اور ان کے اخلاق
کریمہ کی پٹھریاں اس پر دما اینطق عن الہوی ان ہوا لا وحی یوحی کا اہام ہی
ہے۔ شائد مرزا صاحب کا علم اس فن رگالی گلوچ اور بدزبانی کا کوئی بڑا استاد ہے۔ جو
مرزا صاحب کی زبان ایسی رواں ہے۔ اس اعجازی سخن پر نظم و نثر کے روبرو ہر کہیں
کی شاعری۔ سودا کی ہجو کوئی۔ جعفر زلی کی زلییات اور بھٹیاریوں کی بکواس سب بات
ہیں۔ ذرا مزدورۃ الامام مٹ کے حوالہ کو پھر دیکھنا!۔ اٹل لعلی خلق عظیم کی یہ
کیا اچھی تفسیر ہے! کیا تحمل و بردباری کا نمونہ دکھایا ہے! اخلاق یہ اور دعوائے
نبوت و رسالت۔ !!!

مثل مشہور ہے۔ کہ جیسا مہندہ ویسے تفسیر۔ ذرا سنئے۔ خود مرزا صاحب
کے خسر میر نامر زواب دہلوی مرزا صاحب کی شان میں کیا فرماتے ہیں۔
پر اشد چڑکھ گھر کے بھیدی نے کہے ہیں۔ اس لئے مستند بھی ہیں۔

منقول از نظم مندرجہ اشاعتہ السنۃ نمبر ۱۲ جلد ۱۲

بزمعاش اب نیک از حد بن گئے | بمسلم آج احمد بن گئے

ہر طرف مارے انہوں نے مال ہیں
 ہمارے عالم میں وہ گویا ایکس ہیں
 مال پر لوگوں کے دنداں تیز ہیں
 ہیں نئی تدبیر ہر دم سوچتے
 کچھ نیا اب شعبہ دکھائیے
 میدہ زر کی وہ دیدے انکو قاش
 ان کے دل کو اسنے پہنچایا سرو
 جو شفیق دے انکو وہ ہے متقی
 کر کے تعریفیں اڑا لیتے ہیں مول
 اس قدر ہے ان کے دلیں حرص آرز
 دینداری کی نہیں ہے کوئی بات
 دولت دنیا ہے کھانے کے لئے
 ہنستے رہتے ہیں کبھی روتے نہیں
 اپنی چالاکي پہ اتراتے ہیں وہ
 آیت قرآن ہیں گویا ان کے خواب

جیسے دوداں بٹے دجال ہیں
 ظاہری افعال ان کے نیک ہیں
 عالم و صوفی ہیں اور شب خیز ہیں
 ہر طرح سے مال ہیں وہ نوچتے
 جس طرح ہو مال کچھ کھا جائیے
 ہو کوئی کیسا ہی گر چہ بد معاش
 پھر تو وہ مقبول رحاں ہے مزدور
 متقی ان کو مذمے تو ہے شقی
 ہیں امیروں سے بڑاتے میل جول
 جو کوئی دے۔ نہ تھ کر دینگے دانا
 ہیں امیر اور لیتے ہیں صدقہ زکوٰۃ
 علم ہے دنیا کمانے کے لئے
 دل میں اپنے متغیر ہوتے نہیں
 قبیض میں بد مست ہو جاتے ہیں وہ
 اپنی تعریفوں سے بہرتے ہیں کتاب

(۷) ایفائے عہد اور حصولِ زور۔ قرآن کریم اور احادیث شریف ایفائے عہد کی تاکید و دلالت پر ہیں
 اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اَوْفُوا بِالْعَهْدِ (دوسرے پر کیا کرو) اَوْفُوا بِالْعَهْدِ اور اوفو بالعهود
 اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا عہد و اقرار کے (ایفائی) بات قیامت کے دن سوال ہوگا۔ وغیرہ
 احادیث صحیحہ میں بھی اقرار و عہد پورا کرنے کی تاکیدیں فرمائی گئی ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی علامات میں ایک علامت یہ ارشاد فرمائی ہے۔ کہ۔ اِذَا عَاهَدُوا عَاهَدُوا
 دینے منافق کی ایک یہ نشانی یہی ہے۔ کہ بد عہد ہی کرتا ہے۔ (مسند علیٰ السلاموں کو ایفائے عہد کی توفیق
 عطا فرمائیں۔ آمین!)
 مرزا صاحب کے ایفائے عہد کی حالت دیکھنے کیلئے انکی کتاب براہیں احمدیہ کا قصہ ہی قابلِ غور ہے

ابتداءً مرزا صاحب ضلع سیالکوٹ کے دفتر میں مقرر ہوئے۔ ماہوار کے ملازم رہے۔ تنخواہ کم تھی۔ گزارہ نہیں ہوتا تھا۔ تو مختاری کا امتحان دیا۔ مگر فیل ہو گئے۔ اس کے بعد ایک دوست نے ان کو مشورہ دیا۔ کہ آپ کو مذہبی مطالعہ کا شوق رہا ہے۔ بہتر ہو کہ مذاہب کی تردید میں کتابیں لکھ کر فروخت کرو۔ چین کرو گے۔ اس رائے سے اتفاق کر کے مرزا صاحب لکھنؤ سے لاہور آکر مسجد چینیانوالی میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے ملے۔ اور ارادہ ظاہر کیا۔ کہ میں ایک ایسی کتاب لکھنا چاہتا ہوں۔ جو کل ادیان کا بطلان کرے۔ اور حقیقت اسلام اس سے ظاہر ہو۔ مولوی صاحب نے بھی ان کی رائے کو پسند کیا۔ بلکہ عملاً مدد کو مستعد ہو گئے۔ چنانچہ مرزا صاحب نے ایک اشتہار جاری کیا۔ کہ صداقت اسلام پر ایک کتاب لکھی جائیگی۔ جس میں تین سو دلائل حقانیت اسلام پر ہونگی۔ اور قیمت اس کی پانچ روپیہ اور دس روپیہ بمطابق ہوگی۔

اسلام کے ہمدردوں اور شیدائیوں نے خدمت اسلام کو اپنا فرض سمجھ کر مدد دینی اور روپیہ بھیجنے شروع کئے۔ چاروں طرف سے روپیہ کی بارش ہونے لگی۔ مرزا صاحب مالا مال ہو گئے۔ اور قرضہ بھی اتر گیا۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں۔ کہ وہ جہاں مجھے دس روپیہ ماہوار کی امید تھی۔ لاکھوں تک نوبت پہنچی بعض مسلمانوں نے بڑی بڑی رقمیں بھی دیں۔ مثلاً خلیفہ سید محمد حسن خان صاحب وزیر اعظم بٹالہ پانڈہ روپیہ۔ بابو الہی بخش صاحب اکوٹ ٹنٹ ڈونڈ روپیہ وغیرہ کتاب بھی جزوی طریق پر منکلی شروع ہو گئی۔ مگر اس کتاب کے لکھتے لکھتے مرزا صاحب کو

۱۔ ایک بیوی کے زیور کی ہی تفصیل کلمہ قفل رحمانی میں سجاد الرحمن نامہ رجسٹر شدہ منجانب مرزا صاحب قابل دید ہے۔ جسکی مجموعی میزان تین ہزار تین سو سینتیس روپیہ ہوتی ہے۔ باوجود اس کے آپ دکات ہی لیتے رہے۔ گو اشاعت اسلام کے بہانہ سے۔

مجدد۔ مہدی۔ نیشل مسیح اور نبوت و رسالت کے خواب آنے لگے۔ اور انہوں نے اسکی جلد چھارم کے اخیر میں اشتہار دیدیا۔ کہ اب براہین کی تکمیل خدائے اپنے ذمہ لے لی ہے۔ اس فقرہ کے معنی عملیہ ہوئے۔ کہ کتاب کی اشاعت بند کر دی۔

اس کتاب کی پہلی جلد تو صرف اشتہار ہی ہے۔ دوسری اور تیسری جلد میں مقدمہ اور چوتھی جلد میں مقدمہ اور تمہیدات کے بعد باب اول شروع ہی ہوا تھا کہ اشاعت ملتوی کر دی گئی۔ کل کتاب کے (۵۱۲) صفحہ ہوئے۔ اور تیسری جلد کے اخیر پر اشتہار تھا کہ کتاب میں سو جز تک پہنچ گئی ہے۔ اور اس دوران میں قیمت کتاب بھی دس روپیہ اور پچیس روپیہ کر دی۔

جب تک کتاب تیار ہو گئی ہوتی۔ یہ بھی کہی جا چکی۔ اور ہزار جلدیں اسکی فروخت ہوئیں پیشگی قیمت دینے والوں نے تقاضا کیا۔ کہ جس کتاب کا وعدہ کیا تھا۔ خریداروں کے پاس پہنچی چلیے۔ ان لوگوں کو خاموشی کرنے کے لئے ایک عجیب غریب اشتہار شائع کیا گیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ:-

اس توقف کو بطور اعتراض پیش کرنا محض لٹو ہے۔ قرآن کریم بھی باوجود کلام الہی ہونے کے ۲۳ برس میں نازل ہوا۔ پھر اگر خدا تعالیٰ کی حکمت نے بعض مصالح کی غرض سے براہین کی تکمیل میں توقف ڈال دی۔ تو اس میں کوئی نساہت تھا۔ اگر یہ خیال کیا جائے کہ بطور پیشگی خریداروں سے روپیہ لیا ہے۔ تو ایسا خیال کرنا بھی محقق اور ناواقعی ہے کیونکہ اکثر براہین احمدیہ کا حصہ مفت تقسیم ہوا ہے۔ اور بعض سے پانچ روپیہ اور بعض سے اٹھ آنہ تک قیمت لی گئی ہے۔ اور ایسے لوگ بہت کم ہیں جن سے دس روپیہ لئے گئے۔ اور جن سے پچیس روپیہ لئے گئے ہوں۔ وہ تو صرف چند ہی انسان ہیں اور پھر باوجود اس قیمت کے جو ان حصص براہین احمدیہ کے مقابل جو منطبع ہو کر خریداروں کو دیئے گئے۔ کچھ غیب نہیں۔ بلکہ عین موزون ہے۔ اعتراض کرنا سراسر

کینٹی اور سفارت ہے۔ پھر بھی ہم نے بعض جاہلوں کے ناحق شور و غوغا کا خیال کر کے دوسرے اشتہار دیدیا۔ کہ جو شخص براہین احمدیہ کی قیمت واپس لینا چاہے وہ ہماری کتابیں ہمارے پاس روانہ کر دے اور اپنی قیمت واپس لے لے۔ چنانچہ وہ تمام لوگ اس قسم کی جہالت اپنے اندر رکھتے تھے۔ انہوں نے کتابیں واپس کر دیں۔ اور قیمت لے لی۔ اور بعض نے کتابوں کو بہت خراب کر کے بھیجا۔ مگر ہم نے قیمت دیدی۔ کئی دفعہ ہم کھجے ہیں کہ ہم ایسے کمینہ طبعوں کی ناز برداری نہیں کرنا چاہتے۔ اور ہر ایک وقت قیمت واپس دینے پر تیار ہیں۔ چنانچہ خدا تائے کا شکریہ ہے۔ کہ ایسے ولی الطبع لوگوں خدا نے ہم کو فراغت بخشی (راہبردہ رگست ۱۹۰۶ء)

ناظرین! کیا آپ مرزا صاحب کے عقل معجزہ کی داد دے دیں گے؟ فرمائیے اس اشتہار کو بڑے کون شریف اور باسیا آدمی احمق۔ ناواقف۔ کمینہ۔ سفینہ۔ جاہل کمینہ طبع اور ولی الطبع کہلا کر واپسی قیمت کا مطالبہ کر سکتا تھا۔ مقتضاً تو یہی کافی ہے۔ کہ مرزا صاحب نے جس غرض کے لئے روپیہ لیا تھا۔ وہ پوری نہ کی۔ اور اس روپیہ کو بے جا طور پر اپنے صرف میں لائے۔ یہ حلال تھا یا حرام؟ اس کا فیصلہ ناظرین کر سکتے ہیں۔ لیکن مزید توضیح کے لئے مرزا صاحب کے اس اسلان پر کچھ اور روشنی ڈالی جاتی ہے۔

(۱) جب براہین احمدیہ کے نام سے قیمت پیشگی لی گئی تھی۔ اور اس کی اشاعت ہو گئی تھی ملتوی۔ تو دیانت کا تقاضا یہ تھا۔ کہ مرزا صاحب حقہ رسد کی قیمت رکھ کر باقی روپیہ خریداروں کو واپس کر دیتے۔ یا انیسوس کے ساتھ اسلان کر دیتے۔ مگر جو صاحب اپنا روپیہ واپس لینا چاہیں واپس لے لیں۔ اور یا اس روپیہ کو بعد امداد و اشاعت اسلام منتقل کر دیں۔ لیکن بجائے اس کے پیشبندی کے طور پر ایسے لوگوں کو احمق۔ کمینہ۔ سفینہ۔ جاہل۔ ولی الطبع وغیرہ کے نام سے مخاطب کیا گیا۔ اس کا

یہ فائدہ ہوا کہ بہت کم لوگوں نے ایسے خطاب قبول کئے۔ قیمتی کتابیں عموماً اہل ثروت ہی خریدتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے قیمت واپس لیکر کیوں کہینہ اور اسحق اور جابل وغیرہ بننا تھا۔

(۲۱) ریاست پٹیالہ کے وزیر اعظم خلیفہ محمد حسن خان صاحب مرحوم نے پانچ سو روپیہ خود اور پچھتر سو روپیہ اپنے احباب سے جمع کر کے بدربرائیں احمدیہ دیا تھا۔ بعد میں جب مرزا صاحب نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی توہین کی۔ تو وہ ان سے بیزار ہو گئے۔ اپنے روپیہ کا بھی مطالبہ نہیں کیا۔ کیا مرزا صاحب نے یہ روپیہ واپس دیدیا تھا؟ (۲۲) اول انرا کتاب چھپوانے کا مرزا صاحب نے کیا تھا۔ نہ کہ خدا تعالیٰ نے پھر کتاب کی اشاعت کے انشاء کا بار اللہ تعالیٰ کے ذمہ ڈال دینا۔ مرزا صاحب کو کہاں تک بری الذمہ کرتا ہے۔

(۲۳) مفت تقسیم اور مدد شرح سے قیمت لینے کا ذکر اول تو بے ثبوت ہے۔ کوئی نقد اور درج نہیں کی۔ کہ کتنے لوگوں کو کتاب مفت دی گئی۔ اور کتنے خریداروں کو مدد قیمت پر لیکن اگر ایسا کیا بھی گیا۔ تو پیشگی قیمت دینے والوں کو تو پوری کتاب ملنی ضروری تھی۔ کیا یہ بد عہدی نہیں؟

(۲۴) کیا تین سو دلائل دینے کا وعدہ کر کے محض تمہید پر خریداروں کو ٹال دینا موزوں ہے۔ اور اس کو ایسا کہہ سکتے ہیں؟

(۲۵) قرآن کریم ۲۴ سال میں فروز نازل ہوا۔ مگر مکمل نازل تو ہو گیا۔ اور نیز قرآن شریف کی کوئی پیشگی یا بالاد قیمت ہی تو نہیں لی گئی تھی۔ نہ اس کے حجم کا کوئی وعدہ تھا۔ کہ اتنا ہو گا۔ لیکن آپ کی براہین کی تین سو بے نظیر دلائل یا تین سو جزو قبر میں آپ کے ساتھ ہی چلے گئے۔ پھر اپنی اس دنیاوی تجارت کو قرآن شریف کے نزول سے تشبیہ دینا کہاں کی ایمانداری ہے؟

(۷) مرزا صاحب اپنی دانست میں اس مسلمان کے ذریعہ حساب دیکر فارغ ہو بیٹھے مگر حقیقت یہ تھی کہ الزام سے آپ اسی صورت میں بری ہو سکتے تھے۔ کہ کل شائع شدہ اور فروخت شدہ کتابوں کی تعداد۔ اور کل وصول شدہ رقم کی فہرست شائع کرتے۔ اور اس کے ساتھ تفصیل دیتے۔ کہ کس قدر کتابیں مفت گئیں۔ اور کس قدر اٹھ آئے قیمت پر کتنے لوگوں نے کتابیں واپس کر کے قیمت واپس لی۔ اور کتنے لوگوں کا کتنا روپیہ امانتاً باقی رہ گیا۔ اور وہ کس مصرف میں آیا۔ کیا کوئی مرزائی ہمت کر کے اپنے مرشد کا ڈلیفنس پیش کر سکتا ہے؟

(۸) جب مشتہار یہ تھا۔ کہ تین سو بے نظیر دلائل سے حقانیت اسلام ثابت کی گئی ہے۔ اور اس کا علم ہی تین سو جزم ہو گیا ہے۔ تو اس کے شائع نہ ہونے کی کیا وجہ تھیں؟ حقانیت اسلام کو شائع ہونے سے روکنا خدا کا کام ہے۔ یا شیطان کا؟ اور کیا اس التوا کو خدا کے ذمہ ڈال دینا ایسا ہی نہیں۔ جیسا کہ کوئی چور یا خونی گرفتار ہونے پر کہہ دے۔ کہ خدا کو ایسا ہی منظور تھا۔ میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔

(۹) کتاب کی لاگت اس زمانہ کی زرغی کے لحاظ سے آٹھ آنہ فی جلد سے زیادہ نہیں تھی۔ پھر اس کی قیمت پانچ روپیہ سے پچیس روپیہ تک وصول کرنا پیغمبر ہی ہے یا دوا کا نداری؟

(۱۰) اس کتاب کے تین سو بے نظیر دلائل کی نسبت مسلمان تھا۔ کہ اگر ان دلائل کو رو کیا جاوے۔ تو دس ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا۔ بعد میں اس دیا جا چسہ اور تمہید پر معراج الدین عمر زائی نے اشتہار دیدیا۔ کہ ۲۷ سال سے کتاب شائع ہو چکی ہے۔ کسی کو جواب دینے اور انعام حاصل کرنے کا حوصلہ نہیں ہوا۔ کیا یہی تین سو بے نظیر دلائل تھیں جن پر انعام مشہر کیا گیا تھا۔ یا تین سو دلائل کا وعدہ محض جھوٹ اور تماشائی تھا؟

براہمن اس پر یہ کہے سلامہ ایک کتاب سراج منیر مفت شائع کرنے کا
اعلان کرتے چندہ سورویہ چندہ مانگا۔ اور بہت سا روپیہ وصول بھی ہوا۔ مگر بعد
میں جب یہ کتاب چھپی تو قینٹا نہ گئی۔

پھر ایک رسالہ ماہواری قرآنی طاقتوں کا جلوہ گاہ چھپوانے کا اشتہار دیا گیا۔
کہ وہ ۲۰ جون ۱۸۹۵ء سے ماہوار نکلیگا۔ پھر نشان آسمانی ص ۴۳-۴۴ میں باہت دوستوں
سے مدد چاہی۔ کہ اسے مردان کوشید و برائے حق جوشیدہ اور ہر ایک کتاب کی اشاعت
کیلئے امداد کی درخواست کی۔ اور لکھا کہ ذی قدرت لوگ مژکات سے میری کتابیں خرید
کر تقسیم کریں۔ اور پرسی اور بھی تالیفات ہیں۔ جو نہایت مفید ہیں۔ شلاً رسالہ

احکام القرآن حارجین نے علامات المقرین۔ سراج منیر۔ تفسیر کتاب عزیز
پہر جلد دسبر ۱۸۹۳ء میں پرسی کے لئے اڑدانی سورویہ ماہوار کی ضرورت
پیش کی۔ اور فرمایا۔ کہ ہر ایک دوست اس میں بلا توقف شریک ہو۔ اور ماہوار
چندہ تاریخ مقررہ پر بھیجتا رہے۔ اس سے بقیہ براہمن اور اخبار اور آئینہ رسائل
کا کام جاری رہ سکتا ہے۔ یہ انتظام سب کچھ ہو گیا۔ مگر تفسیر کتاب عزیز۔ براہمن احمد
اور رسالہ ماہوار سب کتم عدم میں ہی رہے۔ اور چندہ جو وصول ہوا۔ سب بلاؤ کار
ہضم کیا گیا۔ کیا یہ بد عہدی اور شکم پروری نبوت اور رسالت کی علامتیں ہیں؟ اور
کیا اس روپیہ کا جو خدمت اسلام کے لئے اور مخصوص کتابوں اور رسالوں کے لئے لیا گیا
تھا۔ اپنی ذاتی ضروریات میں صرف کرنا۔ اور اس سے اپنی جائیداد بنانا مرزا صاحب کے
لئے جائز اور حلال تھا؟

اس بارہ میں مرزا صاحب کے خسر ہینا مرزا باب دیوئی کے چند اشعار قابل ملاحظہ ہیں

منقول از اشعار

اور کہیں تصنیف کے ہیں اشتہار	یہ ہی لوگوں نے کیا ہے روزگار
------------------------------	------------------------------

<p>خون کو اس طرح دم دیتے ہیں وہ اس طرح کا پر گیا یار و غضب جیسے آتا تھا کہیں ان کا ادھار وہ بڑا ملعون اور شیطان ہے سارے بد بختوں کا وہ سردار ہے دوسرے بدنام اپنے کو سکھیا کچھ گھٹا ہرگز نہ اس کا اتھار</p>	<p>پیشگی قیمت مگر لیتے ہیں وہ بعض کھا جاتے ہیں قیمت سب کی سب قیمتیں کھا کر نہیں لیتے ڈکار جو کوئی مانگے وہ بے ایمان ہے بدگمانی کا اسے آزار ہے ایک تو پد سے اس نے زردیا کھا گیا جو مال وہ اچھا رہا</p>
--	---

(۸) مرزا صاحب کا توکل علی اللہ - تنزیہیہ باطن۔ اور نفس کشی
کہنے کو مرزا صاحب فتاویٰ الرسول۔ فتاویٰ اللہ اور اس سے بھی ورا و اورے
مدارج کے مدعی تھے۔ اور کل پیغمبروں کے کمالات کا عطر مجموعہ۔ جیسا کہ کہتے
ہیں۔ کہ :-

آدم نیز احمد مختار دربرم جامہ ہمہ ابرار
اسچہ وادست ہر بنی الامم داوان جام را سرا تمام
دغیرہ دغیرہ

لیکن حالات یہ ہیں۔ جو اوراق گذشتہ میں ذکر ہوئے۔ اس ضمن میں مرزا
صاحب کے الہامات اور توکل علی اللہ اور نفس کشی کا مزید نمونہ پیش کیا جاتا
ہے۔

ناظرین اس کتاب کی فصل ششم کا نمبر ۱۰ ملاحظہ فرمائیں۔ اور
دیکھیں کہ کچھ تھے متعلق کس زور شور کے الہام ہیں۔ جن میں شک اور شبہ کو
داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ لیکن ان الہامات کے ساتھ خارجی اور دنیاوی تدبیر

سے بھی مرزا صاحب بے فکر نہیں تھے۔ اور زمینی و آسمانی ہرقسم کی تدابیر و ذرائع سے محمدی بیگم کو حاصل کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ ذیل میں ان کا ایک خط ملاحظہ ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سمدہ نصیلے۔ والدہ عزت بی بی کو مسلوم ہو۔ کہ مجھ کو خبر

پہنچی ہے۔ کہ چند روز تک محمدی مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے۔ او

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا چکا ہوں۔ کہ اس نکاح سے سارے رشتے ٹاٹے توڑ دوں گا۔

اور کوئی تعلق نہیں رہیگا۔ اس لئے نصیحت کی راہ سے لکھتا ہوں۔ کہ اپنے بھائی مرزا

احمد بیگ کو سمجھا کر یہ اداہ موقوف کراؤ۔ اور جس طرح تم سمجھا سکتی ہو۔ اسکو سمجھاؤ۔

اور اگر ایسا نہیں ہوگا۔ تو آج میں نے مولوی نور الدین اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے۔

اور اگر تم اس اداہ سے باز نہ آؤ۔ تو فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ لکھو بھیج دے

اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے۔ تو اسکو عاق کیا جائے۔ اور اپنا اسکو

وارث نہ سمجھا جائے۔ اور ایک پیسہ وراثت کا اسکو نہ ملے۔ سو امید رکھتا ہوں۔

کہ شرطی طور پر اسکی طرف سے طلاق نامہ لکھا جائے گا۔ جس کا مضمون یہ ہوگا۔

کہ اگر مرزا احمد بیگ محمدی کا غیر کے ساتھ نکاح کرنے سے باز نہ آوے۔ تو پھر اس روز

سے جو محمدی بیگم کا کسی دوسرے سے نکاح ہوگا۔ اس طرف عزت بی بی پر فضل احمد

کی طلاق پڑ جائیگی۔ تو یہ شرطی طلاق ہے۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے۔ کہ اب

بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں۔ اور اگر فضل احمد نے نہ مانا۔ تو میں فی الفور اس کو

صلیہ مرزا صاحب کی سمدہ ہیں۔ محمدی بیگم کی پھوپھی اور عزت بی بی کی والدہ۔

اور عزت بی بی مرزا صاحب کے لڑکے فضل احمد کی بیوی ہے۔

۵۔ نکاح نہ کرے محمدی بیگم کا والد۔ اور طلاق پائے مرزا صاحب کے بیٹے کی بیوی۔

قرآن اس انصاف کے۔ کہ وہ ڈر ہی والا اور بکڑا جائے موچھوں والا۔

عاق کردونگا۔ پھر وہ میری وراثت سے ایک ذرہ نہیں پاسکتا۔ اور اگر آپ اسوقت اپنے بھائی کو سبھالو۔ تو آپ کیلئے بہتر ہوگا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے عزت بی بی کی بہتری کے لئے ہر طرح کوشش کرنا چاہا تھا۔ اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی۔ مگر تقدیر غالب ہے۔ یاد ہے کہ میں نے کوئی کچی بات نہیں کہی۔ مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں ایسا ہی کرونگا۔ اور خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ جس دن نکاح ہوگا۔ اس دن عزت بی بی کا کچھ باقی نہیں رہیگا (راقم مرزا غلام احمد از لدھیانہ اقبال گنج ۲۷ مئی ۱۹۰۷ء)

ایک خط محمدی بیگم کے باپ مرزا احمد بیگ کو لکھا۔ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ:-
 میں آپ کی رط کی محمدی بیگم سے میرا آسمان پر نکاح ہو چکا ہے۔ اور مجھ کو اس الہام پر ایسا ایمان ہے جیسا لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پر۔ مجھے خدا تعالیٰ قادر مطلق کی قسم ہے کہ یہ بات ان ٹل ہے۔ یعنی خدا کا کیا ہوا ضرور ہوگا۔ محمدی بیگم میرے نکاح میں آئیگی۔ اگر آپ کسی اور جگہ نکاح کریں گے۔ تو اسلام کی بڑی ہتک ہوگی۔ کیونکہ میں دس لاکھ آدمی میں اس پیشگوئی کو مستحضر کر چکا ہوں۔ اگر آپ نااہل نہ کریں گے۔ تو میرا الہام بڑا ہوگا۔ اور جگت ہنسائی ہوگی۔ جو امر آسمان پر نہیں چکا ہے۔ زمین پر وہ ہرگز بدل نہیں سکتا۔ آپ اپنے غم سے اس پیشگوئی کو پورا کرنے کے معاون بنیں دوسری جگہ رشتہ نامبارک ہوگا۔ میں نہایت عاجزی اور ادب سے اتنا اس کرتا ہوں کہ اس رشتہ سے خوف نکریں

محمدی بیگم کا رتبہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کے برابر آپ نے بنا دیا۔ انکاح کا الہام آج چھوٹ ثابت ہوا۔ معلوم ہوا کہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پر بھی آپ کا ایمان نہ تھا۔

کہاں متواتر الہامات! اور کہیں یہ عاجزی اور تلق کا اظہار! الہام پر ایمان ہوتا۔ تو ایسی دلیل درخواست کیوں کرتے؟

جو آپ کی لڑکی کے لئے گوناگوں برکتوں کا باعث ہو گا۔ وغیرہ وغیرہ۔

ایک ایسا ہی خط اپنے سہمی مرزا علی شیر بیگ (والد عزت بی بی) کے نام پہ لکھا۔ اور اس میں اپنی بے کسی۔ بے بسی ظاہر کر کے خواہش کی۔ کہ اپنی بیوی (والد عزت بی بی) کو سمجھا دیں۔ کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ (والد محمدی بیگم) سے ٹوٹ جیگاڑ کر اسے اس ارادہ سے روک دے۔ ورنہ میں تمہاری لڑکی کو اپنے بیٹے فضل احمد سے طلاق دوں گا۔ آپ اس وقت کو سمجھا لیں۔ اور احمد بیگ کو اس ارادہ سے منع کر دیں۔ ورنہ مجھے خدا کی قسم۔ کہ یہ سب رشتہ ناطہ توڑ دوں گا۔ اور اگر میں خدا کا ہوں۔ تو وہ مجھے بچائے گا۔۔۔ (انتہی ملحوظاً)

باوجود ان خطوط کے بھی مرزا صاحب کا نکاح محمدی بیگم سے نہ ہوا۔ اور اسے فضل احمد نے ہی اپنی بیوی کو طلاق نہ دیا۔ اور والد صاحب کا گھر بسانے کی مطلق پر دواہ نہ کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اپنی قسموں کے مطابق مرزا صاحب نے اپنی بیوی زوجہ اول اور دو لڑکوں مرزا سلطان احمد بیگ و فضل احمد بیگ سے قطع تعلق کر لیا۔ (وہ بھی ہشتاد و نہ مرتبہ دین و قطع تعلق از اقارب مخالف دین)

ان خطوط اور ان کے انجام سے تعلق ذیل مستنبط ہوتے ہیں۔

(۱) تمام الہامات متعلق نکاح غلط اور بناوٹ تھے۔ اگر ان پر مرزا صاحب کو ایمان تھا۔ جیسا کہ خود قسم کہا کہتے ہیں۔ تو پھر ایسے خطوط فکر الہام کو پورا کرانے کی کوشش کی کیا ضرورت تھی۔ نکاح جو آسان پر ہو چکا تھا۔ زمین پر بھی ضرور ہو جاتا۔

(۲) جھوٹی قسمیں کھائیں۔ جو صرف لڑکی کے والدین اور متعلقین کو یقین دلانے کے لئے تھیں۔

(۳) خدا تعالیٰ کا ہر دم چھوڑ کر عاجزی اور چالپوسی سے عاجزانوں کی ذلیل منتیں اور ساجتیں کیں۔ جو نہ صرف وقار نبوت کے مٹانی ہیں۔ بلکہ ایک عام

شریف آدمی بھی ایسی بھیمائی نہیں کر سکتا۔

(۴) خدا پر بہتان اور افترا باندھ۔ کہ اس نے آسمان پر نکاح محمدی بیگم سے

کر دیا ہے۔

(۵) مرزا صاحب کہتے ہیں۔ کہ اگر میں خدا کا ہوں تو وہ مجھے بچا لے گا۔ مگر نکاح

نہ ہونے سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب بجانب اللہ نہیں تھے۔

(۶) اپنی سمدھن کو بھائی کے ساتھ لڑنے کی ترغیب دی۔ اور جبکہ احمدیگ

محمدی بیگم کا رشتہ کسی دوسری جگہ کر چکا تھا۔ تو اسے اس عہد کے توڑنے کے لئے کہا

اور سمدھن کو لکھا۔ کہ اس سے یہ عہد توڑاویں۔ حالانکہ عہد شکنی کی اسلام میں

سخت ممانعت ہے۔

(۷) شریعت کی رو سے طلاق بیٹا محروم الارث نہیں ہو سکتا۔ مگر مرزا صاحب

نے بار بار اسے محروم الارث کرنے کی دہکی دی۔ اس لئے شریعت کو منسوخ کرنے کا

ارتکاب جرم کیا۔

(۸) تہذیب۔ اخلاق اور حیا کو بالائے طاق رکھ دیا۔ کہ اپنی مطلوبہ کی خاطر بیٹے

کو مجبور کیا۔ کہ وہ اپنی محبوبہ بیوی کو طلاق دیدے۔ اس بچارے نے اخلاقی جرأت

سے کام لیا۔ کہ اپنی بے گناہ اور عقیقہ بیوی کو طلاق نہیں دی۔ تو اس سے قطع

تعلق کر لیا۔

(۹) اپنے نفس کی خواہش پوری نہ ہونے سے دیکھ کر اللہ کی رضا پر راضی نہ رہے

بلکہ اس فصد میں آکر معمولی ذہل دنیا کی طرح بیوی اور بیٹوں سے قطع تعلق کر لیا

اور بندہ نفس و شہوت ہونے کا پورا ثبوت دیا۔

(۱۰) یہ سارے ڈکوسے ہی تھے۔ جنہیں الہام کے رنگ میں پیش کیا گیا۔

اور اللہ تعالیٰ کی منظور سی کے پروانے بھی دکھائے گئے۔ لیکن درحقیقت یہ صرف

ایک نفسانی خواہش تھی۔ جس کے لئے نہایت کمزور چالیں اور منصوبے اور تدبیریں
کیں۔ جو ایک سچے اور حیا دار مسلمان کی شان سے ہی بعید ہیں۔

آخر میں ایک اور لطیفہ درج کیا جاتا ہے۔ مرزا صاحب نے اپنے سمدہی اور سمدہن
کو اس امر کی تحریص دلائی کہ اگر یہ نکاح ہو گیا۔ تو تمہاری لڑکی اور فضل احمد ہی میرے
وارث ہوں گے۔ اور اگر فضل احمد نہ ملے گا۔ تو اسے محروم الارث کیا جائیگا۔ اور میری
کے والد مرزا احمد بیگ کو بھی یہی لکھا۔ کہ یہ نکاح تمہاری لڑکی کے لئے افواج و اقسام
کی برکات کا موجب ہو گا۔ گویا سمدہی۔ سمدہن۔ بیٹے اور سرسود کو مال و بیاد و
وراثت کی طمع دلاتے ہیں۔ لیکن احادیث صحیحہ سے واضح ہے۔ کہ نبیوں کمال کسی کی
میراث نہیں ہوتا۔ بعض احادیث کے الفاظ سے ترجمہ اس طرح سے ہیں۔

«الْبَنِيُّ لَا يَرِثُ» انما میراثہ فی فقر او المساکین۔ والمساکین لا امام احمد
عن ابی بکر، جناب رسالت مصلیٰ اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ نبی کسی کو وارث نہیں چھوڑتے۔
ان کی میراث فقراء و مساکین کے لئے ہے۔

«ب) كُلُّ مَا لِبَنِي صَدَقَةُ الْاِمَامِ اطعموه وکساہم اذ لا تورث ابوداؤد
عن الزبیر، نبی کا تمام مال فقرار کے لئے صدقہ ہے۔ مگر بقدر اس کے اہل و عیال کھالیں
کیونکہ ہم کسی کو وارث نہیں چھوڑتے۔

۱۔ مذکورہ بالا بیان کا مقابلہ مرزا اور مرزا نہیں کے اس ادعائے سادہ و سادہ آیت قَدْ
لَبَسْتُ فِیْکُمْ عَمْرًا.... الخ سے استدلال کر کے مرزا صاحب کی گزشتہ زندگی کو مقدس اور مطہر ثابت
کیا کرتے ہیں۔ کیا انبیائے کرام اور بزرگان دین اسلام میں کوئی ایسی مثال موجود ہے؟
کہ کسی نے ایک عورت کے نکاح کے لئے ایسے پاؤں پہنے ہوں؟ مرزا فی صاحبان ذرا منہا
نبوت کی کسوٹی پر اسے پرکھ کر دیکھیں۔

(ج) واللہ لا تقسم وراثتی دیناراً لا ترکت من شیء بعد لفقة نسائی
 و معونة عامی فہو صدقہ (بخاری مسلم - ابی داؤد - امام احمد - عن ابی ہریرہ)
 خدا کی قسم میرے وارثوں میں روپیہ کی تقسیم نہ ہوگی۔ جو کچھ میں چھوڑوں وہ میری
 بیبیوں کے نان نفقہ اور عامل کی مزدوری کے بعد صدقہ ہے۔ (اسجگہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے قسم لیا کہ ترکہ کی تقسیم ترکہ کی مخالفت فرمائی ہے)
 (ح) (لاورث ما ترکنا صدقہ) (امام احمد - بخاری مسلم) ہم کسی کو وراثت
 نہیں بتاتے۔ ہمارا ترکہ تو صدقہ بن جاتا ہے۔

(د) نسخ معاشر الانبیاء (لا وراثت ولا لورث) ہم جلد گروہ انبیاء کی
 سنت یہ ہے۔ کہ نہ کسی مردہ کا مال سمجھاتے ہیں۔ اور نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے۔
 اور تو یہ احادیث ہیں۔ جن کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ نبیوں کا مال کسی کی
 میراث نہیں ہوتا۔ اُدھر مرزا صاحب وراثت وراثت پکار رہے ہیں۔ اور پھر دعویٰ
 کرتے ہیں نبوت و رسالت کا۔ پس اپنی کے اقوال سے صاف طور پر ظاہر و ثابت ہے
 کہ وہ نبی نہ تھے۔ اور نہ انہیں اپنی نبوت پر دلی ایمان و یقین تھا۔ ورنہ یہ میراث
 کا جھگڑا کیوں درمیان میں لاتے؟

(۹) مرزا صاحب اور تصوف -

مرزا صاحب اپنی تحریرات میں اکثر صوفیائے کرام و صلحائے عظام کے حالات
 و اقوال نقل کیا کرتے تھے۔ ان کے مرید بھی کہا کرتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب صوفی الہدے
 تھے۔ سوان کے تصوف کی بھی پڑتال کی جاتی ہے۔
 یہ ایک سلسلہ حقیقت ہے۔ کہ تصوف اور شریعت دو متغایر امور نہیں ہیں۔

تصوف عین شریعت ہے۔ اور شریعت عین تصوف۔ بلکہ عام مسلمانوں کی نسبت
 صوفی کہیے تم قسم کے مجاہدے۔ ریاضت۔ نفس کشی اور زہد و عبادت کی فروزا

ہے۔ چونکہ مرزا صاحب اور ان کے مرید حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کو ایک بزرگ مانتے ہیں۔ اس لئے ان کے حالات کا مرزا صاحب کے حالات سے کسی قدر مقابلہ کیا جاتا ہے۔ جس سے مرزا صاحب کی ریاضت و مجاہدہ کا حال بھی خوب معلوم ہو جائے گا۔

مرزا صاحب

(الف) مرزا صاحب نے کسی پیر کی خدمت نہیں کی خوب عیش کئے۔ لغز اور مقوی اغذیہ اوراد و پیر کا شغل رہا۔ کبھی خواب و آرام نہیں چھوڑا۔ نہ فارغ خیالات دنیاوی ہو کر عبادت ہی کی۔ یوں زبان سے ہر ایک ولی بن سکتا ہے۔

(ب) مرزا صاحب نے مسیح موعود اور نبی مہینہ کے لئے قرآن و حدیث کو چھوڑا۔ اجماع امت کے خلاف کیا۔ حیات مسیح کے خلاف۔ قرآن و حدیث کے سراسر مفہام کی تاویلیں کیں۔ معجزات کو سمرنیم بتایا۔ طائفہ کو الراج کو اکبر کیا۔ اپنی تصویر اتروا کر مریدوں کے پاس فروخت کی۔ گویا ایسے شرک و ملاح دیا۔ جو ۱۰۰۰ برس سے بند کیا جا چکا تھا۔ توحید کے ساتھ پاک تثلیث۔ اور لم یلد و لم یولد کے ساتھ ولایت و اجماع کی انوکھی تفسیریں مل کیں (دیکھو فصل دوم و چہارم کتابہ ہذا)

(ج) مرزا صاحب کو جنہیں ساری عمر و ستالی

سید الطائفة حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ

(الف) آپ کہتے ہیں کہ میں نے دو سو پیروں کی خدمت کی۔ جنگجو نعمت فقر۔ گرسنگی۔ بیچاری اور ترک لذات دنیا و مافیہا حاصل ہوئیں۔

(ب) آپ فرماتے ہیں کہ راہ فقر کو وہی شخص پاتا ہے۔ جو دائیں ہاتھ میں قرآن شریف اور بائیں ہاتھ میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے۔ اور ان دونوں شمول کی رکونی میں چلے۔ تاکہ گمراہی کے گڑھے اور بدعت کی ظلمت میں نہ جا پڑے۔

(ج) فرماتے ہیں کہ اگر

سید الطائف حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ

مرزا صاحب

بچے کسی نماز میں دنیا کا خیال آجاتا۔
تو میں اسے قضا و کرتا۔ اور اگر آخرت
کا اندیشہ نماز میں آجاتا۔ تو مسجد
سہوا داکرتا۔

(ح) فرماتے ہیں، کہ ایک
بار میں نے کسی بیمار کے لئے شفا
کی دعا کر دی۔ مجھے مالتف غیبی
آواز آئی۔ کہ اے جنید! خدا اور
اس کے بندے کے درمیان تیرا
کیا کام۔ تو دخل مت دے۔ تجھے
جو حکم دیا گیا ہے۔ کرتا رہ۔ اور جس
حال میں تجھے رکھا ہے۔ صبر کر۔ تجھ کو
امتیاز سے کیا کام!

خود پسندی اور کوتاہیوں۔ رسالوں اور مشتملوں کی
چٹنگ بازی سے ہی فرصت نہ تھی۔ اور ہر وقت
روپیہ حاصل کرنے کی تدابیر میں مصروف رہتے تھے
کب ایسی نماز نصیب ہو سکتی تھی۔ ہرگز نہیں!
(د) حضرت جنید کے الہام میں عبودیت و اتوا

کا تفاوت دیکھو۔ لولاک لما خلقت الافلاک
(ضع ما تشئت۔ تو سردار ہے۔ تیرا تخت سب انبیاء
کے تخت سے اونچا بچایا گیا ہے۔ کل لک لا مرئ
کبھی روپیہ لیکر بیٹے دلانے کے دعوے۔ کہیں قسم
کی تحریریں و ترغیب و غیرہ وغیرہ۔

حضرت جنید کے الہام کے مقابلہ میں یہ وساوس
ہیں یا نہیں۔ کیونکہ خود ستائی و تکبران سے پایا جاتا
ہے۔ اور کشفوں میں تو خدا ہی بن گئے۔ بلکہ زمین و
آسمان بھی پیدا کئے۔ (دیکھو فصل چہارم)

کیا کوئی مثال ہے۔ کہ مرزا صاحب کو کسی لٹریچر
خدا نے تشبیہ کی ہو۔ مرزا صاحب نے اپنے خیالات
کو ہمیشہ الہام سمجھا۔ اور اپنی کا اتباع کرتے رہے
گو یا یہ بھی کتاب لاریب فیہ کا درجہ رکھتے تھے۔

(دھ) یہاں جتنے الہام ہیں۔ کوئی نفسانیت
سے خالی نہیں۔ تیرے دشمن تباہ ہونگے۔ تو عین ہی ہو

(دھ) فرماتے ہیں۔ کہ ایک بار
میرا پاؤں در در کرتا تھا۔ میں نے

یہ اور پھر مرزا صاحب کے الہامات پر غور کرو

سید الطائفہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ

مرزا صاحب

سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا۔ غیب سے
نہ آئی۔ کہ تجھے شرم نہیں آتی۔ کہ ہمارا
کلام کو اپنے نفس کے حق میں صرف
کرتا ہے۔

تو محمد ہے۔ احمد ہے۔ نوح ہے۔ یہ ہے۔ وہ ہے۔
یہاں تک کہ آدم ہے۔ خدا تیری مدد کو لشکر کے کراڑا
ہے۔ خدا تیرے ساتھ ہے۔ جہاں تو ہو۔ جو تیرا ارادہ
وہی خدا کا ارادہ۔ جس سے تو راضی اس سے خدا راضی۔
جس سے تو ناخوش۔ اس سے خدا ناخوش۔ کیا ان میں
کوئی بھی دوسوہ نہیں تھا؟ کیا کبھی مرزا صاحب کو
ان کی غلطی پر مطلع کیا گیا؟

(و) حضرت جنید کے کسی نے
عرض کیا۔ کہ میں نشگا اور بہو کا ہوں
فرمایا جا آرام سے رہ۔ برہنگی اور
بہوک خدا اپنے دوستوں اور مددگاروں
کو دیتا ہے۔ ان کو نہیں دیتا جو خدا
پر طعنہ کریں اور ساری دنیا میں نشکا
کرتے پھریں۔ سچ ہے۔

(و) مرزا صاحب کی پندرہ روپیہ ماہوار
کی ڈکری۔ قانونی امتحان کی کوشش اور اسمین نا کامی
اور آخر اس پیری مریدی کے کیمیاوی نسخہ سے خود
انہی کے قول کے مطابق (لاکھوں روپیہ کی آمد کا خیال
کر و۔ جو آخری دم تک ہل من مریاں ہی کہتے
چلے گئے۔ اور پھر طرہ یہ کہ اس دست غیب (مال
میریاں) کو نشان صداقت و نبوت قرار دیا
جاتا ہے۔

ماشقاں از بے مرادی کا خویش
با خبر گشتند از مولا کے خویش
(نہ) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ

(نہ) مرزا صاحب کے الہامات ہیں۔
ستوک ستری۔ انت منی بمنزلہ برونری۔
انت منی بمنزلہ توحید دی و تضریدی۔ میں
خدا میں سے ہوں۔ خدا مجھ میں سے ہے۔ میں ابن

اپنے بندوں سے دو علم چاہتا ہے
ایک تو عبودیت کے علم کی پہچان
دوسرے علم ربوبیت۔ یعنی بندے

مرزا صاحب

سید الطائفہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ

البدہوں۔ احدیت کے پردے میں ہوں۔ میں نے آسمان کو پید کیا۔ دغیرہ وغیرہ۔ جیسا کہ کئی جگہ بیان ہوا۔ اس لئے معلوم ہوا۔ کہ مرزا صاحب علم عبودیت سے نا آشنا تھے۔ اور علم الوہیت سے قطعاً نا آگاہ۔

کو چلے۔ کہ اپنی حیثیت اور خدا تعالیٰ کی شان کو پوری طرح سمجھ لے۔

ناظرین اب خود انصاف فرمالیں۔ کہ صوفی کیسے ہوتے ہیں۔ اور مرزا صاحب کا اس مسلک میں کتنا دخل ہے۔ کیا وہ شخص سچا صوفی ہو سکتا ہے جو جلب منفعت دنیوی کے لئے طرح طرح کی تدابیر اور مکر سے کام لے۔ جھوٹ بولے دھوکا دے۔ البد پر افترا کرے۔ بدعہدی کرے۔ دنیا کے عیش و آرام سے نفس کو لذت دے اپنے دشمنوں کو ٹھانڈا رہے۔ بعض وقت اخلاق کو ہاتھ سے دیکر عامیانہ اور سولتیانہ بکواس پر اتر آوے۔ اور پیر منہ سے کہے۔ کہ میں فنا فی البد ہوں۔ بقا باللہ ہوں۔ فنا فی الوجود ہوں۔ فنا فی الیچ ہوں۔ میں نے لذات دنیا کو ترک کر دیا ہے۔ دنیا بیف (مردار) ہے میں اس سے کنارہ کش ہوں۔ وغیرہ وغیرہ۔ کیا ایسے شخص اور معمولی جاہل اور ہمیشہ ور پیروں میں کچھ فرق ہے۔ جو مریدوں کو اپنے پھندوں میں پھنسانے رکھ کر محض اپنا سالانہ نذرانہ وصول کر لینا کافی سمجھتے ہیں۔ حلال و حرام کی بھی کچھ تیز و پرواہ نہیں کرتے۔ نہ مریدوں کی اصلاح حالت کا خیال کرتے ہیں۔ انہیں صرف اپنی رقم مقدرہ وصول کرنے سے غرض ہے۔

مرزا صاحب کے خسر میر ناصر نواب نے اس بارہ میں خوب لکھا ہے۔

منقول از اشاعت السنۃ

ہے کہیں نوٹس بزرگی کا لگا

آؤ لوگو ہم یہ ہے فضل خدا

ہم تمہیں دین فیض تم دو ہکو جھیک
 کر بجا خدمت ہماری لاؤ گے
 اس کے دل میں بالخصوص خلاص ہے
 شہر اسکو جان لو یا ہے یزید
 ملے دنیا میں پڑا ہے کیا غضب
 تاکہ حامل ہو کہیں وجہ معاش
 گوئے صدقہ کہ بھائے زکوات
 رنڈیوں کا مال یا بھانڈوں کا ہو
 حرص کا ہے استدران کو مرض

ہو ہمارے حال میں تم بھی شریک
 مال و دولت اور بیٹے پاؤ گے
 مال جو دے وہ مرید خاص ہے
 چونکہ کچھ مال وہ کیسا مرید
 ہے مریدی واسطے پیسوں کو اب
 ہر گہر مٹی ہے مالداروں کی تلاش
 قرض سے اکد فتنہ ہو جائے نجات
 ہو یتیموں کا ہی یا رانڈوں کا ہو
 کچھ نہیں تفتیش سے ان کو غرض

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ ایک حدیث کے فرماتے ہیں۔ کہ عبادات
 کے دل حصے ہیں۔ ان میں سے نو حصے محض طلب حلال ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ
 حلال کھا نا کھاؤ۔ تاکہ دعا قبول ہو۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دس درم میں ایک درم حرام کا ہو
 اور اس رقم سے کچھ خریدا جائے۔ تو اس کھڑے سے نماز نہیں ہوگی۔

حضرت ابابکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم نے کہیں دودھ پیا یہ معلوم ہوا۔ کہ وہ
 حلال سے نہ تھا۔ فوراً انگلی مار کر تے کر دی۔

ایسا ہی اہل اللہ کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔ اور ہر مزار صاحب کو دیکھو۔ لاکھ روپیہ

۱۷ بیسے فتح اسلام میں مولوی نور الدین صاحب کی تعریف محض انکے زیادہ روپیہ دینے کی ہو کر گئی

۱۸ ہے۔ اور مقدمہ براہین احمدیہ میں غلیہ محمد حسن مرحوم وزیر ریاست پٹیلہ کی تعریف محض پانصد روپیہ کی خاطر
 کی گئی ہے۔ جو شیعی المذہب ہے۔ ۱۹ بیسے الدیانا می طوائف کاروپہ قادیان شکار اسکو جائز کر
 (دیکھو اساتذہ السنۃ نمبر ۹ جلد ۱)

وصول ہوتا تھا۔ کیا مرزائی ایسی مثالیں پیش کر سکتے ہیں۔ کہ کبھی وصول شدہ روپیہ کی نسبت تحقیق کیا گیا ہو۔ کہ وجہ حلال سے ہے یا نہیں؟ خریدندہ کی حالت کیسی ہے آمدنی کس قسم کی ہے؟ اس میں رشوت یا حرام وغیرہ کا تو شبہ نہیں؟ اگر کبھی شبہ ہوا۔ تو کوئی رقم واپس بھی کی گئی؟

اس کے ساتھ برائین احمدیہ۔ سراج منیر۔ منن لرحمان۔ رسائل ماہواری وغیرہ کے چند دن کا بھی روپیہ شامل کرو۔ کہ جو بالکل غرض مہودہ کے خلاف خرچ کیا گیا۔ جو بعد عہد ہی صریح ناجائز ہے۔ اور اس روپیہ پر مرزا صاحب کی ذاتی گزرنی تھی۔ تو کیا اس مشتبہ اور بے تحقیق مال کو کھانے والا۔ اور ایفے عہد نہ کرنے والا۔ مدارس فتاویٰ اہل و بقا بامد و الہام و نبوت کا مستحق ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! ہرگز نہیں! اگر منہاج نبوت کی رو سے کوئی ایسی مثال ملتی ہے۔ تو پیش کی جاوے۔ اور قرآن کریم کی نص صریح لَا یَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَیْہِہِمْ اِنْ اٰتٰہُمُ اللّٰہُ کَوْثَرًا سے بد نظر رکھا جاوے۔

۱۰۔ بہشتی مقبرہ۔

ہندوستان کی مشہور درگاہوں سرہند۔ اجیمیر پیران کلیرو وغیرہ میں ان نزاروں کے معتقدوں نے مکان کا کچھ حصہ بہشتی گلی وغیرہ کے نام سے موسوم کیا ہوا ہے جہاں لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ اس جگہ سے گزرا بہشتی بنا دیتا ہے۔ جو بروئے شرع شریف بالکل بے اصل اور لغو بات ہے۔ لیکن عام خیالات کو وزن کر کے مرزا صاحب نے ہی اس مجرب نسخہ کا استعمال کیا۔ اور رسالہ الوہیت میں ایک بہشتی مقبرہ کا اعلان کیا۔ اور اس میں لکھا۔ کہ :-

”جو شخص اسلامی خدمات کیلئے بہشتی مقبرہ کے نام پر اپنی جائیداد منقولہ وغیرہ منقولہ کا وصول یا حصہ وقف کرے گا۔ اس کو اس مقبرہ میں (دفن ہونے کی جگہ ملے گی) اور بہشتی ہو جائیگا۔“

اس اعلان پر خوب کہنا کہن روپیہ برسنے لگا۔ چنانچہ ۱۹۰۶ء میں اس مقبرہ پر
تین ہزار روپیہ صرف کیا۔ اور ۱۹۰۷ء کے لئے گیارہ ہزار کا مطالبہ ہوا۔ اور
نفلوں میں اعلان کیا گیا۔ کہ جو کوئی اس مقبرہ میں مدفون ہو گا۔ بہشتی ہو جائیگا
اب غور کا مقام ہے۔ کہ کیا اس اعلان سے کل انبیائے کرام خصوصاً حضرت محمد
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کی سمت تکذیب و قہر
نہیں ہے؟ کہ عرف و سواں حصہ جائداد دیگر جو وہاں دفن ہوا۔ بہشتی ہو گیا۔ خواہ اعمال
کی کچھ ہی حالت ہو۔ آج تک مکہ مکرمہ۔ مدینہ طیبہ۔ بیت المقدس۔ سب اس شرف سے
محروم رہے۔ کیا کسی آسمانی معیضہ سے اس مسئلہ کا پتہ چلتا ہے؟ غالباً یہی وجہ تھی۔ کہ
مرزائیوں نے اپنا قبلہ و کعبہ اور مجاہد و ماولائے قادیان کو ہی سمجھ لیا تھا۔ اور سمجھا ہوا ہے
چنانچہ بدر ۹ اگست ۱۹۰۶ء میں مرزا صاحب کی مداح میں یہ شعر لکھا گیا

ہند و سماں کا رتبہ بڑھائے فیض سے

اب اس کو فخر سارے زمین و زمین پہ ہے

کیا مرزائی طعنورہ دارگن ہکے اس بے سرے گیت پر مرزا صاحب یا ان کے خلفاء و
حواریوں نے کوئی اظہار ملامت کیا۔ جس میں بیت المقدس۔ حرمین شریفین کی حد درجہ
ہتک ہے؟ بالکل نہیں!

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تُؤْمِنُوا زُجْرًا شَیْخًا سَاحِقًا
اور لَا تَجْرُوا نَفْسًا عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا۔ جب کوئی شخص کسی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا
اور نہ کوئی نفس کسی کے کام آسکتا ہے۔ تو اس کا مقبرہ کسی کو کیا سہارا دے سکتا ہے
احادیث صحیحہ میں صاف ارشاد ہے۔ کہ قبریں اپنی اور بچہ نہ بنائی جاویں۔ نہ ان پر
عمارتیں تعمیر کی جاویں۔ نہ کتبہ لکھے جاویں۔ یہود و نصاریٰ پر اس وجہ سے لعنت فرمائی
گئی۔ کہ وہ قبروں کی پرستش کرتے تھے۔

پھر قرآن شریف و احادیث صحیحہ کی تعلیم کے برخلاف مرزا صاحب کا اس بدعت
 قبر پرستی کی تجدید و تشہیر کرنا جس کے اسناد و استیصال کے لئے علمائے کرام از حد
 کو ششپایں کرتے رہے تھے۔ اور کرتے رہتے ہیں۔ دین کی تخریب نہیں تو اور کیا ہے؟
 مگر مرزا صاحب کو قرآن و حدیث و اسلام سے کیا غرض ان کو تو وہی تدا بیر پسند
 تھیں۔ جن سے روپیہ حاصل ہو۔ عقل کے اندھے اور گناہٹھ کے پورے دنیا میں
 ہمیشہ مل ہی جاتے ہیں۔

تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ

ناظرین! یہ نمونہ ہے۔ مرزا صاحب کی تعلیم اور عمل بالقرآن و حدیث کا چونکہ
 اختصار مد نظر ہے۔ اس لئے بہت سی خلاف شرع اور خلاف اصول اسلام باتوں
 میں سے چند یہاں درج ہوئیں۔ ورنہ اس موضوع پر اور بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے
 لیکن خدا ترس اور معاملہ فہم طبیعتوں کے لئے یہی کافی ہے۔

گنجینہ مہربات

ریاست پٹیاہ کے مشہور و معروف طبیب جناب حکیم ڈاکٹر دلبر حسن خان صاحب
 بسٹی کے حاندانی کتب کی بے نظیر فارسی، ہندی، کتاب بحر الفوائد کا اردو ترجمہ ہے۔ جس میں
 کانفرنس دہلی نے سند عطا فرمائی ہے۔ جس میں تقریباً جملہ امراض کے یونانی اور ہندی
 مہربات درج ہیں۔ حجم ۱۳۲ صفحہ سائز کتابی۔ قیمت ایک روپیہ چار آنے مہر

ملنے کا پتہ:- میجر شاہی مطب پٹیاہ پنجاب،

دنیویں فصل

دن اقبالی ڈگریاں

گل و گلچیں کا گلہ بلبل خوش ہجہ نہ کر
تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث

گزشتہ نو فصلوں میں مرزا صاحب کے دعوائے نبوت کی نوعیت ان کے
الہامات و کشف کی حالت ان کے جھوٹ اور افتراء علی اللہ کے نمونے ان کے
مستجاب الدعوات ہونے کے ادعا کی حقیقت اور ان کے اسلام کا مختصر خاکہ ہدیہ
ناظرین ہو چکا ہے۔ مرزا صاحب کہا کرتے تھے۔ کہ مغتری اور کذاب کو غیرت الہی
فوراً ہلاک کر ڈالتی ہے۔ اور اپنی اس چند روزہ ظاہری کامیابی اور دنیا و دہم کے حصول
پر نازاں تھے۔ بلکہ اسکو اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کیا کرتے تھے۔ (اور اب ان
کے مرید پیش کرتے ہیں) لیکن ٹائڈ انہیں قرآن شریف میں یہ آیات نظر نہیں آئی
تھیں۔

(الف) فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمُ ابْوَابَ كُلِّ مَنۡعٍ مِّنۡهُ
اِذَا رُجُوعُ اِيۡهِمْ اِلَیَّ لَا اُخۡذُ نَافَعُ لَهُمْ نَفۡتَةٌ وَّ اِذَا هُمۡ مُّبۡلِسُونَ ۝

یعنی جو لوگ ہمارے احکام اور نصیحتوں کو بھلا دیتے ہیں (اور دنیا طلبی میں
لگ جاتے ہیں) ہم ان پر دنیا کی سب چیزوں کے دروازے کھول دیتے ہیں حتیٰ

کہ جب وہ ان چیزوں سے خوش ہو جاتے ہیں۔ تو ہم انہیں اچانک ہی پکڑ لیتے ہیں۔
اور وہ ناامید رہ جاتے ہیں کیا سچ کہا ہے۔

تو مشو مغرور جبر حکم خدا
ویر گیر و سخت گیر و مر ترا
(ب) وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ
وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ

جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ لینے احکام کو مان کر عمل نہ کیا۔ ہم انہیں
بتدریج ہلاکت کی طرف لیجا دیں گے۔ ایسے طریقے سے کہ انہیں خبر تک نہ ہوگی۔ اور ہم انہیں
مہلت دیں گے۔ ہماری گرفت بہت مضبوط اور سخت ہے۔ (اعراف)
اس آیت کی تفسیر میں امام ملازنی تحریر فرماتے ہیں کہ:-

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-) میں انہیں مہلت دوں گا۔ اور ان کی عمر ورازد کروں گا۔ اور
ان کی سزا میں جلدی نہیں کروں گا۔ تاکہ وہ لگ گناہوں میں ترقی کریں۔ اور جب
ان کے گناہوں کی زیادتی اس حد کو پہنچ جائیگی جس حد پر انہیں سزا دینا حکمت الہی میں
مقرر ہو چکا ہے۔ اس وقت انہیں موت آئیگی۔ اور خدا تعالیٰ کی پکڑ ہوگی۔ اس لئے ارشاد
ہے۔ کہ تم میری پکڑ سخت ہے؟

ان آیتوں کے متعلق ثبوت دینے کی کوئی ایسی چوڑی ضرورت نہیں۔ فرعون۔ شلح
نمرو۔ اور ان کذابوں کے حالات جیسا کہ ذکر پہلی فصل میں کیا گیا ہے۔ دیکھ لینے کافی
ہیں۔ کہ انکی ابتداء کیا تھی۔ اور انجام کیا ہوا؟

اس سنت الہی کے موافق مرزا صاحب بالکل معمولی حالت سے ترقی کرتے کرتے
جب انانیت کی اس منزل تک پہنچ گئے۔ کہ صاف صاف نبوت و رسالت کے مدعی ہو گئے۔
دتیابھر کے ۳۰۔ ۳۵ کروڑ مسلمانوں کو اپنی مٹھی بہر جماعت کے مقابلہ میں کافر قرار دینا

کل پیغمبروں پر فوقیت اور فضیلت کے دعویدار ہوئے۔ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے متعلق بھی گستاخیاں کرنے سے باز نہ رہے۔
اور خاک بدشمن، اس ذات پاک کو غلطی اور ناقص الغم قرار دیا۔ تو غیرت الہی نے
دفعاً جوش بکھڑایا۔ اور عین اس روز جس روز کہ اخبار عام میں مرزا صاحب نے اپنی نبوت
درسالت کا صاف صاف دعوے شائع کر دیا۔ یعنی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو آپ بحالت
غریب الوطنی مقام لاہور یکایک ہیفہ میں مبتلا ہوئے۔ اور صرف اگھنڈ میں ٹھنڈے
ہو گئے۔ قَاعْتَبَرُوا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ۔

ایک مشتق کئے لئے مرزا صاحب کا یہ حسرت ناک انجام ہی کافی نعیبت ہے۔ لیکن اس
فصل میں ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی متحدہ یا نہ پیشگوئیوں کی کیا حقیقت ہے
جن کی نسبت انہوں نے لکھا ہے کہ۔

ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر کوئی امتحان نہیں
ہو سکتا۔ (دافع الوسوس ص ۲۸۸)

اور ان پیشگوئیوں میں اپنی باطل نبوت۔ رسالت اور الہام کے گھنڈ میں مخالفوں
کی نسبت نہایت دریدہ دہنی سے جو ذلیل ترین اور گندے الفاظ لکھ دیا کرتے تھے
کس طرح سے اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کو ان الفاظ کا مستحق و مستوجب گردانا۔ اور
جو بڑے الفاظ وہ دوسروں پر چسپان کرنا چاہتے تھے۔ کبھی طرح پورے طور پر ان پر
دار ہوئے۔ یہ عبارتیں اور الفاظ خود مرزا صاحب کی اپنی تحریرات سے نقل کئے
گئے ہیں۔ اور امر واقعہ کی رو سے نتیجہ درج کر دیا گیا ہے۔ ان میں کوئی لفظ ہمارا نہیں
ہے۔ اس لئے ہم مرزائی صاحبان سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ٹھنڈے دل سے اس پر غور کریں
اور صرف انہما حق کی وجہ سے ہم پر خفا نہیں ہونگے۔ کیونکہ بقول نظیر

کھنگھنیں کر رہے ہیں۔ یہاں دن کو اور رات لے
کیا خوب سودا فدا ہے اس بات کا دشمن بات لے

(۱) ذیل روایہ پیشی کے قابل اور تمام شیطانوں بدکاروں اور لعنتوں سے زیادہ لعنتی۔

سر عبد اللہ آتمہ سیائی سے جون ۱۸۹۳ء میں مباحثہ ہونے کے بعد آپ نے ایک کتاب بنام جنگ مقدس لکھی تھی جس کے ۱۸۹-۱۹۰ میں لکھتے ہیں کہ:-

”میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹا ہے۔ وہ پندرہ ماہ کے اندر آج کی تاریخ سے سزائے موت کا وہ میں نہ پڑے۔ تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جاوے۔ رو سیاہ کیا جاوے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے۔ اور مجھے بھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔ اور میں اسد جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ زمین آسمان تل جائیں ہر کسی باتیں نہ ٹھیں گی۔ اب ناحق ہنسنے کی جگہ نہیں۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو۔ اور تمام شیطانوں بدکاروں اور لعنتوں سے زیادہ لعنتی قرار دو“ اس سے پہلے ۱۸۸۰ء پر اصل پیشگوئی یوں لکھتے ہیں کہ:-

آج رات جو مجھ پر کھلا۔ وہ یہ ہے کہ جب میں نے بہت تفرغ اور ابتہال سے جناب الہی میں دعا کی۔ کہ تو اس امر میں فیصلہ کر۔ اور ہم عاجز بندے ہیں۔ تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔ تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے۔ کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عدا جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے۔ اور سچے خدا کو چوڑ رہا ہے۔ اور عاجز انسان کو خدا بنارہا ہے۔ وہ انہی دونوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لیکر یعنی ۱۵ ماہ تک مادیہ میں گرایا جاوے گا۔ اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ اور جو شخص سچ پر ہے۔ اور سچے خدا کو مانتا ہے۔ اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی۔ اور اس وقت جب یہ پیشگوئی

ظہور میں آویگی۔ بعض اندھے سوچا کہ کئے جاویں گے۔ اور بعض لنگرے چلنے لگیں گے۔ اور بعض پہرے سننے لگیں گے۔“

اس اصل پیشگوئی کا مطلب یہ ہے۔ کہ آئتم راج سے ۱۵ ماہ تک لاویہ میں گرایا جاویگا۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ اور لاویہ کے معنی جیسا کہ ص ۱۸۹ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ سزائے موت کے لئے گئے ہیں۔ ایسا ہی حقیقتہً الٰہی ص ۱۸۵ میں لکھتے ہیں کہ۔

”آئتم کی بابت پیشگوئی کے یہ الفاظ تھے۔ کہ وہ پندرہ مہینے میں ہلاک ہوگا۔“
غرض مطلب صاف ہے۔ کہ اگر آئتم رجوع الی الحق نہ کریگا۔ تو سزائے موت پندرہ ماہ کے اندر لاویہ (دوزخ) میں گرایا جاویگا۔ یعنی مرجائیگا۔ اور اگر رجوع الی الحق کرلیگا۔ یعنی عیسائیت پر قائم نہ رہیگا۔ اور اس کے افعال یا اقوال سے رجوع الی الحق ثابت ہوگا۔ تو اس سزا سے بچ رہیگا۔

یہ پیشگوئی اپنے الفاظ کی رو سے بڑی شاندار تھی۔ لیکن نتیجہ کیا ہوا۔ یہ کہ بالکل جھوٹ نکلی۔ یعنی آئتم ۵ ستمبر ۱۸۹۲ء تک نہ مرا۔ جس سے مرزا صاحب کو سخت ذلت اور شرمندگی اٹھانی پڑی۔

جب آئتم میعاد کے اندر فوت نہ ہوا۔ تو مرزا صاحب نے جھٹ اشتہار دے دیا کہ اس نے (دل میں) رجوع الی الحق کر لیا تھا۔ اس لئے موت سے بچ گیا۔ اس مضمون کو انہوں نے بیسیوں کتابوں اور رسالوں میں لکھا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ۔

”جس شخص کا خوف ایک مذہبی پیشگوئی سے اس حد تک پہنچ جائے۔ کہ اسکو سانپ وغیرہ ہولناک چیزیں نظر آئیں۔ یہاں تک کہ وہ ہر سال اور تر سال اور پریشاں اور بیتاب

۱۵ عبارت کو دیکھئے کیسا فغول طور پر حلول دیا گیا ہے۔

اور دیوانہ سا ہو کر شہر بہ شہر بھاگتا پھرے۔ اور سراسیموں اور خوفزدوں کی طرح
جا بجا بھٹکتا پھرے۔ ایسا شخص بلاشبہ یقینی یا ظنی طور پر اس مذہب کا مصدق
ہو گیا ہے۔ جس کی تائید میں وہ پیشگوئی کی گئی ہے۔ یہی منہ مرجع الی الحق
کے ہیں " ضیاء الحق صفحہ ۱۲-۱۳

لیکن دوسرے مقام پر آئیم کی اسی گھبراہٹ اور پریشانی کے جسکا نام رجوع
الی الحق رکھا ہے۔ تاویہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

"پس اسے حق کے طالبو یقیناً سمجھ لو۔ کہ تاویہ میں گرنے کی پیشگوئی پوری
نکلی۔ اور اسلام کی فتح ہوئی۔ اور عیسائیوں کو ذلت پہنچی۔ ہاں اگر سطر عبداللہ
آئیم جزع فزع کا اثر نہ ہونے دیتا۔ اور اپنے انحال سے اپنی استقامت دکھاتا
اور اپنے مرکز سے جگہ بہ جگہ بھٹکتا نہ بھرتا۔ اور اپنے دل پر وہم اور خوف اور پریشانی
غالب نہ کرتا۔ بلکہ اپنی معمولی خوشی اور استقلال میں ان دنوں کو گزارتا۔ تو بے شک کہ
سکتے تھے۔ کہ وہ تاویہ میں گرنے سے دور رہے۔ مگر اب تو اس کی حالت یہ ہوئی۔ کہ
قیامت دیدہ ام پیش از قیامت۔ اسپردہ غم کے پہاڑ پڑے۔ جو اس نے اپنی
تمام زندگی میں اس کی نظیر نہیں دیکھی تھی۔ پس کیا یہ سچ نہیں۔ کہ وہ ان تمام دنوں
میں درحقیقت تاویہ میں رہا۔" انوار الاسلام ص ۷۷ و حجت الاسلام و غیرہ۔

سبحان اللہ۔ کیا عجیب و غریب منطق ہے۔ خود مرزا صاحب کے ایک گریجویٹ
مرید نے اس عبارت آرائی پر جو نوٹ دیا ہے۔ قابل ملاحظہ ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ۔
"مضمون صاف ہے۔ کہ اگر آئیم رجوع الی الحق نہ کرے تو تاویہ میں گرایا جائیگا
لینے اگر رجوع کرے گا۔ تو تاویہ کی سزا سے بچ جائیگا۔ رجوع الی الحق اور سزا کے
تاویہ ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے
آئیم کے ہاگے پھرنے اور سراسیم ہونے کا نام رجوع الی الحق ہی رکھا ہے۔

اور ہاویہ میں گرنا بھی۔ اب سوال یہ ہے کہ رجوع اور ہاویہ کا جمع ہونا تو الہام کی رو سے ناممکن ہے۔ بچارہ آختم اگر رجوع کر چکا۔ تو پھر ہاویہ اسپر کہاں سے آگیا۔ یا تو رجوع ہی کرتا۔ یا ہاویہ میں گرتا۔ یہ تاویل جس میں اجتماع صدیں ہے۔ مایںطق عن الہوی والے الہام کے ماتحت ہو کر وحی الہی سے ہوا تھا یا نہیں؟ (۲۳)

غرض یہ کہ انہوں اور بیگانوں سب کی نظروں میں پیشگوئی اپنے الفاظ و شرح کی رو سے قطعاً غلط نکلنے اور مرزا صاحب اپنی مقبولہ و مسلمہ سزا کے مستوجب ٹھہرے۔ جو جنگ مقدس کی عبارت ۱۸۶-۱۹۰ کے حوالہ سے عنوان میں درج کی گئی ہے۔

مرزا صاحب نے اس کلنک کے ٹیکے کو اتارنے کیلئے بہت ہاتھ پاؤں مارے ایک اشتہار دیدیا۔ کہ مسٹر آختم اگر قسم کھادیں۔ کہ انہوں نے رجوع الی الحق نہیں کیا تو دو ہزار روپیہ لکھا۔ کہ چار ہزار روپیہ انعام لیں۔

آختم رجوع سے بالکل انکار ہی تھا۔ اس نے جواب دیا۔ کہ حلف ہمارے مذہب میں جائز نہیں۔ جیسا کہ سور کھانا اسلام میں جائز نہیں۔ اگر مرزا صاحب ہرے جلسہ میں سور کھا لیں۔ تو میں ان کو انعام دینے کو تیار ہوں۔

آخر کل نفس ذالقتہ الموت۔ آختم ستر سال کے قریب عمر میں تھا۔ اور وہ مرزا صاحب کی پیشگوئی کی میندا ختم ہونے کے ۲۳ ماہ بعد فوت ہو گیا۔ تو مرزا صاحب نے فوراً پیشگوئی کا پورا ہونا مستہر کر دیا۔ اور اپنی متعدد تصانیف میں لکھا۔ کہ میں نے مباحثہ کے وقت قریباً

۱۷ ما شاء اللہ کیسازبردست فراموش نہ کیا کوئی مرزا لی اسکا جواب دے سکتا ہے؟ کیا یہی رجوع الی الحق تھا۔ کہ وہ کھلے طور پر مرزا صاحب کو سخت الفاظ سے مخاطب کر رہے؟ اگر یہ پیشگوئی پوری ہوئی تو کتنے اندھے سو جانے گئے گئے۔ اور کتنے لنگڑے چلنے لگے۔ جیسا کہ پیشگوئی میں ذکر تھا۔ حالانکہ مرزا صاحب کے خلع مرید غیر اس وقت لانے اور لنگڑے موجود تھے۔ مگر اچھا تو کوئی ہی نہ ہوا۔ یہ کشتی نوح میں لکھا ہے کہ پیشگوئی میں یہ بیان تھا۔ کہ جو ٹاپلے مر گیا۔ حالانکہ الہامی عبارت میں پندرہ ماہ کی میندا و صادر ج ہے

ساتھ آدمیوں کے روبرو یہ کہا تھا۔ کہ ہم دونوں سے جو چھوٹا ہے وہ چھوٹا میرا
 سوا اہم ہی اپنی موت سے میری سچائی کی گواہی دے گیا (دیکھو اشتہار عالمی پانسو
 روپیہ مکہ دار البین مکہ و کشتی نوح ص ۷)

اس بھوٹ کی نسبت مرزا صاحب کے وہی گرجو بیٹ مریدوں مسترض ہیں کہ وہ
 انصافاً فرمائیے۔ کہ کیا اس طرح کا خلاصہ لکھنا جائز ہے۔ کیا پندرہ ماہ کی مدت
 کو پس انداز کرنے سے رجوع الی الحق کی شرط کو چھوڑنے سے پیشگوئی کی وہی حقیقت
 رہی؟ جو پہلے تھی۔ یقیناً نہ رہی۔ اس طرح کا خلاصہ اور مختصر بیانی سے ایک فریق کو
 یعنی حضرت مرزا صاحب کو بہت زیادہ ناجائز فائدہ پہنچ جاتا ہے۔ کیونکہ برسوں کے
 بعد جب آئتم دنیا سے گزر چکا ہے۔ ایک ناواقف کشتی نوح کی عبارت کو پڑھتا ہے۔
 اور دیکھتا ہے۔ کہ ایک فریق زندہ موجود ہے۔ اور دوسرا مرچکا۔ وہ فوراً زندہ فریق
 کے حق میں ڈگری دیدیتا ہے۔ حالانکہ اگر اصل کیفیت معلوم ہو۔ کہ مدت ۱۵ ماہ مقرر تھی
 شرط رجوع الی الحق تھی۔ اور سزا دواویہ میں گرایا جانا۔ جس کے معنی صرف گھبرا کر سیر
 پہرنا کیا گیا تھا۔ تو قرینہ غالب ہے۔ کہ وہ اس پیشگوئی کے بارہ میں کچھ اور رائے قائم
 کر سکتا تھا۔ اس پیشگوئی کو اس طرح مختصر کرنے سے ایک ناواقف کو دھوکا لگنے کا
 احتمال ہے یا نہیں؟ میرے خیال میں ضرور احتمال ہے۔ اور قوی احتمال ہے۔ احتیاط
 اور حزم کے خلاف ہے، (صاف کیوں نہیں کہتے۔ کہ دیانت اور استباز کے خلاف
 ہے۔ مولف)

اب ناظرین مکرر غور کر سکتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب کی یہ بعد کی تاویلیں بھی پہلی تاویلوں

لے یہ بھی ایک چالاک ہی تھی۔ درندہ اسل پیشگوئی اور اس کی تفسیر میں۔ موت کا لفظ موجود ہے۔ جبکہ

مقتضی حوالہ شروع میں دیا گیا ہے۔ (مولف)

کی طرح کیسی صاف طور سے عذر گناہ بدتر از گناہ کی مصداق ثابت ہوتی ہیں۔

(۲) ہر ایک بد سے بدتر اور کاذب۔

نکاح آسمانی کے متعلق مفصل حالات فصل ششم نمبر ۴ تا ۱۰ اور فصل گذشتہ کے

نمبر ۸ میں لکھے گئے ہیں۔ اسی سلسلہ میں ایک جگہ مرزا صاحب تحریر کرتے ہیں۔ کہ۔

”یاد رکھو۔ اگر اس پیشگوئی کی دوسری جزو دینیے احمد بیگ کے داماد کی موت

اور محمد بیگ سے مرزا صاحب کا نکاح) پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر

ٹھہروں گا“ (ضمیمہ انجام آتھم ۵۵)

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں۔ کہ۔

”من این را (موت داماد احمد بیگ و نکاح محمد بیگ) برائے مدق خود و

کذب خود معیارے گردانم و من گنہگارم الابد ازاں کہ از رب خود خبر داد و دادہ نموده

(انجام آتھم ۲۲۳)

یہ ظاہر ہے۔ کہ نہ داماد مرزا احمد بیگ مرا۔ نہ محمد بیگ مرزا صاحب کے نکاح

میں آئی۔ پس مرزا صاحب اپنے مقبولہ خطابوں کے مستحق ہیں۔

(۳) نادان۔ بدگوہر۔ احمق۔ بیوقوف۔ بیکے۔ ان کے

منہوں چہرہ پر ولت کے سیاہ داغ۔ بندروں اور سوروں

کی طرح سکے سکے گئے ہیں۔

پیشگوئی مذکورہ (نکاح آسمانی) کے متعلق انجام آتھم ۵۵ میں لکھتے ہیں۔ کہ۔

”چاہئے تھا۔ کہ ہمارے نادان مخالف انجام کے مستظر رہتے۔ اور پہلے سے

اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے۔ بہلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی۔ اسدن یہ

احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے۔ اور کیا اسدن یہ تمام لٹنے والے سچائی کی تلوارے ٹکڑی

ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے۔ ان بیوقوفوں کو کوئی بہانے کی جگہ نہ رہیگی۔ اور نہ ہیست

مفائیے ناک کٹے جاگی۔ اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منہوس چہروں
پر بتدروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے۔“

المداکبر! اس تعلیٰ - شیخی - تجکڑ - زبان درازی اور بدزبانی کی کوئی حد ہے۔ اور
اس تہذیب و شائستگی کا کچھ ٹھکانا ہے؟ کیوں نہ ہو۔ چودہویں صدی کے نبی اور
سیح جو ہوئے !!! اگر خدا سزا دے یہ پیشگوئی پوری ہو جاتی۔ یعنی محمدی بیگم کا
مرزا صاحب سے نکاح ہو جاتا۔ تو کیا مرزا کی اور مرزا صاحب یہی الفاظ کل مسلمانان
کے خلاف صادق نہ کر دیتے۔ جن میں اکابر علماء اور صوفیائے کرام و مشائخ عظام
شامل ہیں۔ لیکن خدا کی شان! مرزا صاحب کا غرور و تکبر ان کے آگے آیا۔ اور
نکاح نہ ہوا۔

اس لئے اب ہمیں حق حاصل ہے۔ کہ مرزا صاحب کی گلفشانیوں کا مذکورہ بالا
توکھا ہار عطا ہے تو بھلائے تو کہہ کر انہی کے گلے میں ڈال دیں۔ جو ان کا حق
بھی ہے۔ - -

دین خویش بدشنام سیالا صاحب

کابین زیر قلب بہر کس کہ دہی باز دہند

(۴) نامراد۔ ذلیل۔ مردود۔ ملعون۔ وصال۔ ہمیشہ کی

لعنتوں کا نشانہ۔

اشتہار انعامی چار ہزار مرتبہ چہارم مؤرخہ ۲۷ اکتوبر ۱۸۹۲ء کے مطابق

کہتے ہیں کہ :-

”میں بالآخر دعا کرتا ہوں۔ کہ اے خدائے قادر و علیم۔ اگر انہم کا عذاب

مملکت میں گرتا رہتا ہو۔ اور احمدیہ کی دفتر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں
آنا۔ یہ پیغمگوئیاں تیری طرف سے ہیں۔ تو ان کو ایسے طور پر ظاہر فرما۔ جو خلقِ اللہ

پر حجت ہو۔ اور کور باطن حاسدوں کا منہ بند ہو جائے۔ اور اگر اسے خداوند
 یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں۔ تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک
 کر۔ اگر میں تیری نظریں مرو و اور ملعون اور وجال ہی ہوں۔ جیسا کہ مخالفوں نے
 سمجھا ہے۔ اور تیری وہ رحمت میرے ساتھ نہیں۔ جو انبیائے کرام علیہم السلام اور
 اولیائے امت محمدیہ کے ساتھ تھی۔ تو مجھے فنا کر ڈال۔ اور ذلتوں کے ساتھ مجھے ہلاک
 کر دے اور ہمیشہ کی لعنتوں کا نشانہ بنا۔ اور تمام دشمنوں کو خوش کر۔
 اور انکی دعائیں قبول فرمائے۔ . . . الخ

یہ ظاہر ہے۔ کہ نہ مطابق پیشگوئی عبداللہ استم پر کوئی ہلک عذاب آیا۔ نہ محمدی
 میم سے مرزا صاحب کا نکاح ہوا۔ اس لئے ثابت ہوا۔ کہ دونوں پیشگوئیاں الہد کی طرف
 سے نہیں تھیں۔ اور مرزا صاحب بمقابلہ مولوی ثناء اللہ اور ڈاکٹر عبدالحکیم صاحبان موت
 کی پیشگوئیاں کرتے کرتے دفعتاً لاہور (انسافرت میں) بمرض ہیضہ انتقال کر گئے۔
 پس حسب اقرار خود وہ الفاظ مندرجہ عنوان کے ہر طرح حقدار ہیں۔

(۵) جھوٹا۔ کاذب۔ و جال۔ مسفرتی اور ذلیل

۱۵ میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی ہے۔ کہ وہ مجھ میں اور محمد حسین میں آپ فیصلہ
 کرے۔ اور وہ دعا جو میں نے کی ہے۔ یہ ہے۔ کہ اے میرے ذوالجلال پروردگار
 اگر میں تیری نظریں ایسا ہی ذلیل۔ جھوٹا اور مسفرتی ہوں۔ جیسا کہ محمد حسین
 بشاوی نے اپنے رسالہ اشاعت السنۃ میں بار بار مجھ کو کذاب۔ و جال اور
 مسفرتی کے لفظ سے یاد کیا ہے۔ اور جیسا کہ اس نے اور محمد بخش جعفر زٹلی اور ابوالحسن

۱۶ یہاں مرزا صاحب نے عبارت کو طول دینے کے لئے ہر ایک نبی علیہ السلام

کا نام علیحدہ علیحدہ لکھا ہے۔ جو بنظر اختصار چھوڑ دیا گیا ہے۔

۱۷ رشیدیہ مدرسہ راز و مرید

بتی نے اس اشتہار میں جو ۱۰- نومبر ۱۸۹۶ء کو چھپا ہے۔ میرے ذیل کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ تو مجھ پر ۱۳- ماہ کے اندر لینے ۱۵- دسمبر ۱۸۹۶ء سے ۱۵- جنوری ۱۸۹۷ء تک ذلت کی مار وارد کر۔ اور ان لوگوں کی عزت ووجاہت ظاہر کر اور اگر تیری جناب میں میری کچھ عزت ہے۔ تو میں عاجزی سے دعا کرتا ہوں۔ کہ ان ۱۳ مہینوں میں شیخ محمد حسین۔ جعفر زلی اور بتی مذکور کو ذلت کی مار سے دنیا میں رسوا کر اور ضربت علیہم الذی لکھتے مصداق کر آئیں ثم آمین“

۱۹۸۱ Che لیکن یہ سیما گذر گئی۔ اور مرزا صاحب کے یہ تینوں مخالفین بلفصلہ تعالیٰ بخیر و عافیت رہے۔ اور مرزا صاحب کی دعا مردود ہوئی۔ میا د ختم ہونے پر آئی تو مرزا صاحب نے بہت جلدی کئے۔ ایک غیر معلوم شخص کی معرفت علماء سے فتوے حاصل کیا۔ کہ حضرت مہدی کا منکر کافر ہے۔ اور ۱۸۹۹ء کو اشتہار شائع کر دیا۔

۱۸۹۹ء کے جطور مولوی محمد حسین نے مجھ پر کفر کا فتوے لگایا تھا۔ اس پر بھی لگ گیا۔ پس اس کی ذلت ہوئی۔ اور پیشگوئی سے یہی مراد تھی۔ قریباً سال بہر بعد ۱۸۹۹ء کو پھر ایک اشتہار دیا۔ اس میں ذلت کے اسباب نزدیک ذیل گناہے۔

(۲) مولوی محمد حسین نے میرے الہامی جملہ محبت اور اعتراف کیا۔ حالانکہ محبت کا صلہ لام فہمی کے کلام میں موجود ہے۔

(۳) ہمارے مقدمہ میں ڈپٹی کمشنر گوردپور نے اسکو سخت سست کہا۔ بلکہ اس سے عہد لیا۔ کہ آئندہ کو وہ مجھے دجال کا دیانی۔ کافر وغیرہ نہ کہے گا۔

(۴) مولوی محمد حسین نے لفظ ڈسچارج کا ترجمہ غلط کیا۔

(۵) اسکو زمین مل گئی۔ یہ بھی ذلت ہے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ

جس گھر میں کمیتی کے آلات داخل ہوں۔ وہ ذلیل ہو جاتا ہے۔

اب پیشگوئی اور الہام کی طرف دیکھیے۔ اوراد ہر مرزا صاحب کی بیان کردہ ذلتوں پر غور کیجئے۔ کہاں تو الہام میں درج تھا۔ کہ میں ظالم کو ذلیل اور رسوا کرونگا۔ اور وہ اپنے کاغذ کاٹے گا۔ قہر اب اللہ! مشدہ من قہر اب الناس۔ کہاں تعبیر اسکی کی جی جاتی ہے۔ مندرجہ بالا رکیک تاویلات! اور ان کی نسبت بھی غور و فکر کرنے سے نتائج ذیل نکلتے ہیں۔

(۱) عام طور پر جس (حضرت) مہدی کا آنا مانا جاتا ہے۔ اس سے آپ بھی منکر ہیں۔ اور مولوی محمد حسین صاحب بھی۔ پس اس طرح اگر یہ ذلت ہے۔ تو دونوں کو پہنچتی ہے۔

(۲) محبت لہ والی تقریر سے مولوی محمد حسین صاحب کو انکار ہے۔ اور مرزا صاحب کی غلطیوں کا ایک طومار مولوی محمد حسین اور مولوی ثناء اللہ صاحبان اور دیگر علماء نے شائع کر دیا ہے۔ ایک محبت لہ پر ہی اکتفا نہیں کی۔ اس طرح آپ ذیل دلیل ثابت ہوتے ہیں۔

(۳) مقدمہ گورداسپور میں مرزا صاحب اور مولوی صاحب دونوں سے یکساں نمونہ کے اقرار نامجات داخل کرائے گئے تھے۔ بلکہ مرزا صاحب کا اقرار نامہ زیادہ مصرح اور مفصل ہے۔ جو ان کے بنی ہونے کے لحاظ سے بہت بڑی ذلت ہے۔

(۴) مرزا صاحب باوجود الہامی تفہیم کے بیسیوں الہامی الفاظ کے معنی غلط کر جاتے تھے۔ اور پھر کہہ دیتے تھے۔ کہ شاید کچھ اور معنی ہوں۔ یا مجھے یاد نہیں! وغیرہ وغیرہ۔ اگر یہ ذلت نہیں۔ تو مولوی محمد حسین کا لفظ و سچارج کا ترجمہ بھی کوئی ذلت نہیں۔

(۵) زمینداری کی ذلت کی بھی خوب کہی! مرزا صاحب خود الہامی طور پر

حارث۔ حراث بنے۔ اور زمینداری کی ذلت میں پشتہا پشت سے مبتلا رہے۔ تو خود بدولت مولوی صاحب سے بدرجہا زیادہ اور پشتینی ذلیل ہیں۔

اس سے زیادہ تعجب یہ ہے۔ کہ پیشگوئی تو ہے۔ مولوی محمد حسین۔ اور جعفر زٹلی۔ اور ابو الحسن تیتی۔ تین آدمیوں کی نسبت۔ اور ذلتیں گناہی ہیں صرف مولوی محمد حسین صاحب کی۔ اور باقی دونوں صاحبوں کی نسبت اشتہار، اکتوبر ۱۸۹۹ء میں لکھ دیا۔ کہ ان کی عزت اور ذلت دونوں طفیلی ہیں۔ (رہلہ مستے چوٹے)!

انفوس! کہ اس نسخہ مجرب سے محمدی بیگم والے معاملہ میں مرزا صاحب نے فائدہ نہ اٹھایا۔ لکھ دیا تھا۔ کہ محمدی بیگم کی نانی مرگئی۔ محمدی کے خاوند کی موت طفیلی تھی۔ اس لئے سمجھ لو۔ کہ وہ بھی مرگیا۔ پس پیشگوئی پوری ہو گئی۔ واہ حفت کیا کہتے ہیں اس نبوت کے! ۱۸

ایں کرامت ولی ماچہ عجب!
گر بہ شاشید گفت بارال شہد!

غرض یہ کہ پیشگوئی بھی بالکل غلط اور اس کی منظوری کا الہام محض چوٹ اور فضول ثابت ہوا۔ اس لئے سب اندراج اشتہار خود مرزا صاحب الفاظ سدرجہ عنوان کے مصداق ہیں۔

(۶) شریر۔ پلید۔ مردود۔ ملعون۔ کافر۔ بیدین۔ کذاب۔
خائن۔ وصال۔ فاسد۔

مرزا صاحب اپنے دام افتادوں کے اطمینان قلب اور ان کے پھنسے رہنے کے لئے عجیب و غریب تدابیر سے کام لیتے تھے۔ ایک پیشگوئی ابھی پوری نہیں ہوتی تھی۔ کہ اس کی میعاد کے خاتمہ سے کچھ پہلے ایک دوسری پیشگوئی کر دیتے تھے۔ تاکہ غلط پیشگوئی کا خیال چھوڑ کر مرید دوسری طرف متوجہ رہیں چنانچہ

مولوی محمد حسین صاحب وغیرہ کے متعلق ۱۳ ماہہ پیشگوئی کی مبیعا میں قریب دو اڑٹائی ماہ باقی تھے۔ کہ ۵ نومبر ۱۸۹۹ء کو ایک اور اشتہار دیدیا۔ جس میں لکھا۔ کہ :-

” اے میرے مولا ! قادخدا۔ اب مجھے راہ بتلا۔ اگر میں تیری جناب میں مستجاب الدعوات ہوں۔ تو ایسا کر۔ کہ جنوری ۱۹۰۰ء سے اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک میرے لئے کوئی اور نشان دکھلا۔ اور اپنے بندے کے لئے گواہی دے جس کو زبانوں سے کچلا گیا ہے۔ دیکھ میں تیری جناب میں عاجزانہ ماتھا اٹھاتا ہوں کہ تو ایسا ہی کر۔ کہ اگر میں تری حضور میں سچا ہوں۔ اور جیسا کہ خیال کیا گیا ہے۔ کافر۔ کاذب نہیں ہوں۔ تو ان تین سال میں جو اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ختم ہو جائیں گے۔ کوئی ایسا نشان دکھلا۔ جو انسانی طاہتوں سے بالا تر ہو“

اگے چلکر لکھتے ہیں۔ کہ :-

” اگر تو اے خدا اس تین برس کے اندر میری تائید میں اور میری نصیحت میں کوئی نشان نہ دکھلاوے۔ اور اپنے بندے کو ان لوگوں کی طرح رد کر دے جو تیری نظر میں شریر اور پلید اور بے دین اور کذاب اور دجال اور خائن اور فاسد ہیں۔ تو میں تجھے گواہ کرتا ہوں۔ کہ میں اپنے تئیں صادق نہیں سمجھوں گا۔ اور ان تمام تہمتوں اور الزاموں اور بہتانوں کا اپنے تئیں مصداق سمجھوں گا۔ جو میرے پر لگائے جاتے ہیں۔ میں نے اپنے لئے یہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے

” کچھ کسبے ! ذرا آٹھویں فصل تو دیکھو۔

” سلطان القلم کی قلم کے جو اہر ریزے ملاحظہ ہوں۔ کیا کوئی بھٹیاری ہی اس فحش گوئی کا اتفاق کر سکتی ہے یا ایک دریائے فساد ہے۔ جو اڑٹا چلا آ رہا ہے۔

کہ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہو۔ تو میں ایسا ہی مرو دو اور ملعون اور کافر اور
بے دین اور خائن ہوں۔ جیسا کہ مجھے سمجھا گیا۔“

مرزا صاحب کے مرید نہ مائیں! ہم تو مرزا صاحب کی اس عبارت پر اٹھنا و اٹھنا
کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ تین سال ہی خالی گزر گئے۔ اور کوئی نشان آسمانی جو انسانی ہاتھوں
سے بالاتر ہو۔ نہیں دکھایا گیا۔ اس لئے وہ اپنی منہ مانگی تشریفوں کے ہر طرح
سے مستحق ہیں۔

۱۵ البتہ ایک رسالہ بنام اعجاز احمدی مرزا صاحب نے لکھ کر مولوی ثناء اللہ کے پاس ضرور
بیچا۔ اور لکھا۔ کہ اس کا جواب ۲۰ یم کے اندر اندر لکھ کر بھیجو۔ اس سے پیشگوئی سے سال پوری ہو گئی
مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس قصیدہ بیسیوں مرنے والی غلطیاں نکال کر مرزا صاحب کو
لکھا۔ کہ پہلے ان غلطیوں کو درست کرو۔ پھر میں آپ کے زانو بزانو بیٹھ کر عربی نویسی کروں گا
آپ ایک غیر معلوم مدت میں سارا زور لگا کر ایک کتاب لکھیں۔ اور فریق ثانی کو چند یم
میں اس کا جواب دینے پر مجبور کریں۔ یہ نفی بات ہے۔ مرزا صاحب نے اس کا کوئی
جواب تک نہیں دیا۔

اب تاخرین انصاف کر لیں۔ کہ کہاں ایک عظیم الشان نشان کی پیشگوئی جو انسانی
ہاتھوں سے بالاتر ہو۔ کہاں اس کا ظہور ایک مختصر رسالہ کی شکل میں ہے۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
چو چیرا تو اک قطرہ خون نکلا

اور پھر جب قتل و اصول سکہ مرزا صاحب۔ انکا لکھا ہوا یہ رسالہ۔ انسانی ہاتھوں سے بالاتر نہیں
کہا سکتا۔ بلکہ ایسا کہنے والے کو مرزا صاحب سودا کی۔ مجھو اس عقل کا اندازہ۔ کہ باطن اور اقصیٰ
وغیرہ وغیرہ بتاتے ہیں۔ (دیکھو براہین احمدیہ ص ۱۵۹ تا ۱۹۳) و (تہذیب فضل ششم کتاب ہذا)

(۷) جھوٹا - (اور جھوٹے دعوے)

مرزا صاحب ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء میں لکھتے ہیں کہ:-

”میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں۔ یہی ہے کہ میں عیسائی پرستی کے ستون کو توڑ دوں۔ اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلانے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کروں پس اگر مجھے کڑوٹ نشان بھی ظاہر ہوں۔ اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آوے۔ تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے۔ وہ انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا۔ جو مسیح موعود و مہدی موعود کو کرنا چاہیئے تھا۔ تو پھر میں سچا ہوں۔ اور اگر کچھ نہ ہوا۔ اور مر گیا۔ تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔“

ناظرین! مرزا صاحب کے اس صاف و صریح اقرار کو ملاحظہ فرمائیں۔ اور نتیجہ کے طور پر اسلام کی موجودہ شان و شوکت کا حال بھی دیکھیں۔ جب مرزا جی نے دعوائے مجددیت و مہدویت و مسیحیت وغیرہ کیا تھا۔ اس وقت ممالک اسلامی اور سلطنت مانے اسلامی کی حالت زمانہ موجودہ سے ہزار درجہ بہتر تھی۔ شاید یہ مرزا صاحب کی ہی سب سے قدمی کی برکت ہے۔ کہ ان میں سے اکثر ممالک اب ہلال کے بجائے صلیب کے زیر حکومت ہیں۔ اور جہاں بجائے شہنشاہ اسلام کی اب ہر قسم کے فسق و فجور و شراب و زنا وغیرہ کی عام آزادیاں ہو گئی ہیں۔ اگر اسی کا نام کسر صلیب۔ ترقی اسلام اور پیغمبر عربی (روحی قداہ) صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان کا اظہار ہے۔ تو خیر! اگر نہیں تو پھر مرزا صاحب کو ان کے اقرار کے بموجب کیوں جھوٹا سمجھا جائے۔ ورنہ اس برباد دینی اسلام و مسلمین کو ترقی نہایت کیا جائے۔ اگر کسی مرزائی میں ہمت ہو!

(۸) کاذب۔ کافر۔ بے دین اور خارج از اسلام

نبوت و رسالت کے متعلق مرزا صاحب کے عقائد پہلے یہ تھے۔

(الف) بدعت مہرسلین میں کسی دوسرے مدعی رسالت و نبوت کو کافر

اور کاذب جانتا ہوں۔ وحی رسالت حضرت آدم صلی اللہ سے شروع ہوئی۔

اور جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ (اشتہار ۲۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء)

مقام و مصلیٰ)

(ب) میں قائل ختم نبوت ہوں۔ اس کے منکر کو بے دین اور خارج

از اسلام سمجھتا ہوں۔ (تقریر جامع مسجد دہلی ۳۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء)

(ج) میرا ایمان ہے۔ کہ ہمارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ

وسلم تمام رسولوں سے افضل اور خاتم الانبیاء ہیں۔ پھر مجھے کب جائز ہے۔ کہ نبوت

کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو کر کافروں کی جماعت میں جا ملوں۔

(حماۃ البشری ترجمہ از ص ۴۹)

نبوت کے متعلق ایسے بیسیوں فقرے مرزا صاحب کی تحریرات میں موجود

ہیں۔ لیکن جب بنی بننے کا انہیں خیال آیا۔ تو کئی طرح کے ایچ بیچ ڈال کر نبوت

کی اقسام۔ ظلی۔ بروزی۔ مجازی۔ حقیقی۔ غیر حقیقی۔ تشریعی و غیر تشریعی

وغیرہ وغیرہ وضع کی گئیں۔ اور بالآخر صاف لفظوں میں نبوت کا دعویٰ کر دیا

چنانچہ ملاحظہ ہو۔

(الف) اشتہار ایک غلطی کا ازالہ۔ جس میں حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی

علیہ وسلم کے بروز اور ظل بن کر امتی نبی ہونے کا اظہار کیا گیا ہے۔

(ب) اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء میں لکھتے ہیں۔ کہ ہمارا

دعویٰ ہے۔ کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ خدا صلی یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالیٰ

جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے۔ جو بلحاظ کمیت و کیفیت کے دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو۔ اور اس میں پیشگوئیاں بھی بکثرت ہوں۔ اسے بنی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم بنی ہیں۔ (آگے لکھتے ہیں) ہمارا مذہب تو یہ ہے۔ کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو۔ وہ مردہ ہے۔ یہودیوں عیسائیوں اور ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں۔ تو اسی لئے کہ ان میں کوئی بنی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا۔ تو پھر ہم بھی قصبہ کو طیرے۔ کس لئے اسکو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں۔ ہم پر کئی ساروں سے وحی نازل ہو رہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں۔ اس لئے ہم بنی ہیں۔ امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہیئے (ج) ۲۶۔ مئی ۱۹۰۸ء کو ایک مکتوب بنام اخبار عام مرزا صاحب نے لکھا۔ اس میں بھی بکثرت پیشگوئیاں کرنے کی بناء پر اپنا بنی ہونا ظاہر کیا ہے اب پہلے تینوں حوالوں سے بعد کے تینوں حوالوں کا مقابلہ کیا جائے۔ تو اور ہی رنگ نظر آتا ہے۔ پہلے نبوت کا صاف انکار تھا۔ اور بعد میں صاف اقرار موجود ہے۔ پہلے وحی نبوت کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم شدہ مانتے تھے اور پچھلے حوالوں میں اپنے اوپر وحی کا نزول بیان کر کے خدا تعالیٰ کی گواہی بھی ثبت کرادی ہے۔

حدیث شریف لابی بعدی میں بھی مطلق نبوت کا ہی ذکر ہے۔ اور مرزا صاحب کے پہلے حوالوں میں بھی لفظ نبوت کا ہی انکار ہے۔ پس بعد میں بنی بننے کے لئے جو سوانگ اور بہرہ پ بناٹے گئے ہیں۔ قابل غور ہیں۔ لا محالہ یا تو مرزا صاحب

سہ اسے روز نظام لاہور آپ نے ہیضہ میں مبتلا ہو کر انتقال کیا۔

کے پہلے اقرار غلط ہیں۔ یا آخری دعوے فضول۔ ہاں مرزا صاحب حسب قول خود خطابات مندرجہ عنوان کے ہر طرح سے سزاوار ہیں۔

(۹) کاؤب۔ بشریر اور اصحاب فیل کی طرح نابود۔

ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ مرزا صاحب کے ایک باخلاص مرید تھے۔ جنہوں نے بعد میں مرزا صاحب کی اصلیت کو معلوم کر کے رجوع الی الحق کر لیا تھا۔ مرزا صاحب پہلے ان کے اخلاص کے مداح تھے۔ پھر ان کے سخت خلاف ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے تردید مرزائیت میں متعدد رسالے اور پمفلٹ لکھے بالآخر دونوں نے ایک دوسرے کے خلاف ہوت کی پیشگوئی کی۔ اس کے متعلق مرزا صاحب کا اشتہار ہی ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ لکھتے ہیں کہ۔

خدا سچے کا حامی ہو

Checked
1987

ۛ میاں عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ نے میری نسبت یہ پیشگوئی کی ہے۔“

”مرزا سرف ہے۔ کذاب اور عیار ہے۔ مادی کے سامنے شہریر

فنا ہو جائیگا۔ اور اسکی میعاد تین سال بتائی گئی۔“

”اس کے مقابل پر وہ پیشگوئی ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میاں

عبدالحکیم صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی نسبت مجھے معلوم ہوئی ہے۔

جس کے الفاظ یہ ہیں۔

خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں۔ اور

وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا

نوٹ صفحہ ۱۹۱ پر دیکھو۔

فرشتوں کی کمپنی ہوئی تو اترے آگے ہے۔ پر تو نے وقت کو نہ پہچانا۔ نہ دیکھا
 نہ جانا۔ **مَرْيَمُ فَزَيَّزْنَا فِي سَكْنٍ مَّوَدَّقٍ وَكَاذِبٍ اُنْتَبِذْنِي كُلِّي مُصْلِحٍ وَمَهَادِقٍ**
 اے میرے رب تو صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا۔ تو ہر مصلح اور صادق
 کو جانتا ہے۔ (۱۷ اگست ۱۹۰۶ء)

اس کے بعد ڈاکٹر عبدالحکیم خالص صاحب نے ایک اور الہام شائع کیا۔ کہ جولائی ۱۹۰۶ء
 سے ۱۷ ماہ تک مرزا مرزا جانے لگا۔ اس کے جواب میں مرزا صاحب نے ایک اشتہار
 بعنوان تبصرہ ۵ نومبر ۱۹۰۶ء کو لکھا جس میں درج کیا۔ کہ:-

نوٹ منقولہ صفحہ ۱۹۰

(نوٹ از مرزا صاحب) **لَا خَدَاتُ عَلٰی كَايَ فَقَرِهْ** کہ وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔
 یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے عبدالحکیم خاں کے اس فقرہ کا رد ہے۔ جو مجھے کاذب اور شیر مر قرار
 دیکر کہتا ہے۔ کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائیگا۔ گویا میں کاذب ہوں اور وہ صادق
 اور وہ مرد صالح ہے۔ اور میں شریر۔ خدا تعالیٰ اس کے رد میں فرماتا ہے۔ کہ جو خدا کے خاص لوگ
 ہیں۔ وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ ذلت کی موت اور ذلت کا عذاب ان کو نصیب نہ ہوگا۔
 اگر ایسا ہو تو دنیا تباہ ہو جاوے۔ اور صادق اور کاذب میں کوئی امر فارق نہ ہے
لَا يَخْلُقُ اِلَّا اَمْرًا مَّوَدَّقًا۔ تو صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا۔ تو جانتا
 ہے۔ کہ صادق اور مصلح کون ہے۔ اس فقرہ الہامیہ میں عبدالحکیم خاں کے اس
 قول کا رد ہے۔ جو وہ کہتا ہے۔ کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جاوے گا۔ پس
 چونکہ اپنے تئیں صادق ٹھہرتا ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ کہ تو صادق نہیں ہے۔ میں صادق
 اور کاذب میں فرق کر کے دکھلاؤنگا۔

(نقل از اشتہار میرزا صاحب)

”خدا نے فرمایا۔ کہ میں تیری عمر کو بھی بڑا دوں گا۔ یعنی دشمن جو کہتا ہے۔ کہ صرف جولائی ۱۹۰۸ء سے ۱۲ مہینہ تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں۔ یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں۔ ان سب کو میں جھوٹا کر دوں گا۔ اور تیری عمر کو بڑا دوں گا۔ تا معلوم ہو۔ کہ میں خدا ہوں۔ اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔“

”یہ عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ جس میں سیری فتح اور دشمن کی شکست اور میری عزت اور دشمن کی ذلت اور میرا اقبال اور دشمن کا اوار بیان فرمایا ہے۔ اور دشمن پر غضب اور عقوبت کا وعدہ کیا ہے۔ مگر میری نسبت لکھا ہے۔ کہ دنیا میں تیرا نام بلند کیا جاویگا۔ اور نصرت اور فتح تیرے شامل حال ہوگی۔ اور دشمن جو میری موت چاہتا ہے۔ وہ خود میری آنکھوں کے رو بہ واسحاب القیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا۔“

ڈاکٹر صاحب اور مرزا صاحب کے اس قلمی جنگ کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ مرزا صاحب نے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مقام لاہور انتقال کیا۔ اور ان کے اہام کنندہ کے سب وعدے فتح و نصرت۔ عزت و اقبال کے غلط نکلے۔ اور مرزا صاحب حسب قول خود بمقابلہ ڈاکٹر صاحب کا ذب اور شریر ثابت ہوئے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

لکھا تھا کاذب مر گیا پیشتر
کذب میں سچا تھا پہلے مر گیا

۱۰ بدنام اگر ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا۔

۱۱ مرزا صاحبان یا کرشن جی کے چیلے دہرم سے بتائیں۔ کہ کون کس کے رو بہ
اصحاب القیل کی طرح نابود ہوا۔

۱۰) مفسدہ - کذاب - مفتری - اور خدا کی طرف سے نہیں۔
مرزا صاحب نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۶ء کو ایک پیشگوئی بطریق دعا و شائع
کی جسکا نام ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

اس اشتہار میں مولوی صاحب کو مخاطب کر کے اور ان کی تحریرات متعلق
ابطال و تردید مرزا ایت کا شکوہ و شکایت کر کے مرزا صاحب کہتے ہیں
کہ :-

اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں۔ جیسا کہ آپ ہر ایک چرچہ میں مجھے
یاد کرتے ہیں۔ تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤنگا۔
آگے چکر کہتے ہیں۔ کہ :-

پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں۔ بلکہ محض خدا کے
ہاتھوں سے ہے۔ جیسے طاعون۔ ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری
زندگی میں ہی وارد نہوئیں۔ تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔
اخیر میں لکھا ہے کہ :-

(یا اللہ) اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری
جناب میں ملتی ہوں۔ کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ اور جو تیری
نگاہ میں حقیقت میں مفسدہ اور کذاب ہے۔ اس کو صادق کی زندگی
میں ہی دنیا سے اٹھا لے (انتہی ملحوظ)

مرزا صاحب کی یہ دعا ان کے حق میں تو نہیں۔ مگر ان کے خلاف قبول

لے بیشک !

ہو گئی۔ کیونکہ اس کی قبولیت کا الہام ہی مرزا صاحب کے ہو چکا تھا۔ اور مولوی
 ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مرکر اور ہیغہ سے مرکر انہوں نے نہ صرف
 اپنے صدق و کذب کا بلکہ اپنے مشن کے ہی کاذب ہونے کا فیصلہ کر دیا۔
 اور جب اقرار خود مفسد۔ کذاب اور منقرضی ثابت ہوئے
 اور دنیا کو معلوم ہو گیا۔ کہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں تھے
 مولوی ثناء اللہ صاحب کے لئے ہیغہ اور طاعون مانگتے تھے۔ مگر خود
 بدولت کو ہی ہیغہ نے آدب چا۔ کسی نے آپ کی تاریخ وفات لکھی ہے۔
 یوں کہا کرتا تھا مر جائیں گے اور
 اور تو زندہ ہیں خود ہی مر گیا

اس کے بیماروں کا ہو گا کیا علاج
 کالہ سے خود سیما مر گیا

تِلَاۃُ عَشْرِ سَلَامَاتٍ ۱۳۶۲۶

۱۵ مرزا صاحب کے مرنے کے بعد ان کے مرید اس دعا کے الہامی ہونے سے
 منکر ہو گئے۔ آخر مرزائیوں اور مولوی ثناء اللہ صاحب میں اس دعا کے الہامی پہلے
 نہ ہونے کا مقام لدھیانہ مباحثہ ہوا۔ اور بشرط کامیابی مرزائیوں نے تین سو روپیہ مولوی
 صاحب کو دینے کا وعدہ کیا۔ جس میں مرزائیوں کو شکست اور مولوی صاحب کو فتح
 ہوئی اور روپیہ مولوی صاحب نے لے لیا۔ جس سے مرزائیوں کو دین و دنیا دونوں طرح کا
 خسارہ ہوا۔ (دیکھو رسالہ فارغ قادیان معصفہ مولوی ثناء اللہ صاحب)

ناظرین! اس فصل کے پڑھنے سے آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا۔ کہ مرزا صاحب کا کیا انجام ہوا۔ اور اپنی تحریر اپنی تقریر۔ اپنے مسلمات اور اپنے منہ کے الفاظ سے وہ کیا کچھ ثابت ہوتے ہیں۔ ہم خود لکھتے۔ یا اپنی طرف سے کچھ کہتے تو مرزائی صاحبان مژدہ خفا ہو جاتے۔ لیکن یہاں جو کچھ لکھا گیا۔ وہ خود مرزا صاحب کا مقبولہ و مسلمہ ہے۔ خود اپنے بیان زیادہ اور کوئی تحریر یا تقریر مخالف نہیں ہو سکتی۔ ملزم یا مدعا علیہ کے اقبال کا اثر ہمیشہ اس کے خلاف لیا جاتا ہے۔ جو بہت درست ہے۔ (قضى الرجل على نفسه) (آدمی نے خود اپنے اوپر ڈگری کر لی)

اس فصل میں مرزا صاحب کے متعدد بیانات دکھادیئے گئے ہیں۔ جن کے پورا نہ ہونے پر انہوں نے اپنا۔ کافر۔ کاذب۔ بے دین۔ دجال۔ کذاب۔ مفسد۔ ذلیل۔ مفسری۔ شری۔ پلید۔ خائن۔ ملعون۔ مردود۔ رویا۔ شیطان بدکار اور خارج از اسلام وغیرہ وغیرہ ہونا قبول کیا ہے۔ اور چونکہ ان بیانات اور دعویوں کا غلط ہونا ثابت کیا جا چکا ہے اس لئے ہمارا بھی اس پر صاف ہے۔ ہر کہ شک آرد کا فرگرد ہے

الجھاس ہے پاؤں یار کا زلف ورائیں
لو خود ہی اپنے دام میں صیّا دھنیں گیا

خاتمہ

برادرِ اسلام! اس کتاب سے بے غفلتہ تعالیٰ روز روشن کی طرح ثابت ہو چکا ہے۔ کہ مرزا صاحب کا کذب مدعیان نبوت میں سے ہے۔ اور ان کے سب دعوے

اور پیشگوئیاں محض دو کا ہزاری۔ اور اہل فریبی کا ایک سلسلہ تھا۔ جس طرح
اور چھوٹے مدعی پیدا ہوئے۔ اور انہوں نے اپنے فرقے بنائے۔ یہی حال
اس فرقہ مرزائیہ کا ہے۔ اور جیسا کہ ان باطل فرقوں کا نام مٹ گیا ہے۔
اسی طرح سے یہ فرقہ بھی دیر سویر سنت الہی کے تحت اپنا وقت پورا کر کے
دنیا سے رخصت ہوگا۔ عیسائیوں کی الوہیت کی طرح ایک فرقہ کے تین
مرزائی فرقے تو بن چکے ہیں۔ اسی طرح کسی دن ان کا بھی نام ہی یادگار
رہ جائے گا۔ دین حق کا نور نہ کسی کے بجمائے بجھ سکتا ہے

نہ باطل کا گرد و غبار اسے دبا سکتا ہے۔۔۔۔۔

يُزَيِّدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ
مُتِمِّمُ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے سنہر کی پہنوں

سے بجھا دیں۔ اور اللہ تو اپنے نور کو کامل طور پر

پھیلانے ہی رہے گا۔ خواہ

کافروں کو برا ہی

کیوں نہ

لگے

Checked
1987

وَسَلَامٌ عَلَى الْمَوْتِ اتَّبِعِ الْهُدَى

خاکسار محمد یعقوب خلیفہ مولوی محمد علی

مرحوم سنوری

— — —

(ہدایت علی کا تباہی مرستی)



تقریظ

عالمینا عمدة الکالمین زین العارفین فخر المحدثین رائس المناظرین
حضرت اقدس مولانا الحاج مولوی خلیل احمد صاحب ظلہم العالی
نظم مدرسہ بہر العلوم سہارن پور

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى۔ اَمَّا بَعْدُ۔ حقاننا
بندہ خلیل احمد عرض کرتا ہے کہ میں نے یہ رسالہ عشرہ کاملہ جسکو میرے
عنایت فرما، شیخ محمد یعقوب صاحب پٹیا لوی نے تالیف کیا ہے۔ اول
سے آخر تک سنا۔ شیخ صاحب موصوف اگرچہ بہت بڑے عالم نہیں ہیں لیکن
انہوں نے یہ رسالہ ایسی قابلیت اور متانت کے ساتھ لکھا ہے۔ کہ بہت سے
علماء بھی اُس سے قاصد ہیں۔

یہ رسالہ صاحب موصوف نے قادیانیوں کے عقائد باطلہ کی تردید
میں لکھا ہے۔ میوزا غلام احمد انجمنی کے دعووں اور عقیدوں کو خود انکے
کلام سے اور انکی کتابوں سے رد کیا ہے۔ میری یہ دلی تمنائی کہ کوئی اللہ کا بندہ
اس جدید مذہب کی تردید اس طریق پر کرے۔ کہ جس طرح حضرت مولینا شاہ عبدالعزیز

صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحفۃ اثناعشریہ میں رد افضائے کے مذہب کی تردید فرمائی۔ اس رسالہ کے دیکھنے سے مجھ کو اس محدث مذہب کے البطل میں اُسی انداز کی خوشبو آتی ہے۔ جو حضرت شاہ صاحب نے اختیار فرمایا تھا۔ کہ آج تک فرقہ اثناعشریہ سے اُسکا جواب نہیں بن پڑا۔ باوجودیکہ بڑے بڑے دفاتر لکھے۔ مگر پھر بھی ناقص و نامتام ہی ہے۔ اس مبارک رسالہ کے متعلق بھی میرا یہ ہی خیال ہے۔ کہ علمائے مذہب میرزا ئیہ اس کتاب کے جواب سے انشاء اللہ کبھی بھی عہدہ برآ نہ ہو سکیں گے۔

میرا یہ بھی خیال ہے۔ کہ اگر جماعت میرزا ئیہ نے اس رسالہ کو انصاف سے دیکھا۔ اور نیر حق تعالیٰ کی توفیق نے بھی دستگیری فرمائی۔ تو اُنکے لئے یہ مبارک رسالہ انشاء اللہ تعالیٰ چراغِ راہِ ہدایت بلکہ رہنما ہوگا۔ میں دُعا کرتا ہوں۔ کہ حق تعالیٰ شاہِ مؤلف موصوف کو اپنی خاص نعمتوں سے مالا مال فرمائیں۔ اور اُن کے دینی و دنیوی اُمور میں برکات اور ترقیات عطا فرمائیں۔ آمین۔ فقط

سہارنپور۔ ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ (دستخط مولانا) خلیل احمد صاحب

ناظم مدرسہ مظاہر العلوم۔ سہارن پور

کام لینے کے عادی۔ اور مثل مشہور ملا آں باشد کہ چٹ بنا شد کے مصداق ہیں۔
 یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جو صاحب شرافت و تہذیب متانت و سنجیدگی۔ اور
 سب سے پہلے تقویٰ اور خشیتہ اللہ کو ملحوظ فرما کر اور اپنے مشرب کی کتابوں کے
 طرز تحریر کا بھی خیال رکھ کر اس رسالہ کی دلائل کا جواب لکھیں گے۔ اور منصفوں کے
 ذریعہ چٹکو فریقین مقرر کریں اپنی تحریر کی صداقت ثابت کر دیں گے۔ وہ اس کتاب
 کی جملہ دس فصلوں پر یکصد روپیہ فی فصل کے حساب سے.....

ایک ہزار روپیہ نقد انعام

لینے کے مستحق ہوں گے۔ خواہ کوئی ایک صاحب جواب لکھیں یا ایک جماعت مل
 جکے۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ انکی اس کوشش سے بہ مقتضائے
 ہم خرم و ہم ثواب

جہاں ان کے مذہب کی پوزیشن صاف ہوگی۔ وہاں ایک معقول رقم بھی مفت
 ملے گی۔

مزید برآں یہ کہ اس جواب کے لئے جناب مرزا صاحب کے رسالہ اعجاز المسیح۔ اور
 قصیدۂ اعجازیہ کی طرح ۱۰ یوم یا ۲۰ یوم کی کوئی میعاد نہیں ہم اپنی زندگی تک اسکی فائدہ
 لیتے ہیں۔ اور امید کامل ہے کہ ہمارے بعد کوئی اور بندہ خدا اسکا کفیل ہو جائے گا۔
 ادھر آؤ پیارے ہنر آزمائیں + تو تیرا زمانہ ہم جگر آزمائیں

خاکسار

محمد یعقوب صدیق قانون گوئے ضلع پٹیالہ ریاست پنجاب الہیہ پٹیالہ یکم ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ

ایک شب و عشر سالہ

تحقیق لائانی متعلق الہامات نکاح و عمر مرزا صاحب قادیانی

نکاح آسمانی کی پیشین گوئی نے مرزا صاحب نے نوجی جماعت کو تشبیح اور دست پا پر کیا ہے کہ مناظروں میں کانام لگے امانت زینتوں کے لئے سٹون ٹیج ہو جاتا ہے اس شگونی کے خوب نیچے اور طرح پر یہی گھر زانی لوگ ترقی دینی اور ان کے لئے اس شگونی کی ایک تاویلات اور فضول توصیہات بیان کر کے عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہو رہے ہیں کبھی انبیاء علیہم السلام کا غلطی کھانا بیان کرتے ہیں کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غلطی قرار دیتی ہیں (حاکم بن سنان) اس مختصر رسالہ میں الہام نکاح کی حقیقت کو واضح کر کے اس انجام اور مرزا صاحب اپنی دعویٰ کا کاذب ہونا بخوبی ثابت کیا گیا ہے اور ان تمام تاویلات و دلائل اور جوابات کی تردید کی گئی ہے جو مرزائیوں نے تاحال اس بارہ میں پیش کئے ہیں۔

اس کے بعد مرزا صاحب کی عمر کے الہامات کو کشف و غیور پر ایک مطبوعہ بحث لکھی جو جس نہایت وضاحت سے خود مرزائی تحریرات اور مرزا صاحب کے کلمات ان الہامات کو باطل ثابت کیا گیا ہے۔ اور اسکے متعلق بھی ہر وقت تک کے تمام مرزائی جوابات کی تردید کی گئی ہے۔ یہ رسالہ کوڑہ میں مسند کربط مختصر مضامین کی قمر ہے طرز بیان دلکش نہایت سہل و عام فہم قیمت سات روپے تین جلدوں کی قیمت ایک روپیہ جلد چھپنے والا ہے۔ فوراً درخواست ارسال فرمائیں۔

ملنے کا پتہ: محمد صدیق و محمد رفیق بیکان صدقہ ٹانگوئے شیرالہ دروازہ پٹیالہ پنجاب